فتاویٰ رضویہ مترجم کی تیس جلدوں سے عقائد و کلام کے مسائل کا ایک جامع انتخاب بنام

عقائدِ اسلامی

مُرتّبین

طلبائے درجۂ فضیلت
جامعہ غوثیہ نجم العلوم ممبئی

پیش کش ادارۂ معارفِ اسلامی ممبئی

شائع کردہ مکتبۂ طیبہ ۱۲۶۔ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ رضویہ مترجم کی تیس جلدوں سے عقائد وکلام
کے مسائل کا ایک جامع انتخاب بنام

عقائد اسلامی

مرتبین:
طلباے درجہ فضیلت (۲۰۱۰ء)
جامعہ غوثیہ نجم العلوم ممبئی ۳۔

پیش کش:
ادارہ معارف اسلامی
(شعبہ تحقیقات وتصنیفات سنی دعوت اسلامی ممبئی)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : عقائد اسلامی (ماخوذ از فتاوی رضویہ)

ترتیب : طلبا ے درجہ فضیلت (سال ۱۴۳۱ھ ۲۰۱۰ء)

تصحیح و تقدیم: مفتی محمد توفیق احسنؔ برکاتی مصباحی (استاذ جامعہ غوثیہ)

حروف ساز: مولانا مظہر حسین علیمی (استاذ جامعہ غوثیہ)

اشاعت : اکتوبر ۲۰۱۰ء بموقع عالمی سالانہ سنی اجتماع، ممبئی

صفحات: ۲۰۰

ناشر : ادارہ معارف اسلامی، ممبئی

بہ اہتمام: تحریک سنی دعوت اسلامی، ممبئی

ملنے کے پتے:

مکتبہ طیبہ ۱۲۶ ر کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

نیو سلور بک ایجنسی ممبئی

ناز بک ڈپو ممبئی

اقرا بک ڈپو ممبئی

امام احمد رضا کے دونوں شہزادگان

حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم

علیہما الرحمۃ والرضوان

کے نام

جن کی روحانی سرپرستی نے تحریک سنی دعوت اسلامی کو اعتبار بخشا۔

آئینہ کتاب

تقدیم

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد توفیق احسنؔ برکاتی مصباحی
(استاد جامعہ غوثیہ نجم العلوم ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ، اما بعد!

فقیہ اسلام، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز (ولادت: ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵٦ء۔ وفات: ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) عالم اسلام کی اس عبقری اور ہمہ جہت ذات کا نام ہے، جس کی خدمات جلیلہ پر سیر حاصل گفتگو ہمہ شما کے بس کی بات نہیں، بلا شبہ چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا اللہ عزوجل کا عظیم انتخاب تھے اور آپ نے اپنی زبان وقلم سے دین متین کی جو خدمت کی، وہ بھی ایک عظیم ریکارڈ کہی جا سکتی ہے، تاج الفحول، محبّ الرسول علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ نے جس کے متعلق یوں کہا:

”مولانا الا بجل الاجل الاکرم مولانا احمد رضا خان زاد مجدھم“

(ماہ نامہ مظہر الحق، تاج الفحول نمبر، بدایوں ص ۴۸۸)

امام احمد رضا قادری کو متعدد تذکرہ نویسوں کے مطابق پچاس سے زائد علوم وفنون میں ملکہ حاصل تھا، یہی نہیں بلکہ ان علوم میں ان کی باقاعدہ تصانیف وتحقیقات موجود ہیں اور کئی علوم وفنون تو ایسے بھی تھے جنہیں امام نے باقاعدگی کے ساتھ مدون فرمایا اور اپنی کتابوں کے ذریعہ اس سلسلہ کو فیض رساں بنایا، ان کتابوں میں ترجمۂ قرآن پاک ”**کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن**“ ”**العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ**، اور ”حدائق بخشش“ نے کافی شہرت ومقبولیت حاصل کی، یہاں تک کہ ڈاکٹر محمد اقبال جیسے جہاں دیدہ اور عالمی دانشور کو یہ اعتراف کرنا پڑا:

”وہ بے حد ذہین اور باریک بین عالم دین تھے، فقہی بصیرت میں ان کا مقام بہت

بلند تھا، ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اور ہندوستان کے لیے نابغۂ روزگار فقیہ تھے، ہندوستان کے اس دور متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ مشکل سے ملے گا''۔

امام احمد رضا کا پسندیدہ موضوع فقہیات تھا، اگرچہ امام کو حدیث، تفسیر، تاریخ، سیر، فقہ واصول وفقہ وغیرہا تمام شرعی علوم میں کمال کی حد تک مہارت حاصل تھی اور ان کے جزئیات پر بھی ان کی گہری نگاہ تھی، لیکن بحیثیت فقیہ آپ کو جو مقبولیت ملی وہ محولہ بالا اقتباس سے بخوبی عیاں ہے۔

کسی بھی شخصیت کے درست خدوخال اس وقت نمایاں ہوتے ہیں اور اس کی علمی وفکری جہات کا تعین اس وقت آسان ہو جاتا ہے جب اس عہد کے تہذیبی وتمدنی، فکری وعلمی، مذہبی ودینی اور سماجی وسیاسی پس منظر کا تجزیاتی مطالعہ کرلیا جائے اور پھر مذکورہ ذات کے کارہائے نمایاں پر اظہار خیال کی جرأت کی جائے تو نتیجہ صد فیصد درست نکلتا ہے۔

امام احمد رضا کا دور ہر اعتبار سے ایک انقلابی دور کہا جاسکتا ہے، ایک طرف فرنگی تہذیب کی جڑیں مضبوط ہو رہی تھیں، اور فکری ارتداد کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا، دوسری طرف مذہب وملت کے ایوان میں بھونچال سا آ گیا تھا، اور انگریزوں کے زرخرید نام نہاد علما قرآن وحدیث کی من جانی تعبیرات پیش کر رہے تھے، غرض کہ فتنوں کا ایک سیلاب تھا جو خرمن اسلام کو بہالے جانے کی جدوجہد کر رہا تھا، مجدد اپنی صدی کے ہر فتنے کی سرکوبی کی قدرتی صلاحیت لے کر پیدا ہوتا ہے، تمام مجددین امت کے احوال یہی بتاتے ہیں کہ جس دور میں جس قدر دینی وفکری گمراہیاں پوری قوت سے ابھر کر سامنے آئیں علما وفقہا اور مصلحین ومجددین نے ان کے خلاف پوری تندہی کے ساتھ محاذ قائم کیا اور گمرہی وبے دینی کے بڑھتے سیلاب پر بند باندھا، اسلام پر ایک دور ایسا بھی گزرا، جب یہ آواز پوری قوت سے اٹھائی جانے لگی کہ'' حضرت علی شریک نبوت ہیں، قرآن عظیم پورا محفوظ نہیں، قرآن مخلوق ہے، عرش قدیم ہے، زکوٰۃ دینا فرض نہیں، بندہ مجبور محض ہے، بندہ اپنے افعال نیک وبد کا خالق ہے، حوض کوثر، ملک الموت کی کوئی حقیقت نہیں، صفات الٰہی مخلوق اور حادث ہیں، حق تعالیٰ مکان میں ہے اور وہ

جسم رکھتا ہے، جنت و دوزخ دونوں فنا ہو جائیں گے، وغیرہ وغیرہ"۔

تو اس وقت کے علمائے کرام، فقہائے عظام، محققین اسلام اور مجددین امت ایک آواز ہو کر ان باطل و من گھڑت نظریات و عقائد کے خلاف میدان میں کود پڑے اور اپنے درست اور حق عقیدے پر ذرہ بھر آنچ نہ آنے دی، بالآخر حق کی فتح ہوئی، امام احمد رضا قدس سرہ کا دور اس لحاظ سے بھی انقلابی دور کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت بھی انہیں باطل نظریات و خیالات اور فاسد عقائد سے ملتے جلتے عقائد و خیالات جدید بہروپ میں سر ابھارنے لگے، اور حکومت کی پشت پناہی نے ان کی جڑیں مضبوط کرنی شروع کر دیں تو امام احمد رضا کو اس میدان میں زبان و قلم کے ساتھ محاذ قائم کرنا پڑا اور ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے پوری زندگی عملی جہاد کرتے گزارنی پڑی، وہ باطل نظریات یہ تھے:

"علم باری تعالیٰ کو اس کی مشیت پر موقوف رکھنا، امکان کذب باری تعالیٰ، تنقیص شان انبیا و مرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن ہے، شیطان کے علم کو نبی اکرم کے علم سے بڑھانا، نبی اکرم کے زمانہ اقدس اور بعد میں کسی نبی کے آنے سے خاتمیت محمدی میں فرق نہ آنا، عمل میں امتی کا نبی سے بڑھ جانا، صرف لا الہ الا اللہ پر مدار نجات رکھنا، اپنی رائے سے غلط تفسیر قرآن کرنا، ائمہ فقہ سے مسلمانوں کو آزاد کر کے اپنی فقہ ان پر مسلط کرنا، غیر مسلموں سے ہر طرح کے تعلقات رکھنا، اسلامی شعائر کا استخفاف وغیرہ وغیرہ"۔

عقائد و کلام بھی باقاعدہ ایک خاص اور معرکۃ الآرا فن ہے جسے اسلامی تعلیمات و شعائر میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، امام احمد رضا نے عقائد و کلام میں کامل مہارت اور خداداد صلاحیت کے ساتھ ان تمام فتنوں اور گمراہیوں کا مقابلہ اور ان موضوعات پر باقاعدہ کتابیں تصنیف کیں، جن میں حاشیہ شرح فقہ اکبر، مبین الھدیٰ فی نفی امکان المصطفی، سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، السعی المشکور اور الکوکبۃ الشھابیہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

امام احمد رضا تو ہر فن کے امام تھے، ہر اقلیم علم میں ان کا طوطی بولتا تھا، لیکن ان سب میں

آپ کی شان فقاہت شاہی تاج میں نگینے اور ہیرے موتی کی طرح نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے، فقہ وفتاویٰ تو امام کا خاص میدان تھا، جو بے شمار موضوعات اسلامی کو محیط ہے، اس میں عقائد وکلام بھی ہے، منطق وفلسفہ بھی، تاریخ وسیر بھی ہے اور اصول تفسیر وحدیث بھی، امام احمد رضا نے عقلی علوم وفنون خصوصاً سائنس اور ریاضی کو علوم دینیہ بالخصوص فقہ کے لیے لازم وملزوم سمجھا، فتویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا کا وہ کارنامہ ہے جو انہیں رہتی دنیا تک زندہ وتابندہ رکھنے کے لیے کافی ہے، امام احمد رضا کی پوری زندگی مختلف جہات سے دین متین کی خدمت میں گزری یہاں تک کہ انہیں کہنا پڑا:

”جو صاحب چاہیں، جتنے دن چاہیں، فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں، مہینہ دو مہینہ، سال دو سال اور فقیر کا جو بھی منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں کوئی دوسرا کام کر سکتا تھا“۔ (فتاویٰ رضویہ ص:۱۴۱، ج:۱۲، ممبئ)

اللہ! اللہ! یہ تھا دین کی خدمات کا وہ منظر نامہ جو امام کی ذات کو آج تک امتیازی نشان کرتا رہا ہے، اپنی فتویٰ نویسی سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴؍ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳؍ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا، اگر سات دن اور زندگی بخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہٖ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے“ (کلیات مکاتیب رضا، ص:۱۶۵، ج:۱)

فتویٰ نویسی میں بھی امام کا اپنا خاص اسلوب تھا جو فتاویٰ رضویہ کی مجلّات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے اور احکام شرع کے صادر کرنے میں آپ جو طریقہ اختیار فرماتے وہ خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تحریر میں پڑھا جا سکتا ہے:

”نہ تو اس میں افراط ہے کہ بدعت کو شرک، گناہ کو کفر، مکروہ تنزیہی کو حرام یا کم از کم صغیرہ بلا اصرار کو کبیرہ، خفی کو جلی کہہ دے، نہ اس میں تفریط ہے کہ اس میں مکروہ یا خلاف اولیٰ کو غیر مکروہ ومستحب، بدعت کو سنت، منکر کو معروف یا ناجائز کو جائز کہہ دے، اعتدال ہے اور

اعتدال، یہی وہ اصلاح ہے جو فساد افساد سے پاک ہوتی ہے۔“

(امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات (تقریب) ص:۶۱، ممبئی)

امام احمد رضا کی فقہی بصیرت پر ڈاکٹر مولانا حسن رضا نے پٹنہ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کر کے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے، آپ اپنے مقالہ ”اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام“ مشمولہ افکار رضا ممبئی، شمارہ ۵۰ میں لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا جائزہ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس نے مشہور فقہا کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہوگا وہ اس نتیجے پر بہت آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ امام ابن ہمام کی شان روایت اور رنگ اجتہاد سے مزین فکر جو ان کی خصوصیت تھی ان کے بعد صرف اعلیٰ حضرت کو ملی اور مسائل کی تنقیح، فقہ کی جملہ متداول کتب پر نظر رکھتے ہوئے جو علامہ شامی کی ایک مسلمہ خصوصیت تھی اعلیٰ حضرت کے حق میں مقدر ہوگئی، گویا اعلیٰ حضرت بیک وقت ابن ہمام بھی تھے اور ابن عابدین بھی“ (افکار رضا، ممبئی ۲۰۰۷، ص:۱۴۱، ۱۴۲)

آپ کے فتاویٰ کی مجموعی تعداد کیا ہے، اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، کیوں کہ ابتدائی بارہ سال کے فتاویٰ کی نقل محفوظ نہیں کی جاسکی اور بعد کے ادوار میں جو نقلیں تیار کی گئیں وہ مکررات کے حذف کے ساتھ تھیں۔ یہ فتاویٰ ”**العطایا النبویة فی الفتاویٰ الرضویة**“ کے نام سے بارہ جلدوں تک پہنچ گئے، ۱۹۸۸ء میں لاہور پاکستان میں امام احمد رضا کی تصنیفات خصوصاً فتاویٰ رضویہ کی جدید اشاعت کے لیے رضا فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارے کا قیام ہوا اور مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں فتاویٰ رضویہ کی عربی وفارسی عبارات کے ترجمہ، ماخذ ومراجع کی تعیین، اور تحشیہ کا کام ہندو پاک کے متعدد جلیل القدر علما کی خدمات لے کر شروع کیا گیا اور بہ حسن وخوبی اختتام کو پہنچا، ان میں مفتی عبد القیوم ہزاروی، علامہ عبد الحکیم شرف قادری، مولانا عبد الستار سعیدی، مولانا نذیر سعیدی، مولانا عمر ہزاروی، اور خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ کے اسما شامل ہیں، اس طرح فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں پھیل کر تیس مجلدات بن گئیں اور ہندو پاک سے ان کی

اشاعت وطباعت بھی ہوگئی، فتاویٰ رضویہ یقینی طور پر فقہ اسلامی اور مسائل شرعیہ کا ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہے، ڈاکٹر محمد طفیل ادارۂ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد اپنے ایک مقالہ ''فتاویٰ رضویہ کے فقہی مصادر'' میں لکھتے ہیں:

''یہ کتاب درحقیقت فقہ اسلامی کا ایک دائرۃ المعارف ہے، اگر فتاویٰ رضویہ میں بیان کردہ مسائل کو انضباطی ترتیب سے مرتب کیا جائے تو یقین ہے کہ یہ فقہ اسلامی کا ایک عظیم انسائیکلو پیڈیا ہوگا''۔ (معارف رضا، کراچی، شمارہ ۱۵، ص:۲۶)

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

بین الاقوامی تحریک سنی دعوت اسلامی کے روح رواں حضرت مولانا حافظ وقاری محمد شاکر نوری رضوی دام ظلہ نے اپنی دینی و مذہبی خدمات کو وسعت دیتے ہوئے آج سے تیرہ سال قبل ۱۹۹۷ء میں ایک دینی علمی ادارہ ''الجامعۃ الغوثیہ'' کی داغ بیل ڈالی، جس کا سنگ بنیاد مرکزی ادارہ کی حیثیت سے باندرہ ممبئی کی سرزمین پر رکھا گیا تھا، اور اس وقت مرکز اسماعیل حبیب مسجد کی بائیں جانب ایک بلڈنگ میں اپنی ذاتی قیام گاہ کے روپ میں موجود ہے، بانی ادارہ کی شب وروز کی محنت وجاں فشانی اور ارا کین ومعاونین اور اساتذہ کی تگ ودو کی بدولت یہ ادارہ ایک شجر سایہ دار کی حیثیت سے ممبئی کی سرزمین پر ایک امتیازی نشان پار کر چکا ہے، تیرہ برس کی اس مختصر مدت میں اس ادارے کی قریب دو درجن شاخیں وجود میں آئیں اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنی اپنی جگہ دین وسنیت اور مسلک رضا کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

اس مرکزی ادارہ ''جامعہ غوثیہ'' کو ایک امتیازی شناخت اس کے جدید نام ''جامعہ غوثیہ نجم العلوم'' سے ملی، اس کے فارغین کی تعداد چالیس کے قریب ہے ان سب کی فراغت درجۂ فضیلت اور درس نظامی کی تکمیل کے بعد عمل میں آئی، جن میں سے تقریباً دس فارغین بیرون ملک اور تیس ہندوستان کے مختلف شہروں میں اسلام وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ سب کچھ بانی ادارہ کی خلوص بھری توجہات اور اساتذہ ذوی الاحترام کی بے نفس کاوشات کی وجہ سے ممکن ہوسکا، موجودہ اساتذہ میں حضرت مولانا افتخار اللہ مصباحی (صدر

المدرسین) مفتی محمد زبیر برکاتی مصباحی، مولانا عبدالرب حشمتی مصباحی، مولانا مظہر حسین علیمی نظامی، حافظ وقاری شمس تبریز نظامی اور راقم (توفیق احسنؔ برکاتی) درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک ہیں اور باقاعدگی کے ساتھ طالبان علوم نبویہ کے اذہان وقلوب کو علم دین کی نورانیت عطا کررہے ہیں اوران کی تعلیم کے ساتھ تربیت واصلاح احوال کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، تربیت کے معاملے میں بانی ادارہ کی عنایات ونوازشات بنیادی حیثیت کی حامل کہی جاسکتی ہیں، خوشی کی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ ادارے سے فارغ التحصیل تین فاضل نوجوان اس وقت جامعہ ازہر مصر میں زیر تعلیم ہیں اورامتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کررہے ہیں، یہ بڑی خوش آیند بات ہے، اللہ عزوجل ان فضلا کے علم وعرفان میں مزید ترقیاں دے۔ اور جامعہ کے اساتذہ، اراکین ومعاونین کے عمر وعلم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین!

موجودہ سال ۲۰۱۰ء میں جامعہ غوثیہ نجم العلوم سے فارغ ہونے والے فضلا کی تعداد دس سے متجاوز ہے جو اب تک کے فارغین کی جماعت میں ایک ریکارڈ ہے، اورایک عظیم وجلیل اور تاریخی کام کے حوالے سے تمام سابقہ جماعتوں میں ممتاز اور نمایاں نظر آرہی ہے، وہ کام زیر ترتیب کتاب ہے۔

قریب ایک سال پیشتر شوال المکرّم کے آخری عشرے میں درجہ فضیلت کے طلبا کے تعلق سے ایک بات میرے ذہن میں آئی کہ کیوں نہ ان سے کوئی عمدہ اورزوداثر کام لیا جائے اوران کے ذہن وفکر کو تحریر وقلم اورزبان وبیان کا مذاق عطا کیا جائے، ایک منصوبہ میرے ذہن میں آیا اورفوری اس پر عمل بھی شروع کردیا، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ'' کی تیس مترجم جلدوں میں موجود عقائد وکلام کے مسائل کا ایک جامع انتخاب کتابی شکل میں ترتیب دیا جائے، بچوں نے بھی فوراً ہی اس اہم کام کے لیے خود کو تیار کرلیا اور جلدوں کی تعیین کے ساتھ یہ کام انہیں سونپ دیا گیا، ایک مقصد اور بھی تھا کہ اس کے ذریعہ کم از کم جو جلد جس طالب علم کے ذمے ہوگی اس کا بھرپور مطالعہ بھی ہوجائے گا اور انتخاب مسائل کا عمل بھی پورا ہوگا۔

سید محمد اشرف مارہروی کے الفاظ میں ''فتاویٰ رضویہ تو اک کرامت ہے'' یہ امام احمد رضا کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نام ونشان کو باقی رکھنے کے لیے بنیادی کردار ادا کرے گا، جس میں امام احمد رضا کی شان فقاہت کے جلوے جلوے ہر ہر فتوے میں دکھائی دیتے ہیں، جس کے متعلق پروفیسر عبدالفتاح ابوغدہ پروفیسر کلیۃ الشریعۃ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب کا یہ بیانیہ اظہار خیال پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔:

''میرے ایک دوست کہیں سفر پر جارہے تھے، ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی، میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتویٰ کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتویٰ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔ (امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص:۱۵۴)

امام احمد رضا قادری کو عجم کے ساتھ علمائے عرب نے ایک جلیل القدر مفسر، عظیم المرتبت محدث، عدیم النظیر عالم، کثیر المطالعہ محقق، بلند پایہ مصنف، اور تحریک تحفظ ناموس رسالت وشان الوہیت کا سچا علم بردار اور سرمایہ عشق رسالت کا عظیم محافظ تسلیم کیا ہے اور تحریری طور پر اپنے تاثرات قلبی سے نوازا، اس سلسلے میں **الاجازۃ المتنیۃ، حسام الحرمین، فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، الدولۃ المکیۃ، الاجازۃ الرضویۃ لمبحل مکۃ البھیۃ** کا مطالعہ سودمند ثابت ہوگا۔ امام احمد رضا کے علم وتحقیق کا اعتراف اپنوں کے ساتھ ان سے عقیدے میں اختلاف رکھنے والوں نے بھی کیا ہے، صرف ایک حوالہ قارئین کی نذر کررہا ہوں، مطالعہ کریں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ نے ماہ نامہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۲ء میں بڑا چشم کشا اور مبنی بر حقیقت تبصرہ پیش کیا ہے:

''مولانا احمد رضا خاں مرحوم صاحب علم ونظر علمائے مصنفین میں تھے، دینی علوم خصوصاً حدیث وفقہ پر ان کی نظر وسیع وگہری تھی، مولانا نے جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علما کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی

استحضار، ذہانت وطباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے، ان کے عالمانہ ومحققانہ فتاویٰ موافق ومخالف ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں'' (امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، ص:۴۲۳، ممبئ)

کیا خوب ''الفضل ماشهدت به الاعداء'' امام کے علم وعرفان اور تحقیق وذہانت وعلمیت کے معترفین میں مولانا الیاس کاندھلوی، مولانا اشرف علی تھانوی، خواجہ حسن نظامی، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا ملک غلام علی، مولانا ابوالحسن علی ندوی وغیرہم کے اسما شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے ''امام احمد رضا ارباب علم دانش کی نظر میں'' از علامہ یٰسین اختر مصباحی کا مطالعہ کریں۔ ''العطايا النبوية فى الفتاوىٰ الرضوية'' یقینی طور پر امام احمد رضا کی کرامت ہے۔ اتنا عظیم وضخیم وجلیل کام کر لے جانے کے بعد بھی آپ کی شان عجز وانکسار کا نور اس مجموعہ فتاویٰ کے نام ہی میں جگمگ جگمگ کر رہا ہے (عقل منداں را اشارہ کافی ست)

فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئ کی بارہ جلدوں میں امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے کل ۱۴۲ / رسائل بھی شامل ہیں جو ترتیب وار اس طرح ہیں، پہلی جلد میں ۲۸، دوسری میں ۷، تیسری میں ۱۶، چوتھی میں ۲۷، پانچویں میں ۱۰، چھٹی میں ۸، ساتویں میں ۴، آٹھویں میں ۸، نویں میں ۱۲، دسویں میں ۷، گیارہویں میں ۹، اور بارہویں جلد میں ۶ رسائل رضویہ ہیں، یہ فہرست میرے ہم سبق ساتھی مولانا مفتی محمد صفی اللہ مصباحی نے شعبہ تحقیق کے سال جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں تیار کی تھی اور فتاویٰ رضویہ مترجم کی تیس مجلدات کے اندر مطبوعہ رسائل کی تعداد راقم کی تیار کردہ فہرست کے مطابق ۲۰۸ ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ کسی دوسرے مقام پر پوری تحقیق ووضاحت کے ساتھ پیش کر دی جائے گی۔

اب میں مرتبین کتاب کے اسما ان کے لیے منتخب کردہ جلدوں کے ساتھ پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ مولانا محمد غوث محی الدین (جلد ۱، ۲، ۳، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲)

۲۔ مولانا محمد سرفراز رضوی (جلد ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۳)

۳۔ مولانا محمد نفیس رضوی (جلد ۱۴، ۱۵)

۴۔ مولانا محمد ممتاز رضوی (جلد ۱۶، ۱۷)

۵۔مولانا غلام ربانی نوری (جلد ۱۸،۱۹)

۶۔مولانا محمد اعجاز نظامی (جلد ۲۰،۲۱)

۷۔مولانا محمد عمران حنفی (جلد ۲۲)

۸۔مولانا محمد اسماعیل نوری (جلد ۲۳،۲۴)

۹۔مولانا محمد اویس نوری (جلد ۲۵،۲۶)

۱۰۔مولانا محمد جنید رضا (جلد ۲۷،۲۸)

۱۱۔مولانا محمد نعیم اختر رضوی (جلد ۲۹،۳۰)

جامعہ غوثیہ نجم العلوم کے یہ وہ گیارہ جدید فاضلین طلبا ہیں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب اور انتخاب مسائل میں حصہ لیا، اللہ عزوجل ان کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور امام احمد رضا کے افکار و نظریات کی ترویج و تنقید کا جذبۂ صادق بخشے اور ان کے علم و عمل میں برکتیں ڈال دے۔ آمین!

یہ کام شوال کے اخیر عرصے میں بچوں کو دیا گیا اور نو ماہ کی مدت میں انہوں نے تعلیم کے ساتھ فاضل وقت نکال کر اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور باقاعدہ کمپوز کر کے ۴۲۳ صفحات پر مشتمل کتابی سائز میں راقم کے حوالے کیا، کہ اس کی تصحیح و نظر ثانی کر دی جائے، شعبان کے اخیر عشرہ اور رمضان المبارک کے ابتدائی عشرہ میں پوری دقت نظر کے ساتھ تصحیح و پروف کا کام شروع ہو کر مکمل ہوا، محبّ گرامی مولانا مظہر حسین علیمی صاحب قبلہ نے کمپیوٹر پر باقاعدہ ان تصحیحات کو درست کیا، اب صفحات سمٹ کر ۱۹۳ رہ گئے اور پھر انہوں نے ہی اس کی فہرست سازی کا بھی فریضہ انجام دیا اور دوبارہ یہ کام میرے حوالے کر دیا، ایک بار پھر میں نے فتاویٰ رضویہ کی تیس مجلدات کو سامنے رکھ کر ان مسائل منتخبہ کی نظر ثانی کی اور فہرست میں کچھ ردوبدل کیا۔ اس طرح دوبار اور تیسری بار کی تصحیح و نظر ثانی کے بعد یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ اس کتاب کے اندر پیش کردہ عقائد و کلام کے مسائل کی تعداد تقریباً پونے چار سو ہے۔ ہم نے کتاب کے سرورق پر ایک عبارت تحریر کی ہے کہ ”فتاویٰ رضویہ مترجم تیس

جلدوں سے عقائد وکلام کے مسائل کا ایک جامع انتخاب بنام ''عقائد اسلامی''۔

ہوسکتا ہے کوئی نقاد لفظ ''جامع انتخاب'' پر تبصرہ کرنے کی جرأت کر بیٹھے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اور وضاحت پیش کر دیں تاکہ یہ اعتراض جنم لینے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔

قارئین کو معلوم ہے کہ یہ کام ان طالبان علوم نبویہ کا ہے جو ابھی ابھی فارغ التحصیل ہو رہے ہیں، ابھی باقاعدہ عملی میدان میں انہوں نے قدم بھی نہیں رکھا ہے اس لئے ان کے اس انتخاب پر ناک بھوں چڑھانے کی ضرورت نہیں، کئی مسائل چھوٹ گئے ہیں اور وضاحت پر انہوں نے وعدہ بھی کیا کہ انہیں شامل کر لیا جائے گا لیکن وقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام نہ ہوسکا، میں نے جہاں تک اس کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ فتویٰ رضویہ جلد ۸ سے چند مسائل فہرست میں ہونے کے باوجود چھوٹ گئے ہیں اسی طرح جلد ۱۴، ردبد مذہباں کے حوالے سے چند مسائل، جلد ۱۵، کے متعدد مسائل کلامیہ انتخاب میں شامل نہیں ہیں، جلد ۱۶/ سے ضمنی مسائل میں سیر کے تحت چند مسائل تھے اس میں نہ لکھے جاسکے، جلد ۱۷/ میں بھی سیر کے تحت چند مسائل، جلد ۲۱/، اور ۲۹ سے فہرست میں ہونے کے باوجود چند مسائل منتخب ہونے سے رہ گئے، اتنی وضاحت کے بعد تو ہم جامع انتخاب کہنے میں حق بہ جانب ہیں۔ اللہ عزوجل ہماری اس ادھوری کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

ایک بات اور عرض کر دوں کہ فتاویٰ رضویہ کے اندر موجود فتاویٰ عربی، اردو اور فارسی تین زبانوں میں ہیں، جن میں کچھ تو باقاعدہ رسائل کی شکل میں طویل اور تفصیلی ہیں اور کچھ صرف مسئلہ کا اجمالی جواب اور چند دلائل کے ساتھ ہیں، اور کچھ انتہائی مختصر چند سطروں میں ہیں، اس کتاب میں جو بھی مسائل شامل کئے گئے ہیں، ان میں نہ تو پوری تفصیل ہے اور نہ ہی بالکل اجمال واختصار کہ نفس مسئلہ بھی واضح نہ ہو، اس انتخاب میں قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ اور جزئیات فقہیہ سے چند ہی دلائل وشواہد پیش کئے گئے جب کہ فتاویٰ میں تفصیلی دلائل وشواہد موجود ہیں اس لئے جو قاری پوری تحقیق کرنا چاہتا ہے وہ براہ راست فتاویٰ رضویہ کی مجلدات کا مطالعہ کرے، چوں کہ یہ کتاب عوام اہل سنت کے لیے تیار کی گئی ہے اس لئے یہ کام

ہم کو کرنا پڑا، استاد گرامی محقق مسائل جدید مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے جب اس کام کا تذکرہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ عقائد وکلام کے جو مسائل فتاویٰ رضویہ شریف میں نہیں ہیں وہ عقائد کی متداول کتابوں سے نکال کر شامل کر لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے، افسوس کہ وقت نے اس کام کے لیے مہلت نہ دی اور مولانا مظہر حسین علیمی نے بھی راقم سے ایک خواہش کا اظہار کیا تھا کہ مسائل کے اندر موجود مشکل الفاظ کی تشریح وتسہیل کر دی جائے تو عوام وخواص کے لیے یکساں طور پر قابل استفادہ ہوگی لیکن یہ کام بھی نہ ہوسکا، جس کا مجھے قلق ہے، امید ہے کہ آئندہ اس جانب توجہ دی جائے گی، اور تسہیل وتخریج کا یہ کام بھی جدید اڈیشن کے ساتھ منظر عام پر آئے گا۔ (ان شاءاللہ عزوجل)

محترم قارئین علمائے کرام اور عوامی اہل سنت! ہم نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر کرنے کی پوری کوشش کی ہے، نفس مسئلہ کی تصحیح میں کافی وقت خرچ کیا ہے، پھر بھی بتقاضائے بشری غلطی اور خطا کا امکان ہے اس لئے اگر اس میں کسی بھی قسم کی علمی، ادبی، شرعی وفقہی فروگزاشت ہوئی ہو تو ضرور مطلع کریں، ہم ان شاء اللہ پوری کشادہ قلبی کے ساتھ ان اصلاحات پر غور وتحقیق کر کے مسائل کی تنقیح وتصحیح کر لیں گے (**الشکر منا والاجر عند اللہ تعالیٰ**) اخیر میں ایک بار پھر میں بانی ادارہ مولانا محمد شاکر نوری رضوی، اساتذہ جامعہ غوثیہ، مرتبین کتاب، اراکین ومعاونین اور تحریک سنی دعوت اسلامی سے منسلک علما ومفتیان کی جناب میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ ان سب کے باہمی تعاون اور علمی مشوروں سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے، اللہ عزوجل اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہمیں مسلک رضا کا سچا پیرو کار بنے رہنے کے ساتھ افکار امام احمد رضا اور تحقیقات رضویہ کی خوب خوب اشاعت کا جذبۂ صادق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

طالب دعا

محمد توفیق احسن برکاتی مصباحی عفی عنہ

۲۷ ستمبر ۲۰۱۰ء/۱۸ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ شب چہار شنبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

☆ان دس فرقوں کا بیان جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور شرعاً مرتد ہیں۔

وضو کے مستحب ہونے کے اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارقام فرمایا:

کسی کافر سے بدن چھو جانا اگر چہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو وضو کے مستحب ہونے کا ایک سبب ہے، جیسے (۱) قادیانی یا (۲) چکڑالوی یا (۳) نیچری یا (۴) آج کل کے تبرائی رافضی یا (۵) کذابی یا (۶) بہائمی یا (۷) شیطانی یا (۸) خواتمی وہابی جن کے عقائد کفر کا بیان حسام الحرمین میں ہے (۹) یا اکثر غیر مقلد خواہ بظاہر مقلد وہابیہ کہ ان عقائد ارتداد پر مطلع ہوکر ان کو عالم دین وعمدہ مسلمین کہتے یا اللہ ورسول کے مقابل اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کی حمایت کرتے ہیں (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (۱۰) یا جھوٹے متصوف کہ حلول واتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحۃً منکر ومبطل ہیں، ان دسوں طائفوں اور ان کے امثال سے مصافحہ کرنا تو خود بھی حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے اگر بلاقصد بھی ان کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص: ۱۵۷تا۱۸۱، ج۱)

☆ ان دس فرقوں کے عقائد باطلہ۔

(۱) **قادیانی**: غلام احمد قادیانی کے پیرو جو اپنے آپ کو نبی ورسول کہتا، اپنے کلام کو کلامِ الٰہی بتاتا، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتا، چارسو انبیا کی پیشگوئی جھوٹی بتاتا، خاتم النبین میں استثنا کی پچر لگاتا وغیرہ غیرہ کفریات ملعونہ۔

(۲) **چکڑالوی**: یہ ایک نیا طائفہ ملعونہ حادث ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی سے منکر ہے، تمام احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صراحۃً باطل ونا قابل بتاتا اور صرف قرآن عظیم کے اتباع کا اِدّعا رکھتا ہے اور حقیقۃً خود قرآن عظیم کا منکر ومبطل ہے، ان خبیثوں نے اپنی نماز بھی جدا گڑھی ہے جس میں ہر وقت کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں۔

(۳) **نیچری**: یہ باطل طائفہ ضروریاتِ دین کا منکر ہے، قرآن عظیم کے معانی قطعیہ ضروریہ میں در پردہ تاویل وتحریف وتبدیل کرتا، وجودِ ملائکہ وآسمان وجن وشیطان وحشرِ ابدان ونار وجنان ومعجزات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انہیں ملعون تاویلوں کی آڑ میں انکار کرتا ہے۔

(۴) **آج کل کے تبرائی رافضی**: یہ ملاعنہ صراحۃً قرآن عظیم کو ناقص بتاتے اور مولیٰ علی وائمہ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ٹھہراتے ہیں۔

(۵) **کذّابی**: یہ ملعون طائفہ اللہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا بتاتا اور صاف کہتا ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے۔

(۶) **بہائمی**: یہ گروہ لعین ہر پاگل اور چوپاے کے لیے علم غیب مان کر صاف کہتا ہے کہ جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا ایسا علم تو پاگل اور جانور کو ہوتا ہے۔

(۷) **شیطانی**: اس شیطانی گروہ کے نزدیک ابلیس لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بلکہ بے شمار زیادہ ہے، ابلیس کی وُسعتِ علم کو نص قطعی سے ثابت کہتا اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت علم کو باطل بے ثبوت مانتا ہے، ان کے لیے وسعت علم کے ماننے کو خالص شرک بتاتا مگر ابلیس کو وسعت علم میں خدا کا شریک جانتا ہے۔

(۸) **خواتمی وہابی**: یہ شقی گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کا صاف منکر ہے، خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتا اور بمعنی آخر النبیین لینے کو خیالِ جُہّال بتاتا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل موجود مانتا ہے۔

(۹) **غیر مقلد وہابیہ**: یہ بد بخت طائفہ ان ملعون ارتدادوں کو دفع تو کر نہیں سکتا بلکہ خوب جانتا ہے کہ ان سے دفع ارتداد نا ممکن ہے مگر ان مرتدوں کو پیشوا وممدوحِ دینی ماننے سے بھی باز نہیں آتا، اللہ جل وعلا ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کی حمایت پر تلا ہوا ہے، اللہ ورسول کو گالیاں دینا بہت ہلکا جانتا ہے، مگر ان دُشنام دہندوں کو حکم شرعی بیان کرنے کو گالیاں دینا کہتا ہے اور بہت سخت برا مانتا ہے۔

(۱۰) **جھوٹے متصوف**: یہ حلول واتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحۃً منکر

ومبطل ہیں۔(فتاویٰ رضویہ، حاشیہ ص ۱۵ تا ۱۸، ج ۱)

☆ آریوں پادریوں کے لکچر سننا سخت حرام ہے۔

آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ ہے کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ ''اسلام کے فلاں مضمون کے رد میں فلاں وقت لکچر دیا جائے گا'' یہ سننے کے لیے دوڑے جاتے ہیں۔ کسی پادری نے اعلان کیا کہ ''نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں فلاں وقت ندا ہوگی'' یہ سننے کے لیے دوڑے جاتے ہیں۔ بھائیو! تم اپنے نفع ونقصان کو زیادہ جانتے ہو یا تمہارا رب عزوجل، تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ ان کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمہارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب یہ دے دو کہ تو جھوٹا ہے نہ کہ تم آپ دوڑ دوڑ کے ان کے پاس جاؤ اور اپنے رب جل وعلا، اپنے قرآن، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمات ملعونہ سنو۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱: ص ۷۸۱)

آگے مزید فرماتے ہیں:

علماے کرام فرماتے ہیں: ہٹے کٹے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے ہیں اور اسی کو اپنا پیشہ کر لیتے ہیں انہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہ دینی ہے، لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔ بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں کفر کی مدد ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کی نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کر دیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سنو تو کیا ارشاد کیا۔ رب عزوجل فرماتا ہے: وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا۔ یعنی بے شک اللہ تم پر قرآن میں حکم اُتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کر رہے ہیں وہاں بیٹھے جب تو تم بھی انہیں جیسے ہو، بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور

کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

آہ آہ! حرام تو ہر گناہ ہے یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرما رہا ہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم انہیں جیسے ہو۔ (فتاوی رضویہ ج ا:ص ۷۸۴)

☆ تلاوت قرآن یا قرأت حدیث کے سوا اپنی طرف سے کسی نبی کی طرف نسبت معصیت سخت حرام ہے۔

غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف نافرمانی کی نسبت حرام ہے، ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا ہے۔ مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، دوسرا کہے تو اس کی زبان گدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ لِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی (فتاوی رضویہ ج ا:ص ۸۲۳)

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے اس کے بعد امام ابوعبداللہ محمد بن عبدری ابن الحاج کا ایک قول ان کی کتاب ''المدخل'' ص ۱۵ ج ۲ سے نقل کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہمارے علما رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انبیا علیہم السلام کا ذکر بغیر تلاوت یا حدیث کے ان کی لغزش کا ذکر کیا یا ان کی نافرمانی کا ذکر کیا تو اس نے کفر کیا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں پناہ مانگتے ہیں۔

ایسے اُمور میں سخت احتیاط فرض ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسن ادب عطا فرمائے۔ آمین، وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ واجمعین وبارک وسلم واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم. (فتاوی رضویہ ج ا:ص ۸۲۴)

☆ ضروریات دین کا منکر مرتد حربی ہے۔

اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہو، وہ حربی ہے کیوں کہ فقہا کی تصریح کے مطابق مرتد حربی ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲:ص ۴۹۳)

☆ عالم دین کی توہین کا حکم؟

فرماتے ہیں:

عالم دین کی توہین کو ائمہ نے کفر لکھا ہے، مجمع الانہر میں ہے: **الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر** "صحیح العقیدہ سنی علما اور اشراف کی توہین کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۳: ص ۲۸۱)

☆ جہنم کی آگ انتہائی سیاہ ہے، احادیث کی روشنی میں گنگوہی کا رد۔

مسلمان کہ سرور ولادت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں روشنی کرتے ہیں اس کی بحث میں "براہین قاطعہ" میں یہ عبارت مولوی گنگوہی کی "جو روشنی زائد از حاجت ہے وہ نار جہنم کی روشنی دکھانے والی ہے"۔ محض جہل وگزاف اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ وہ کالی رات کی طرح اندھیری ہے مگر اس کو اس میں روشنی سوجھی" (فتاوی رضویہ ج ۳: ص ۲۴۲)

☆ حیات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حکم۔

حضرات انبیا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم حیات وممات ہر حالت میں طیب وطاہر ہیں بلکہ ان کی موت محض آنی تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے ہے، پھر وہ ہمیشہ حیات حقیقی دنیاوی روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے، اسی لیے کوئی ان کا وارث نہیں ہوتا اور ان کی عورتوں کا کسی سے نکاح ہونا ممتنع ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم (فتاوی رضویہ ج ۳: ص ۴۰۴ تا ۴۰۷)

☆ کیا کفار اللہ عزوجل کو مانتے ہیں؟

تمام کفار اگرچہ کلمہ گو، نماز گزار ہوں، اللہ عزوجل کو ہرگز نہیں جانتے اور ان میں کوئی ایسا نہیں جو اسے برے برے عیب بڑے بڑے دھبے نہ لگاتا ہو، اس بیان پر اطلاع لازم ہے تاکہ مسلمان ان سے پرہیز کریں اور اپنے رب کی محبت وحمایت میں ان سے نفرت وگریز کریں۔ (فتاوی رضویہ ج ۳: ص ۵۵۴)

☆ چند ضروری اعتقادی مسائل۔

مسئلہ: ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے، جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے، اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شے موثر حقیقی نہیں، نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے بلکہ اسی کے

ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے، اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب ومسببات میں ربط فرمادیا ہے کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے، وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے، آگ سے بجھ جائے، آنکھیں سنیں، کان دیکھیں، وغیر ذٰلک ۔ چاہے تو اسباب کو معطل کردے، لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہوسکے، چاہے تو اسباب کو معزول فرمادے، کوئی سبب نہ ہو اور مسبب موجود ہوجائے، **اعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شئی قدیر** (فتاویٰ رضویہ ج ۴/ص ۲۳۷)

مسئلہ: مسلمان جو جانور نیازِ اولیا کے لیے ذبح کرتے ہیں حلال ہیں اور ان پر یہ بدگمانی کہ معاذ اللہ غیر خدا کی عبادت چاہتے ہیں سخت حرام۔(مرجع سابق)

مسئلہ: اگر کوئی جاہل ایسی ملعون نیت کرے بھی اور ذابح تکبیر کہہ کر ذبح کرے جانور حلال ہے کہ یہاں ذابح کی نیت کا اعتبار ہے اور اسے حرام کہنا قرآن عظیم کے خلاف ہے۔(مرجع سابق)

مسئلہ: انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی موت یعنی ان کے اجسام طیبہ سے ارواح طاہرہ کا جدا ہونا صرف ایک آن کے لیے ہوتا ہے پھر ویسے ہی زندہ ہوجاتے ہیں جیسے حیاتِ ظاہری میں تھے جسم وروح سے معاً ولہٰذا اُن کا ترکہ نہیں بٹتا نہ ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح جائز ۔(فتاویٰ رضویہ ص:۳۸۷ ج ۴)

مسئلہ: انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو مردہ کہنا حرام بلکہ بطور توہین ہو تو صریح کفر ہے، اللہ عزوجل نے شہید کو مردہ کہنے سے منع فرمایا، انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات ان سے بدرجہ زائد ہے، شہید کی حیات احکامِ دنیا میں نہیں، اس کا ترکہ بٹے گا، اس کی بی بی عدت کے بعد نکاح کرسکے گی بخلاف انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ۔(ایضاً)

مسلمانوں کے سوا اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں جانتا کلمہ گو مرتد اگرچہ نمازیں پڑھیں، قال اللہ تعالیٰ، قال الرسول کہیں اللہ عزوجل کو ہرگز نہیں جانتے۔(ایضاً)

مسئلہ: جمیع صفت کمال اللہ عزوجل کے لیے لازم ذات ہیں اور جملہ عیوب ونقائص کذب وجہل وغیرہ وغیرہ سب اس پر محال بالذات ہیں کہ اصلاً کسی طرح امکان نہیں رکھتے، وہابی کہ ان کو ممکن کہتا ہے گمراہ، بددین ہے۔(ایضاً)

عقیدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے جان و مال کے مالک ہیں، اگر وہ کسی مسلمان سے کچھ طلب فرمائیں وہ معاذ اللہ سوال نہیں بلکہ یقیناً ایسا ہے جیسے مولیٰ اپنے غلام سے اس کی کمائی کا کچھ حصہ لے کہ غلام اور اس کی کمائی سب مولیٰ کی ملک ہے اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: **ھل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ** میں اور میرا مال کس کے ہیں حضور کے ہیں یا رسول اللہ! (ایضاً)

☆ کتاب اللہ کا حفظ امم سابقہ میں خاصۂ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام تھا۔

اقول: مگر استبعاد مذکور کا جواب واضح ہے کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے، اگلی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں، مگر اس اُمَّت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرمادے، جیسے کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ امم سابقہ میں خاصہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا تھا، اس اُمَّت کے لیے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کے لیے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر ہے کہ ان کی اُمت کو وہ ملا جو انبیا کو ملا کرتا تھا، علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۶۷)

☆ ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔

نماز شروع روز شریفہ سے مقرر و مشروع ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اُتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اُسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی، دوسرے دن امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۂ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۸۳)

☆ خواب میں زیارت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت اور فرمان رسول کا حکم۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہونا

اگر چہ بلا شبہ حق ہوتا ہے یہ خواب کبھی اضغاثِ احلام سے نہیں ہوتی۔حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:**من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی**۔جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا کہ شیطان میری مثال بن کر نہیں آسکتا۔اس کو احمد، بخاری اور ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:**من رانی فقد رأی الحق فان الشیطٰن لا یتریابی**۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا کہ شیطان میری وضع نہ بنائے گا۔صحیح البخاری۔

مگر از انجا کہ حالت خواب میں ہوش وحواس عالم بیداری کی طرح ضبط و تیقظ پر نہیں ہوتے،لہٰذا خواب میں جو ارشاد سنے مثل سماع بیداری مورث یقین نہیں ہوتا۔اس کا ضابطہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو ارشادات بیداری میں ثابت ہو چکے ان پر عرض کریں،اگر ان سے مخالف نہیں **فبھا سواء وجد مطابقۃ الصریح اولا** (خواہ صراحۃً مطابقت ہو یا نہ ہو) ایسی حالت میں اس کا ارشاد ماننا چاہئے اور مخالف ہے تو یقین کریں گے کہ صاحب خواب کے سننے میں فرق ہوا،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حق فرمایا اور بوجہ تکدر حواس کہ اثر خواب ہے اس کے سننے میں غلط آیا،جیسے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے میکشی کا حکم دیتے ہیں۔امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:حضور نے میکشی سے نہی فرمائی،تیرے سننے میں الٹی آئی،اس امر میں فاسق ومتقی برابر ہیں،نہ متقی کا سماع واجب الصحۃ نہ فاسق کا بیان یقینی الکذب بلکہ ضابطہ مطلقاً یہی ہے جو مذکور ہوا۔(فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۱ ج ۵)

☆ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں۔

کافۂ اہل سنت کا اجماع قطعی ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔قال اللہ عزوجل: وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا . اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:اور اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑ پڑیں۔**وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر** (مشکوۃ ص ۱۴)اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:اگر چہ

زنا کرے، اگرچہ چوری کرے، خواہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: شفاعتي لأهل الكبائر من امتي۔** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری اُمّت کے ان لوگوں کے لیے ہے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں۔

بلکہ مذہب معتمد و محقق میں استحلال بھی علی الاطلاق کفر نہیں جب تک زنا یا شراب خمر یا ترک صلاۃ کی طرح اس کی حرمت ضروریات دین سے نہ ہو غرض ضروریات کے سوا کسی شی کا انکار کفر نہیں اگرچہ ثابت بالقواطع ہو کہ عندالتحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اس کا جس کی تصدیق نے اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا اور وہ نہیں مگر ضروریات دین جیسا کہ ائمۂ متکلمین کے محقق علما نے تحقیق کی ہے ولہٰذا خلافت خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا منکر مذہب تحقیق میں کافر نہیں حالاں کہ اس کی حقانیت بالیقین قطعیات ثابت۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۱ ج ۵)

☆ ہم میں اور مشرکوں میں نماز فارِق ہے، کیا مطلب؟

بلا شبہ حدیث میں آیا ہے کہ ہم میں اور مشرکوں میں فرق نماز کا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو نماز کا تارک ہے وہ مشرکوں کے فعل میں ان کا شریک ہے، پھر اگر دل سے بھی نماز کو فرض نہ جانے یا ہلکا سمجھے جب تو سچا مشرک پورا کافر ہے ورنہ اس کا یہ کام کافروں مشرکوں کا سا ہے، اگرچہ وہ حقیقۃً کافر مشرک نہ ٹھہرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۱۰۹)

☆ کیا ایک وقت کی نماز قضا کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے؟

ہاں جو ایک وقت کی نماز بھی قصداً بلا عذر شرعی دیدہ ودانستہ قضا کرے فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۱۱۰)

☆ دعوت دین کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

امر بالمعروف نہی عن المنکر کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ اس میں رکھا ہی کیا ہے تو اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۷ ج ۵)

☆ کراماتِ اولیا۔

چند کرامات تو ایسی ہیں جو کسی ولی سے الا ما شاء اللہ جدا نہیں ہوتیں، ان میں سے بعض یہ ہیں: فراستِ صادقہ، کشفِ احوال، دلوں کے رازوں سے آگاہی اور ان میں سے دعا و تعویذ، دم اور اعمال تصرفیہ میں برکت ہے یہاں تک کہ سارا جہان ان کے اس فیض سے مستفید ہوتا ہے۔(ہوامع شاہ ولی اللہ)(فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۵۷۲)

☆ مسئلہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب عقائد سے ہے۔

مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احادیث صحاح بھی نا مسموع، ان دونوں (صاحب مواقف و صاحب شرح مواقف) نے کہا کہ یہ مسئلہ عمل سے متعلق نہیں کہ اس میں دلیل ظنی کافی ہو جائے جو احکام میں کافی ہوتی ہے بلکہ یہ معاملہ تو عقائد میں سے ہے اس کے لیے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۵۸۲)

☆ کسی مسلمان کی جانب بدونِ تحقیق کبیرہ گناہ کی نسبت حرام ہے۔

امام محمد غزالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام ہے، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم شقی خارجی اشقی الآخرین نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۵/ص ۵۸۲)

☆ لطیفہ جلیلہ منیفہ کہ جان وہابیت پر لاکھ من کا پہاڑ۔

ابو داؤد و نسائی کی یہ حدیث صحیح عظیم جلیل جس میں ان بی بی نے کڑوں کے صدقہ کرنے میں اللہ عزوجل کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور نے انکار نہ فرمایا، بعینہ یہی مضمون صحیح بخاری و صحیح مسلم نے حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی عرض کی: یارسول الله ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللّٰه والی رسوله صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم . یا رسول اللہ! میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے لیے صدقہ کردوں۔(صحیح البخاری)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا، یہ حدیثیں حضرات وہابیہ کی جان پر آفت ہیں، انہیں دو پر کیا موقوف، فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بجواب استفتائے بعض علمائے دہلی ایک نفیس وجلیل وموجز رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا ملقب بلقب تاریخی اکمال الطامه علی شرک سوی بالامور العامة تالیف کیا، اس میں ایسی بہت کثیر وعظیم باتوں کا آیات واحادیث سے صاف وصریح ثبوت دیا مثلاً قرآن وحدیث ناطق ہیں کہ اللہ ورسول نے دولت مند کردیا، اللہ ورسول نگہبان ہیں، اللہ ورسول بے والیوں کے والی ہیں، اللہ ورسول مالوں کے مالک ہیں، اللہ ورسول زمین کے مالک ہیں، اللہ ورسول کی طرف توبہ، اللہ ورسول کی دہائی، اللہ ورسول دینے والے ہیں، اللہ ورسول سے دینے کی توقع، اللہ ورسول نے نعمت دی، اللہ ورسول نے عزت بخشی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے حافظ ونگہبان ہیں، حضور کی طرف سب کے ہاتھ پھیلے ہیں، حضور کے آگے سب گڑگڑا رہے ہیں، حضور ساری زمین کے مالک ہیں، حضور سب آدمیوں کے مالک ہیں، حضور تمام امتوں کے مالک ہیں، ساری دنیا کی مخلوق حضور کے قبضہ میں ہے، مدد کی کنجیاں حضور کے ہاتھ ہیں، نفع کی کنجیاں حضور کے ہاتھ ہیں، جنت کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں، دوزخ کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں، آخرت میں عزت دینا حضور کے ہاتھ ہے، قیامت میں کل اختیار حضور کے ہاتھ ہیں، حضور مصیبتوں کو دور فرمانے والے، حضور سختیوں کے ٹالنے والے، ابوبکر صدیق وعمر فاروق حضور کے بندے، حضور کے خادم نے بیٹا دیا، حضور کے خادم رزق آسان کرتے ہیں، حضور کے خادم بلائیں دفع کرتے ہیں، حضور کے خادم بلندی مرتبہ دیتے ہیں، حضور کے خادم تمام کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں، اولیا کے سبب بلا دور ہوتی ہے، اولیا کے سبب رزق ملتا ہے، اولیا کے سبب مدد ملتی ہے، اولیا کے سبب مینہ اترتا ہے، اولیا کے سبب زمین قائم ہے۔ یہ اور ان جیسی بیسیوں باتیں صرف قرآن وحدیث سے لکھی ہیں، وہابی صاحب شرک وغیرہ جو حکم لگانا چاہیں، اللہ ورسول کی جناب میں بکیں یا خدا ورسول سے لڑیں اگر لڑسکیں۔ اس

میں یہ بھی روشن دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ وہابی مذہب نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تک کہ خود رب العزت جل جلالہ کسی کو سخت شنیع الزام لگانے سے نہیں چھوڑا۔ ضمناً یہ بھی واضح دلائل سے بتا دیا گیا کہ وہابی صاحبوں کے نزدیک جناب شیخ مجدد صاحب و مرزا جان جاناں صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ یہاں تک کہ خود میاں اسمٰعیل دہلوی سب کے سب پکے مشرک تھے، غرض وہابی مذہب پر شرک اُمور عامہ سے ہے، جس سے معاذ اللہ ملائکہ سے لے کر رسولوں، بندوں سے لے کر رب جلیل تک، شاہ ولی اللہ سے لے کر ان کے پیروں استادوں، شاہ عبدالعزیز صاحب سے خود میاں اسمٰعیل تک کوئی خالی نہیں، وہابیت کا پھاگ، نجدیت کی ہولی، شرک کا رنگ، تقویۃ الایمان کی پچکاری، زور گھنگھور شراٹوں کا شور، سارا جہان شرابور، پونو کی قید نہ اماوس پہ چھوڑ، یہ انوکھا پھاگن بارہ ماوس جاری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۵/ص ۶۰۳ تا ۶۰۶)

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس پر درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

نام پاک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہ گار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶/ص ۲۲۲)

☆ نام اقدس کے ساتھ صلعم وغیرہ لکھنا کیسا؟

ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے کہ آج کل یہ جہالت بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی ''صلعم'' لکھتا ہے کوئی ''عم'' اور کوئی ''ص'' اور یہ سب بیہودہ و مکروہ سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے اور تحریر میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو، علما نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶/ص ۲۲۱)

☆ تجوید سے انکار کفر ہے۔

تجوید بنص قطعی قرآن واخبار متواترۂ سید الانس والجان علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام واجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستد ام حق وواجب در علم دین شرع الٰہی ہے **قال اللہ تعالی**: وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (القرآن) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمۂ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اسے آگاہ ومتنبہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۶/ص ۳۲۲)

☆ احناف کو ذُرّیۃ الشیطان وغیرہ کہنے والے کی امامت کا حکم۔

اللھم انا نعوذبک من الشیطٰن الرجیم جو ذریۃ الشیطان، کتاب وسنت کا منکر حنفیہ کرام خصّھم اللہ تعالیٰ باللطف والاکرام کا نام رکھتا ہے پر ظاہر کہ وہ گمراہ خود، کاہے کو حنفی ہونے لگا، اگرچہ کسی مصلحت دنیوی سے براہ تقیہ شنیعہ اپنے آپ کو حنفی المذہب کہے کہ اس کے افعال واقوال مذکورۂ سوال اس کے صریح تکذیب پر دال، منافقین بھی تو زبان سے کہتے تھے: **نشھد انک لرسول اللہ** کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ مگران ملاعنہ کے گفتار وکردار اس جھوٹے اقرار کے بالکل خلاف تھے، قرآن عظیم نے ان کے اقرار کو ان کے منہ پر مارا: وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم بیشک اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں، (القرآن ۱/۶۳)

ایسے شخص کی اِقتدا اور اسے امام بنانا ہرگز روا نہیں کہ وہ مبتدع گمراہ بد مذہب ہے اور بد مذہب کی شرعاً توہین واجب اور امام کرنے میں عظیم تعظیم، تو اس سے احتراز لازم، علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں نقل فرماتے ہیں: **من شذعن جمھور اھل الفقہ والعلم والسواد الاعظم فقد شذفیما یدخلہ فی النار فعلیکم معاشرا لمؤمنین باتباع**

الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصر الله تعالیٰ وحفظه وتوفيقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالیٰ ومن كان خارجاعن هذه الاربعة فی هذاالزمان فهو من اهل البدعة والنار ،یعنی جو شخص جمہور اہل علم وفقہ وسوادِ اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا، جو اسے دوزخ میں لے جائے گی۔ تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ وکارساز رہنا موافقت اہل سنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الذبائح ۴/۱۵۳) (فتاوی رضویہ ص ۳۹۸، ۳۹۹ ج ۶)

☆ جو رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنے وہ منافق ہے۔

جب کہ ثابت ومحقق ہو کہ رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہ رافضی بھی ہے اور منافق بھی اور اس کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے **كما بيناه فی النهی الاكيد** بلکہ تبرائی روافض زمانہ ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کافران اصلی ہیں اور یہ مرتد اور مرتد کا حکم سخت تر واشد **كما حققناه فی المقالة المسفرة** (اس کی تحقیق ہم نے اپنے مقالے مسفرہ میں کی ہے۔) اور اگر صرف اسی قدر ہو کہ اس کی حالت مشکوک ومشتبہ ہے جب بھی اسے امامت سے معزول کرنا بہ دلائلِ کثیرہ واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ ص ۵۲۸ ج ۶)

☆ دیوبندیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔

دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ہوگی ہی نہیں، فرض سر پر رہے گا، اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ، علاوہ امام محقق علی اطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں

ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں: **ان الصلوۃ خلف اھل الھواء لاتجوز** (اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں۔)

اس میں سب برابر ہیں، نماز پنجگانہ ہو خواہ جمعہ یا عید یا جنازہ یا تراویح، کوئی نماز ان کے پیچھے ہو ہی نہیں سکتی، بلکہ اگر (ان کو قابل امامت یا مسلمان جاننا بھی درکنار) ان کے کفر میں شک ہی کرے تو خود کافر ہے جب کہ ان کے خبیث اقوال پر مطلع ہو۔ علمائے حرمین شریفین بالاتفاق فرماتے ہیں: **من شک فی عذابه و کفره فقد کفر** (درمختار باب المرتد ۱/ ۳۵٦) جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج٦ رص۵۷۳)

☆ وہابیہ کی امامت ناجائز ہے۔

ظاہر کہ وہ شخص وہابی بلکہ وہابیوں میں بھی اونچی چوٹی کا ہے، وہابیہ کا اصل عقیدہ نعت اقدس سے جلنا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے یوں صاف نہیں کہتے جو اس نے کہی کہ ''وہاں نعت ہوتی ہے اس لیے شامل نہ ہوا'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت نہ کرے گا مگر کافر، اور کافر کے پیچھے نماز محض باطل، اگر مسلمان ہوتا نعت اقدس کو دوست رکھتا۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من احب شیئاً اکثر ذکره** ۔ ترجمہ: جو کسی شئی سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اسے ابو نعیم پھر دیلمی نے مقاتل بن حیان، انہوں نے داؤد بن ابی ہند، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا اس کے تینوں راوی مسلم شریف کے اور اصحاب اربعہ کے رجال ہیں۔

جسے محبت درکنار نفرت ہو ظاہر ہے کہ اسے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں پھر وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین** تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔ اسے ائمہ کرام امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ''تجلی الیقین'' کے کلمات سن کر اثر نہ ہونا اور نعت شریف کے ان سوالوں پر خاموش رہنا اس کے دل کی دبی آگ کو اور ظاہر کر رہا ہے۔ قال اللّٰہ: قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (القرآن ۱۱۸/۳) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دشمنی ان کے مونھوں سے ظاہر ہوگئی اور جو ان کے سینوں میں (غیظ وعناد) چھپا ہے اور زیادہ ہے ہم نے تم پر نشانیاں کھول دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

بالجملہ وہ یقیناً وہابی ہے اور وہابیہ قطعاً بے دین، اور بے دین کے پیچھے نماز محض ناجائز۔ فتح القدیر میں ہے روی محمد عن ابی حنیفة و ابی یوسف رضی الله تعالیٰ عنهما ان الصلوٰة خلف اهل الهواء لاتجوز ترجمہ: امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اہل بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

نماز درکنار، بنص قرآن عظیم اس کے پاس بیٹھنا حرام، قال اللّٰه تعالیٰ: وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (القرآن ۶۸/۶) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ ج۶ ص۵۷۹ تا ۵۸۱)

☆ جو خدا کو مجسم ٹھہراوے اس کی اقتدا کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

اس کی اقتدا حرام ہے اور اس کی پیچھے نماز باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ص۵۸۲ ج۶)

☆ زید بد مذہبوں کے یہاں علانیہ کھاتا ہے، بد مذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سنی ہے اس کے پیچھے نماز کیسی اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے؟

اس صورت میں وہ فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ص۶۲۵ ج۶)

☆ سنی، وہابی علما کو یکساں جاننے والا کافر ہے۔

جو شخص وہابیہ اور اہل سنت علما کو یکساں سمجھتا ہے، اسی قدر بات اس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے، اس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کسی ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ (فتاوی رضویہ، ص ۶۳۸ ج ۶)

☆ غیر مقلدین کے چند عقائد کا بیان۔

یا معشر المسلمین! یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلیدِ ائمہ دین کے دشمن اور بیچارہ عوامِ اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں، ائمہ ہدی کو احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائیں، قرآن وحدیث کی آپ سمجھ رکھنا، ارشاداتِ ائمہ کو جانچنا پرکھنا ہر عامی جاہل کا کام کہیں، بے راہ چل کر، بے گاہ مچل کر، حرام خدا کو حلال کر دیں، حلال خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بد مذہب گمراہ بے ادب ضال مضل غوی مبطل ہونا نہایت جلی واظہر بلکہ عندالانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اشر واضر واشنع وافجر **كما لا يخفى على ذى بصر** (جیسا کہ کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں۔ت)

صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری سے موصولاً وارد: **كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المومنين** ۔یعنی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔ بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیۂ کریمہ :**اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ** (القرآن ۳۱/۹) ترجمہ: انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا بنالیا۔ (فتاوی رضویہ، ص ۶۵۶، ۶۵۷ ج ۶)

☆ اہل عرب ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اُمّت کی نسبت فرماتے ہیں: **اما انهم لا يعبدون شمسا ولا قمرا ولا حجرا ولا وثنا ولكن يراؤن باعمالهم** . (المسند لامام احمد بن حنبل، ۱۲۴/۴) ترجمہ: خبردار ہو بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ

بت کو، ہاں یہ ہوگا کہ دکھاوے کے لیے اعمال کریں گے۔

اسی لیے جب قیامت آنے کو ہوگی اور شرک محض کا وقت آئے گا، ہوا بھیج کر مسلمانوں کو اٹھالیں گے، والحمد للہ رب العالمین۔ پھر اہل عرب کے لیے خاص مژدہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔ احمد و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ **ان الشیطٰن قد یئس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب ولکن فی التحریش بینهم** ترجمہ: بیشک شیطان ان سے ناامید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اسے پوجیں، ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶ ص۲۶۴)

☆ غیر مقلدین کے پیچھے نماز باطل ہے۔

بلاشبہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ وممنوع ولازم الاحتراز، بااختیار امام کرنا تو ہرگز کسی سنی محبّ سنت وکارِہِ بدعت کا کام نہیں، اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سنی کو چاہیے کہ دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدا کرے حتی کہ جمعہ میں بھی جب کہ اور جگہ مل سکے، امام محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں: **یکرہ فی الجمعة اذاتعددت اقامتهافی المصر علی قول محمد وهو المفتی به لانه بسبیل من التحول۔** امام محمد کے مفتی بہ قول کے مطابق فاسق وبدعتی کی اقتدا مکروہ ہے جب کہ شہر میں جمعہ متعدد مقامات پر قائم ہوتا ہو کیوں کہ اس صورت میں دوسرے مقام پر منتقل ہونا ممکن ہے۔ (ت) اور اگر بہ مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو، اگرچہ مدت گزر چکی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ص۶۷۰ ج۶)

☆ جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے وہ خود کافر ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ایما امرئ قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کماقال والا رجعت علیه** (صحیح مسلم باب بیان حال ایمان ۱/۵۷) یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلاضرور پڑے گی اگر

جسے کہا وہ حقیقۃ کافر تھا جب تو خیر، ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔

امام احمد و بخاری ومسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ ولا یرمی رجل رجلا بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک ،ھذا مختصرا۔** جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا، یہ اختصاراً ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶ص۷۰۹)

☆ تکفیر مسلمین کا حکم؟

حضرات غیر مقلدین وسائر اخلاف طوائف نجدیہ مسلمانوں کو ناحق کافر ومشرک ٹھہرا کر ہزارہا کابرائمہ کے طور پر کافر ہو گئے، اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ، علامہ ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں: **انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ و کفی بھذا خسارا وتفریطا** ۔ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہو گیا اور یہ خسارے اور کمی میں کافی ہے (ت) تو بحکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمان لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔ **فی الدر المختار عن شرح الوھبانیۃ للعلامۃ حسن الشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح فاولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح** . درمختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح الوہبانیہ کے حوالے سے ہے: جس سے بالاتفاق کفر لازم آئے اس کی وجہ سے ہر عمل باطل، اسی طرح نکاح باطل، اور اس کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں اختلاف ہو اس پر استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائے۔ (ت) (فتاوی رضویہ ص۱۸۷ج۶)

☆ غیر مقلدین وغیرہم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا حکم۔

اہل سنت کو چاہئے ان سے بہت پرہیز رکھیں، ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں،

اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہل بدعت بلکہ فاسق کی صحبت ومخالطت سے ممانعت آئی ہے اور بیشک بد مذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سرّاقہ اور قلوب منقلب، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (ترجمہ) نیک ہم نشین اور بد جلیس کی مثال یوں ہی ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے، مشک والا یا تو تجھے مشک ہبہ کرے گا یا تو اس سے خریدے گا، اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت) (فتاوی رضویہ ج۶ ص ۷۱۸)

☆ بدمذہبوں سے محبت زہر قاتل ہے۔

بدمذہبوں سے محبت تو زہر قاتل ہے اس کی نسبت احادیث کثیرہ صحیحہ معتبرہ میں خطر عظیم آیا، سخت ہولناک ہے۔ ہم نے وہ حدیثیں اپنے رسالہ **المقالة المسفرة عن احكام بدعة المكفرة** میں ذکر کیں، بالجملہ ہر طرح ان سے دوری مناسب، خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب، اور ان کی امامت پسند نہ کرے گا مگر دین میں مداہن یا عقل سے مجانب۔ امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم**، اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہیئے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔ (فتاوی رضویہ ج۶ ص ۷۲۰)

☆ کذب وبہتان کی نسبت ائمہ کرام اور علمائے اعلام کی طرف کرنا گستاخی اور توہین شان ہے۔

مصنف ضروری سوال کا قول کہ طاعون ووبا کے لیے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے، اگر خطاءً ایسا کلمہ بے موقع کسی سے سرزد ہو جائے جناب الٰہی میں توبہ واستغفار جلد کرلے محض کذب و بہتان اور ان ائمہ کرام وعلمائے اعلام کی جناب میں گستاخی و توہین شان ہے، زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمہ سے جناب الٰہی میں توبہ واستغفار کرے۔ (فتاوی رضویہ ج۷ ص ۴۹۷)

☆ ائمہ اہل سنت کا کوئی مسئلہ ضلالت اور فی النار نہیں۔

حاشا! ائمہ کرام اہلِ سُنّت کا کوئی مسئلہ ضلالت وفی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق وہدایت وسبیلِ جنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۰۳)

☆ اکابر کی روایت کو بوجہ وجیہ رد کرنا جہالت یا خبث وضلالت ہے۔

امام یافعی وعلامہ علی قاری وحضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت وجلالت ووثاقت، عدالت سے کون آگاہ نہیں۔ **وکیف یصح فی الاعیان شئ . اذا احتاج النهار الی دلیل** (جب روز روشن دلیل کا محتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہو سکتا ہے) بالجملہ ایسے اکابر کی روایت معتمدہ کو بے وجہ وجیہ رد کر دینا یا سخت جہالت ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۷۶)

☆ نماز غوثیہ کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان وافترا ہے۔

اور اس نماز (نماز غوثیہ) کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان وافترا، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کرسکا، ہر جگہ صرف زبانی ادعا سے کام لیا مگر یہ وہی جہالت قبیحہ وسفاہت فضیحہ ہے جس میں فرقہ جدیدہ وطائفۂ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں، اور عدم ذکر ذکر عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شی کا نام ہے؟

ترمذی وابن ماجہ وحکم سیدنا امام فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت مما عفا عنه**۔ حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے۔ یعنی اس میں کوئی مواخذہ نہیں، اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جل ذکرہ: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا**

اللّٰهُ عَنۡهَا وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۔اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۸۱)

☆ جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز ممنوع نہیں۔

جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دارقطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعو ھا ،وحرم حرمات فلا تنتھکو ھا ،وحد حدودا فلا تعتدوھا ،وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کرو۔ (سنن الدارقطنی ص ۱۸۴ ج ۴)

احمد و بخاری و مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ذرونی ماترکتم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شی فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فأتوا منہ ما استطعتم ۔یعنی جس بات میں میں نے تم پر تضیق نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوگئیں، میں جس بات سے منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر ضرورت بجالاؤ۔

احمد، بخاری، مسلم سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرماً من سئل عن شی لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسئلتہ ۔بے شک مسلمانوں کے بارے میں ان کا بڑا گناہ گار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اس کے سوال کے بعد حرام کر دی گئی۔

یہ احادیث باعلیٰ ندا منادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ ان کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہے، ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونا درست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا، اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز نا جائز ہی رہتی ۔ بالجملہ یہ قاعدۂ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح وروا اور اس کو حرام وگناہ ونا درست وممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افترا ۔ قال ربنا تبارک وتعالیٰ: وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۔ ہمارے رب تعالیٰ نے فرمایا: اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ نہ کہو یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرتے ہو بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے ۔ (فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۵۸۳)

☆ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں سے توسل توکل واخلاص کے منافی نہیں ۔

محبوبانِ خدا سے توسل کو اخلاص وتوکل کے خلاف ماننا عجب جہالت بے مزہ ہے، اس میں محبوبان خدا کی طرف توجہ بغرض توسل ہے اور ان سے توسل قطعاً محمود، اور ہرگز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہونچو ۔ اور انبیا وملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ، وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۵۸۴)

☆ محبوبان خدا کی تعظیم اہم واجبات سے ہے ۔

محبان خدا کی نفس تعظیم بیشک اہم واجبات واعظم قربات سے ہے، قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۔ وقال تعالیٰ: وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ، وقال اللہ تعالی: اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا،

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جوشخص اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہے۔اور نیز فرمایا: جوشخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو قلبی تقویٰ ہوگا۔اور نیز فرمایا: ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ ورسول کی تعظیم وتوقیر بجالاؤ۔(القرآن)(فتاویٰ رضویہ ص۵۹۴ ج۷)

☆ محبوبانِ خدا کے لیے جوتواضع کی جاتی ہے وہ خدا ہی کے لیے تواضع ہے۔

اے عزیز! اصل کار یہ ہے کہ محبوبان خدا کے لیے جوتواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لیے تواضع ہے ولہٰذا بکثرت احادیث استاذ وشاگرد وعلما وعام مسلمین کے لیے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے،طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : **تعلموا العلم وتعلوا للعلم السكينة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منه** ۔علم سیکھواور علم کے لیے سکون ومہابت (وقار) سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لیے تواضع کرو۔(فتاویٰ رضویہ ج۷/ص۵۹۵)

☆ تواضع لغیر اللہ کے ممنوع ہونے کی شکل۔

تواضع لغیر اللہ جو کہ ممنوع ہے اس کی شکل یہ ہے کہ عیاذاً باللہ، کسی کافر یا دنیا دار غنی کے لیے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں،اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خشوع وخضوع بجالانا مذکور اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو ان کے جمیع واستیعاب سے غنا ہو،ابوداؤد ونسائی،ترمذی ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: **قال اتيت النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم واصحابه حوله كأن علی رؤسهم الطير** :۔فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ،حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں،یعنی سر جھکائے گردنیں خم کیئے،بے حس وحرکت پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں،اس سے بڑھ

کراورخشوع کیا ہوگا۔(فتاویٰ رضویہ ج ۷ص ۵۹۷)

☆ حضرت امام مالک جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر کرتے تو رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے۔

شفاشریف میں ہے:کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی ۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے رنگ ان کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔نسیم میں ہے:لشدۃ خشوعہ ، یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔شفا شریف وغیرہ تصانیف علما میں اس قسم کی بہت روایات مذکور،شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں:ینادی ضارعا لخضوع قلب .وذل وابتھال والتجاء .رسول اللہ یا خیر البرایا .نوالک ابتغی یوم القضاء (حاجتمندی،دل کی عاجزی،انکساری ،تضرع والتجا کے ساتھ رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات!میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں)دیکھو!صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے۔میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہیے مگر آج کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۷ص ۶۰۰)

☆ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مزار مقدس پر حاضری کے آداب۔

مولانا رحمت اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ):جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو،قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو بایں ہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب سے مواجہ شریف میں حاضر ہو،تواضع وخشوع وخضوع وتذلل وانکسار

وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے، دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لیے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے، حضور کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے، نگاہ زمین پر جمائے رہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال اور شرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ کہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں، اس طرح حضور قلب وشرم حیا کے ساتھ عرض کرے: **السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ** پھر کہے یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لیے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصولِ مقصد کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاح کا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۷ر ص ر ۶۰۱)

☆ حضرت امام شافعی اور دیگر علما واہل حاجات حاجت کے لیے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر ان سے توسل کرتے۔

امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **الخیرات الحسان فی مناقب الاما م الاعظم ابی حنیفه النعمان** میں فرماتے ہیں: (ترجمہ) یعنی ہمیشہ سے علما واہل حاجت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہِ الٰہی میں ان سے توسل کرتے اور اس سبب سے فوراً مرادیں پاتے ہیں۔ ان میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تبرک کرتا اور ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص ۶۰۵ ج ۷)

☆ روضہ اقدس پر حاضری کے وقت منہ قبلہ کی طرف ہو یا مواجہ شریف کی طرف خلیفہ

ابوجعفر منصور کے سوال پر امام مالک علیہ الرحمہ کا جواب۔

خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین کی طرف؟ فرمایا: ولم تصرف وجهک عنه وهو وسيلتک ووسيلة ابيک آدم عليه الصلاة والسلام الى الله تعالىٰ يوم القيامة بل استقبله واستشفع به فيشفعک الله تعالىٰ ، کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔ (فتاویٰ رضویہ ص۶۰۵ ج ۷)

☆ طلب مغفرت کے لیے روضہ انور پر حاضری۔

سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں فرماتا ہے: کہ گنہ گار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیماً وحدیثاً علما وصلحا اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات ووفاتِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آیت کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے۔ اس مضمون کی بہت روایت وحکایت مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ ومدارج النبوۃ وجذب القلوب الیٰ دیار المحبوب وخلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفے وغیرہا تصانیف علما میں مذکور ومشہور، بعض ان سے حضرت مقدام المحققین حضرت والد قدس سرہ الماجد نے ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' میں ذکر کر کے اس مسئلہ کا اثبات فرمایا من شاء فليتشرف بمطالعته (جو چاہے اس کے مطالعہ سے مشرف ہو) (ج ۷/ص ۶۰۵ تا ۶۰۷)

☆ ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔

ایسا شخص کافر ومرتد ہے، اس کے مرتد ہونے کے لیے صرف انکار خاتمیت ہی کافی ہے۔ قال الله تعالیٰ: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: اور لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔) تتمۃ الفتاوی اور الاشباہ والنظائر میں ہے: ان لم يعرف ان محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم لانه

من الضروریات۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں کیوں کہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۸/ص ۴۷)

☆ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ردا، قمیص ناخن اور موئے مبارک کی تعظیم نقوش کتابت آیات واحادیث کی طرح فرض ہے۔

ابن السکن نے بطریق صفوان بن ہبیرہ عن ابیہ روایت کی: قال قال ثابت البنانی قال قال انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذہ شعرۃ من شعر رسول للہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضعھا تحت لسانی ، قال فوضعتھا تحت لسانہ فدفن وھی تحت لسانہ ،ذکرہ فی الاصابۃ ۔یعنی ثابت بنانی فرماتے ہیں: مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ موئے مبارک سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے، اسے میری زبان کی نیچے رکھ دو، میں نے رکھ دیا، وہ یوں ہی دفن کیے گئے کہ موئے مبارک ان کی زبان کے نیچے تھا۔ (اسے اصابہ میں ذکر کیا گیا۔)

دلائل النبوۃ بیہقی ابن عساکر امام محمد بن سیرین سے راوی:

عن انس بن مالک انہ کان عندہ عصیۃلرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمات فدفنت معہ بین جیبہ وقمیصہ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینہ پر قمیص کے نیچے ان کے ساتھ دفن کی گئی۔

ان کے سوا ہنگام تتبع اور نظائر ان وقائع کی کتب حدیث میں ملیں گے۔ ظاہر ہے کہ جیسے نقوش کتابت آیات واحادیث کی تعظیم فرض ہے یوں ہی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ردا وقمیص خصوصاً ناخن وموئے مبارک کہ اجزائے جسم اکرم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کل جزء جزء وشعرۃ شعرۃ منہ وبارک وسلم، تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ان طریقوں سے تبرک کرنا اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے جائز ومقرر رکھنا بلکہ بہ نفس نفیس یہ فعل فرمانا جواز "ما نحن فیہ" کے لیے دلیل واضح ہے اور کتابت قرآن عظیم کی تعظیم

زیادہ ماننا بھی ہرگز مفید تفرقہ نہیں ہوسکتا کہ جب علت منع خوف تجنیس ہے تو وہ جس طرح کتابت فرقان کے لیے ممنوع ومحظور، یوں ہی لباس واجزائے جسم اقدس کے لیے قطعاً ناجائز ومحظور، پھر صحاح احادیث سے اس کا جواز بلکہ ندب ثابت ہونا بحکم دلالۃ النص اس کے جواز کی دلیل کافی، وللہ الحمد۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹ ص ۱۱۸، ۱۱۹)

☆ عیسائی کی نماز جنازہ اور مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز وتکفین حرام قطعی ہے۔

ترکِ صوم وصلوۃ وشربِ خمر گناہانِ کبیرہ ہیں، جن کا مرتکب فاسق وفاجر اور عذابِ دوزخ کا مستحق ہے مگر حرام جان کر بشامت نفس کرے تو کافر نہیں۔ پس اگر شخص مذکور نے مذہب نہ بدلا تھا صرف باغوائے شیطان دنیا پرستان خدا ناترس کی طرح ان امور کا مرتکب ہوتا اور عیسائیوں سے میل جول رکھتا تھا تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ جب وہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا مسلمان ہی ٹھہرائیں گے اور اس تقدیر پر اس کے تجہیز وتکفین اور جنازہ کی نماز بے شک ضروری ولازم تھی، اگر بجانہ لاتے گنہ گار رہتے۔ **عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الصلوۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم براً کان او فاجراً وان ھوا عمل الکبائر** (ملخصاً) رواہ ابوداؤد وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے: ہر مسلمان کی نماز جنازہ تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد، اگرچہ اس نے گناہِ کبیرہ کیے ہوں۔ اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔

اور نصرانیوں کا معاذ اللہ جنازہ کے ساتھ ہونا یا بعد دفن ٹوپی اتار کر سلامی دینا ان کا اپنا فعل تھا جس کے سبب مسلمان کو کافر نہیں ٹھہرا سکتے۔ اور یہ بدگمانی کہ اگر یہ ان کا ہم مذہب نہ ہوتا تو وہ جنازہ میں کیوں شرکت کرتے محض مردود ہے۔ ایسے اوہام پر بنائے احکام نہیں، نہ کہ معاذ اللہ معاملہ کفر واسلام جس میں انتہا درجہ کی احتیاط لازم، بلکہ اس کا عکس دوسرا گمان قوی تر ہے کہ اگر وہ اسے اپنا ہم مذہب جانتے، اپنی روش پر تجہیز وتکفین کرتے، مسلمانوں کو اس کا جنازہ کیوں دیتے، غرض اس صورت میں نماز پڑھنے والوں نے فرض خدا ادا کیا، ان پر اصلاً الزام نہیں۔ الزام ان پر ہے جو اس بنا پر ان سے معاملۂ مرتدین کرنا چاہیں اور اگر بہ ثبوتِ

شرعی ثابت ہو کہ میت عیاذاً باللہ تبدیلِ مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تھا تو بے شک اس کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین سب پر حرام قطعی تھی۔ قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان میں سے جو بھی مرے نہ کبھی ان کی نمازہ جنازہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ مگر نماز پڑھنے والے اگر اس کی نصرانیت پر مطلع نہ تھے اور بر بنائے علم سابق اسے مسلمان سمجھتے تھے نہ اس تجہیز و تکفین و نماز تک ان کے نزدیک اس شخص کا نصرانی ہو جانا ثابت ہوا۔ تو ان افعال میں وہ اب بھی معذور و بے قصور ہیں کہ جب ان کی دانست میں وہ مسلمان تھا ان پر یہ افعال بجالاے بزعمِ خود شرعاً لازم تھے، ہاں اگر یہ بھی اس کی عیسائیت سے خبردار تھے پھر نماز و تجہیز و تکفین کے مرتکب ہوئے قطعاً سخت گنہ گار اور وبال کبیرہ میں گرفتار ہوئے، جب تک توبہ نہ کریں نماز ان کے پیچھے مکروہ، جیسا کہ یہ فاسق کا حکم ہے جس کی صراحت متعدد کتابوں میں موجود ہے اور جس کی توضیح و تنقیح غنیۃ وغیرہ میں ہو چکی ہے۔ مگر معاملہ مرتدین پھر بھی برتنا جائز نہیں کہ یہ لوگ بھی اس گناہ سے کافر نہ ہوں گے۔ ہماری شرع مطہر صراط مستقیم ہے، افراط و تفریط کسی بات میں پسند نہیں فرماتی، البتہ اگر ثابت ہو جائے کہ انھوں نے اسے نصرانی جان کر نہ صرف بوجہ حماقت و جہالت کسی غرضِ دنیوی کی نیت سے بلکہ خود اسے بوجہ نصرانیت مستحقِ تعظیم و قابلِ تجہیز و تکفین و نماز جنازہ تصور کیا تو بے شک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافر و مرتد ہیں اور ان سے وہی معاملہ برتنا واجب جو مرتدین سے برتا جائے اور ان کی شرکت کسی طرح روا نہیں اور شریک و معاون سب گنہ گار، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۷۰، ۱۷۱)

☆ رافضی کی نماز جنازہ پڑھنی حرام ہے اور اس کے لیے استغفار کرنا کفر ہے۔

اگر رافضی ضروریات دین کا منکر ہے، مثلاً قرآن عظیم میں کچھ سورتیں یا آیتیں یا کوئی حرف صرف امیر المومنین عثمان ذوالنورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اور صحابہ خواہ کسی شخص کا گھٹایا ہوا مانتا ہے یا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم میں کسی سے افضل جانتا ہے، اور آج کل یہاں کے رافضی تبرائی عموماً ایسے ہی

ہیں ان میں شاید ایک بھی ایسا نہ نکلے جو ان عقائدِ کفریہ کا معتقد نہ ہو تو وہ کافر مرتد ہے اور اس کے جنازہ کی نماز حرام قطعی و گناہِ شدید ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے : وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ : کبھی نماز نہ پڑھ ان کے کسی مردے پر، نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو، انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا اور مرتے دم تک بے حکم رہے ۔اور اگر ضروریات دین کا منکر نہیں مگر تبرائی ہے تو جمہور ائمہ و فقہائے عظام کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے جیسا خلاصہ، فتح القدیر، تنویر الابصار، درمختار، ہدایہ وغیرہ و عامۂ کتب میں ہے ۔اور اگر صرف تفضیلیہ ہے تو اس کے جنازے کی نماز بھی نہ چاہئے، متعدد حدیثوں میں بدمذہبوں کی نسبت ارشاد ہوا: ان ماتوا فلا تشھدو ھم وہ مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جائیں ۔(سنن ابن ماجہ) ولا تصلوا علیھم : ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو ۔(کنز العمال) نماز پڑھنے والوں کو توبہ و استغفار کرنی چاہئے ۔اگر صورت پہلی تھی یعنی وہ مردہ رافضی منکر بعض ضروریات دین تھا اور کسی شخص نے باآں کہ اس کے حال سے مطلع تھا دانستہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھی، اس کے لیے استغفار کی، جب تو اس شخص کو تجدید اسلام اور اپنی عورت سے از سر نو نکاح کرنا چاہئے ۔فی الحلیۃ نقلاً عن القرافی و اقرہ الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر لطلبہ تکذیب اللہ تعالیٰ فیما اخبر بہ : حلیہ میں قرافی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا ہے کہ : کافر کے لیے دعائے مغفرت کفر ہے کیوں کہ یہ خبر الٰہی کی تکذیب کا طالب ہے ۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص ۱۷۱،۱۷۲)

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی ایسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے تھے ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آج بھی ایسے ہی ہیں جیسے روز دفن مبارک تھے، وہ خود ارشاد فرماتے ہیں: ان اللہ حرم علیٰ الارض ان تا کل اجساد الانبیاء ، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے انبیائے کرام کے جسموں کا کھانا، (سنن ابن ماجہ) (فتاویٰ رضویہ ص ۱۷۲ ج۹)

☆ جو کسی ضلالت کی طرف بلائے سب ماننے والوں کے برابر گناہ اس پر ہے۔

من دعا الیٰ ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ینقص ذلک من آثامهم شیئاً. جامع الترمذی رواه الائمة الاحمد ومسلم والاربعة عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه . جو کسی ضلالت کی طرف بلائے سب ماننے والوں کے برابر گناہ اس پر ہوا اوران کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں آئی۔

یعنی یہ نہ ہوگا کہ اس کی ترغیب کی باعث گناہ ہونے کے سبب وہ گناہ سے بچ رہیں یا اس پر صرف اپنے ہی فعل کا گناہ ہو، بلکہ وہ سب اپنے اپنے گناہ میں گرفتار اوران سب کے برابر اس ترغیب دہندہ پر بار، والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹/ص ۲۷۷)

☆ نماز جنازہ شفاعت ہے۔

نماز جنازہ شفاعت ہے، جیسا کہ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ احمد ومسلم وابوداود وابن ماجہ کی حدیث میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **ما من رجل مسلم یموت فیقوم علیٰ جنازته اربعون رجلاً لا یشرکون با لله شئیاً الا شفعهم الله فیه** . جس مسلمان کے جنازہ پر چالیس مسلمان نماز میں کھڑے ہوں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے۔

احمد ومسلم ونسائی نے اُم المومنین وانس بن مالک رضی اللہ عنہما اور ترمذی نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **ما من میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون ماة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه** . جس میت پر سو مسلمان نماز جنازہ میں شفیع ہوں ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹/ص ۲۹۴)

☆ مالک شفاعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جو کوئی شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: **اعطیت شفاعة رواہ البخاری ومسلم والنسائی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیاء قبلی رواہ البخاری**، شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی ہے، اسے بخاری مسلم اور نسائی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی۔ ایک حدیث میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کے انبیا کو نہ ملیں۔ حضور شافع شفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اذا کان یوم القیامة کنت امام النبین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر**"۔ (جامع الترمذی وبن ماجہ) روز قیامت تمام انبیا کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہِ فخر نہیں فرماتا۔ (فتاوی رضویہ ج۹ ص ۲۹۵)

☆ ناجائز وگناہ میں کسی کی اطاعت نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لاطاعة لاحد فی معصیة اللّٰہ تعالیٰ** (بخاری کتاب الاحکام ج۲ ص ۵۸) (فتاوی رضویہ ج۹ ص ۳٦۷)

☆ مزار مقدسہ کو منہدم کرنے کا کام وہی شخص کرسکتا ہے جو بدعتی اور گمراہ ہو۔

جاننا چاہئے کہ انبیا واولیا علیہم الصلوٰۃ والسلام وعامۂ مومنین اہلِ سُنّت کے ساتھ جو قلبی عداوت فرقۂ نجدیہ وہابیہ کو ہے ایسی اور فرقۂ مبتدعہ کو نہیں ہے، اسی وجہ سے اس فرقہ محدثہ کے اکابر ملاعنہ کی تصانیف اباطیل اہانتِ محبوبانِ خدا سے بھری پڑی ہیں، جس کا جی چاہے وہ نجدی ملا اسماعیل دہلوی وصدیق حسن بھوپالی وخرم علی ورشید گنگوہی وغیرہ کی تالیفات باطلہ اٹھا کر دیکھ لے کہ قسم قسم کی اہانتوں سے پُر ہیں، منجملہ ان کے ایک اہانت قبورِ انبیا وشہدا واولیا علیہم السلام کا منہدم ونابود تابہ مقدور کرنا اس فرقہ کا شعار ہوگیا ہے۔

شیخ نجدی نے روضۂ اقدس کو گرانے کا ارادہ کیا تھا، علامہ احمد بن علی بصری کتاب "**فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوھاب**" میں فرماتے ہیں: **منھا انہ صح انہ یقول لو اقدر علی حجرة الرسول صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لھدمتھا**. ان میں سے ایک یہ بات صحیح ہے کہ وہ کہتا ہے میں اگر قدرت پاؤں تو روضۂ رسول اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو توڑ دوں ،(ت) شیخ نجدی نے شہدا وصحابہ کرام کے مزار توڑے اور یہی علامہ بصری ایک دوسرے مقام میں لکھتے ہیں: نجدی کا شہدا،صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کو قبوں کی وجہ سے توڑ ڈالنا بڑی ضلالت وگمراہی ہے۔(ت)

اور یہی علامہ تیسرے مقام میں لکھتے ہیں: بعض علما نے فرمایا کہ صاحب قبہ اگر کوئی مشہور عالم، متقی ،یا صحابی ہے اور قبہ صرف قبر کے برابر ہو تو اسے منہدم نہ کرنا چاہئے کیوں کہ خواہ اس کا نشان بھی کیوں نہ مٹ جائے مگر اس کا کھولنا جائز نہیں۔

اب آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان شہدا،صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور پر عمارت بنانا یا تو واجب ہوگا یا بلا کراہت جائز ،اور بہر صورت منہدم کرنا جائز نہیں ،اور یہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو بدعتی اور گمراہ ہو،کیوں کہ اس سے اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے حرمتی ہوتی ہے حالاں کہ ان کی تعظیم اور توقیر ہر مسلمان پر واجب ہے ۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ص۴۳۰)

☆ اہلِ سُنّت کے نزدیک انبیا وشہدا واولیا اپنے بدن وکفن کے ساتھ زندہ ہیں۔

اہلِ سُنّت کے نزدیک انبیا وشہدا واولیا اپنے ابدان مع اکفان کے زندہ ہیں،انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ابدانِ لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے،اسی طرح شہدا واولیا علیہم الرحمۃ والثنا کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں،وہ حضرات روزی ورزق دیے جاتے ہیں۔علامہ سبکی ’’شفاء السقام‘‘ میں لکھتے ہیں: **وحیاۃ الشھداء اکمل واعلی فھذا النوع من الحیاۃ والرزق لایحصل لمن لیس فی رتبتھم وانما حیاۃ الانبیاء اعلی واکمل واتم من الجمیع لانھاللروح والجسد علی الدوام علی ماکان فی الدنیا.** (ترجمہ): شہدا کی زندگی بہت اعلیٰ ہے،زندگی اور رزق کی یہ قسم ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی جو ان کے ہم مرتبہ نہیں اور انبیا کی زندگی سب سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ وہ جسم وروح دونوں کے ساتھ ہے جیسی کہ دنیا میں تھی اور ہمیشہ رہے گی۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اولیا اس

دارفانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انہیں زرق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔ علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: **لافرق لهم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لایموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار** ۔ اولیاءاللہ کی دونوں حالتوں (حیات وممات) میں اصلاً فرق نہیں، اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ص ۴۲۹ تا ۴۳۳ ج ۹)

☆ مسلمان کی عزت مردہ وزندہ حالت میں برابر ہے۔

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت مردہ وزندہ برابر ہے۔ محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح القدیر میں فرماتے ہیں: **الاتفاق علی انّ حرمة المسلم میتا کحرمته حیاً** اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت وحرمت زندہ مسلمان کی طرح ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کسر عظم المیّت واذاہ ککسرہ حیاً**، مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔ اسے امام احمد وابوداؤد وابن ماجہ نے بسند حسن ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ (فتاوی رضویہ ج ۹/ص ۴۴۱، ۴۴۲)

☆ مزارات اور قبور مسلمین پر روشنی کرنا جائز یا ناجائز؟

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدسنا اللہ بسرّہ القدسی کتاب مستطاب ''حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' مطبع مصر جلد دوم ص ۴۲۹ میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ): والد رحمۃ اللہ نے حاشیہ دُرر وغرر میں فتاوی بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو، اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرِ راہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے، یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علما میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لیے جو اپنے بدن کی خاک پر ایسی تجلی

ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمیں پر، تا کہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تا کہ اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ امر جائز ہے، اس سے اصلاً ممانعت نہیں، اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

پھر فرماتے ہیں: **روی ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج ای الزین یوقدون السرج علی القبور عبثا من غیر فائدۃ کما ذکرنا** ۔ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔یعنی ان لوگوں پر جو کسی فائدہ کے بغیر قبروں پر چراغ جلاتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔یعنی یہ مذکورۂ بالا حدیث کی روایت کی گئی ہے، اس سے بھی مراد وہی صورت ہے کہ محض عبث بلا فائدہ۔علامہ جلیل القدر عظیم الفخر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معنی روشن فرما دیے اور تصریحاً ارشاد کیا کہ مقابر میں شمعیں روشن کرنا جب کسی فائدہ کے لیے ہو ہرگز منع نہیں۔فائد کی متعدد مثالیں فرمائیں:

(۱) وہاں کوئی مسجد ہو کہ نمازیوں کو بھی آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی۔

(۲) مقابر برسرِ راہ ہوں، روشنی کرنے سے راہ گیروں کو نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان مقابر مسلمین دیکھ کر سلام کریں گے، فاتحہ پڑھیں گے، دعا کریں گے، ثواب پہنچائیں گے، گزرنے والوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے، اور اگر اموات کی قوت زائد ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے۔

(۳) مقابر میں اگر کوئی بیٹھا ہو کہ زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لیے آیا ہے تو اسے روشنی سے آرام ملے گا، قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا۔

(۴) وہ تینوں منافع مزارات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرا ہم کو بھی بروجہ اولیٰ شامل تھے کہ مزارات مقدسہ کے پاس غالباً مساجد ہوتے ہیں، گزرگاہ بھی بہت جگہ ہے اور حاضرین

زائرین خواہ مجاورین سے تو نادراً خالی ہوتے ہیں مگر امام ممدوح ان پر اکتفانہ فرما کر خود مزارات کریمہ کے لیے بالتخصیص روشنی میں فائدہ جلیلہ کا افادہ فرماتے ہیں کہ ان کی ارواح طیبہ کی تعظیم کے لیے روشنی کی جائے۔ **اقول** : ظاہر ہے کہ روشنی دلیل اعتنا ہے اور اعتنا دلیل تعظیم، اور تعظیم اہل اللہ دلیل ایمان و موجب رضائے رحمٰن عز جلالہ (فتاویٰ رضویہ ج ۹/ص ۴۹۰، ۴۹۱)

☆ ہر تعظیم عبادت نہیں۔

امام ممدوح قدس سرہ نے زید کے اس سوال کا کہ ''بزرگوں کی قبروں پر کیوں کرتے ہیں، کسی فاجر و فاسق کی قبر پر کیوں نہیں کرتے'' جواب ارشاد فرمایا کہ **تعظیما لروحه المشرقة علی تراب جسده** ۔یعنی ان کی روح کی تعظیم کی جاتی ہے اور لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ یہ مزار محبوب کا ہے، اس سے تبرک و توسل کرو کہ تمہاری دعا مستجاب ہو، امام ممدوح قدس سرہ نے زید کے اس توہمِ تعبد کا بھی علاج فرما دیا کہ **تعظیما لروحه** (ان کی روح کی تعظیم کے لیے ۔) معاذ اللہ! یہ ان کی عبادت نہیں، ان کی روح پاک کی تعظیم ہے، ہر تعظیم عبادت ہو تو تعظیم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تو نصوص قطعیہ قرآن عظیم سے فرض ہے، **قال تبارک وتعالی**: لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ، ہم نے اپنے رسول کو اس لیے بھیجا کہ اے لوگو! تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔(فتاویٰ رضویہ ص ۴۹۶ ج ۹)

☆ تقرب و تعظیم کو ایک ہی چیز قرار دینا محض باطل ہے۔

اسے (مزارات پر روشنی کو) تقرب بوجہ تعبد بتانا مسلمانوں پر کیسی سخت بدگمانی اور اس پر جزم کرنا مسلمانوں پر کیسا صریح ظلم وافترا ہے ۔درمختار میں منیۃ الفتاویٰ و ذخیرہ و شرح وہبانیہ سے ہے: **انا لانسئی الظن بالمسلم انه یتقرب الی الآدمی بهذا النحو** ۔کسی مسلمان کے متعلق ہم یہ بدگمانی نہیں کر سکتے کہ وہ کسی انسان کی طرف اس طرح کا تقرب کرے گا۔) ردالمحتار میں ہے: **ای علی وجه العبادة لانه المکفر وهذا بعید من حال المسلم** ۔یعنی عبادت کے طور پر تقرب اس لیے کہ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور یہ مسلمان کے حال سے بعید ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص ۴۹۸ ج ۹)

☆ تعظیم روح اور تعظیم قبر میں فرق نہ کرنا جہالت ہے۔

اور تعظیم روح اور تعظیم قبر میں فرق نہ کرنا سخت جہالت ہے۔ عارف نابلسی کا ارشاد گزرا اور امام سمہودی فرماتے ہیں: **لیس القصد تعظیم بُقعة القبر بعینها بل من حل فیھا** ۔ (وفاء الوفاء) خاص زمین قبر کی تعظیم مقصود نہیں بلکہ اس کی تعظیم مقصود ہے جو اس میں فروکش ہے۔) بلکہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ مسند شریف میں بسند حسن روایت فرماتے ہیں:

(ترجمہ): مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں، مروان نے ان کی گردن مبارک پکڑ کر کہا: جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس پر ان صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں، میں سنگ وگل کے پاس نہیں آیا ہوں، میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں، میں اینٹ، پتھر کے پاس نہ آیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دین پر نہ روؤ، جب اس کا اہل اس پر والی ہو، ہاں اس وقت دین پر روؤ جب کہ نااہل والی ہو۔ یہ صحابی سیدنا ابوایوب انصاری تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تو تعظیم قبر وروح مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے اور اسی کے ترکہ سے وہابیہ کو پہنچی، اور تعظیم قبر سے جدا ہو کر تعظیم روح کریم کی برکت لینا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ اور اہلِ سُنّت کو ان کی میراث ملی، وللہ الحمد۔ (فتاوی رضویہ ص۵۲۱ ج۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب بعد وفات بھی ایسا ہی ہے جیسا حیات ظاہری میں تھا۔

علامہ عبدالقادر فاکہی مکی تلمیذ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ "**حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم**" میں فرماتے ہیں: **ومنھا ان لا یستدبر القبر الشریف**، یعنی آداب میں سے ہے کہ قبر اقدس کو پشت نہ کرے۔ سید اقدس قدس سرہ نے خلاصۃ الوفاء میں فرمایا: **فی الصلوٰۃ ولا فی غیرھا**، نہ نماز میں ادھر پیٹھ کرے نہ غیر نماز میں۔ پھر امام عزالدین بن عبدالسلام سے نقل فرمایا: جب تو نماز پڑھنا چاہے تو حجرہ مطہرہ مزار اطہر کو پیٹھ نہ کر، نماز میں اپنے سامنے رکھ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب بعد

وفات بھی ویسا ہی ہے جیسا عالم حیات ظاہر میں تھا، تو جیسا تو اس وقت ادب کرتا اور حضور کے سامنے سر جھکا تا ایسا ہی مزار اطہر کے حضور کرے۔ (در منظّم امام ابوالقاسم محمد لولوی)

یہ سب تعظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ اس قسم کے ارشادات ائمہ اگر جمع کئے جائے تو ایک دفتر ہو، اور خود اس سے زیادہ اور کیا تعظیم قبر اطہر ہوگی، جو حدیث میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں جمال جہاں آرا کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے تعلیم فرمائی، در منظّم امام ابوالقاسم محمد لولوی بستی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :من صلی علی روح محمد فی الارواح وعلی جسده فی الاجساد وعلی قبره فی القبور رانی فی منامه ومن رانی فی منامه رانی یوم القیامة ومن رانی یوم القیامة شفعت له ومن شفعت له شرب من حوضی وحرم الله جسده علی النار ۔ جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس پر ارواح میں، اور جسد اطہر پر اجساد میں، اور قبر انور پر قبور میں درود بھیجے وہ مجھے خواب میں دیکھے، اور جو مجھے خواب میں دیکھے مجھے قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا اور جس کی میں شفاعت فرماؤں گا وہ میرے حوض کریم سے پیئے گا اور اللہ عز وجل اس کے بدن پر دوزخ کو حرام فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۵۷ ج ۹)

☆ کافر مردہ کے ورثہ مسلمانوں کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں تو مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

انھیں یہ دعوت نہ قبول کرنا چاہئے اس لیے کہ یہ اگر ضیافت ہے تو موت میں ضیافت نیاحت سے ہے، امام احمد اور ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: ہم گروہ صحابہ میت کے پاس جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرنے کو نیاحت سے شمار کرتے تھے۔ اور اگر اس کے خیال میں صدقہ ہو، جب کہ صدقہ کسی کافر سے اور کسی کافر کے لیے ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اس میں مسلمانوں کی بے عزتی ہے اس لیے کہ وہ صدقہ کر کے اپنے نفس خبیث کو ان پر احسان کرنے والا اور انہیں صدقہ کھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہوتا ہے، اور کسی کافر کا ہاتھ اونچا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسلام غالب ہوتا ہے

مغلوب نہیں ہوتا۔ یہ وہ جو مجھ پر ظاہر ہوا، اور امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ درست ہوگا اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ص ر ۶۴۷ ج ۹)

☆ کفار اور مرتد کو ایصال ثواب حرام ہے۔

کافر خواہ مشرک ہو یا غیر مشرک، جیسے آج کل کے عام رافضی کہ منکران ضروریات دین ہیں، اسے ہرگز کسی طرح کسی فعل خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔ قال تعالیٰ: مَا لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔) اور انہیں ایصال ثواب کرنا معاذ اللہ خود راہِ کفر کی طرف جانا ہے کہ نصوص قطعیہ کو باطل ٹھہرانا ہے۔ رافضی تبرائی کا فقہائے کرام کے نزدیک یہی حکم ہے، ہاں جو تبرائی نہیں جیسے تفضیلی، انھیں ثواب پہنچ سکتا ہے اور پہنچانا بھی حرام نہیں جب کہ ان سے دینی محبت یا ان کی بدعت کو سہل و آسان سمجھنے کی بنا پر نہ ہو، ورنہ، انکم اذا مثلھم یہ بھی انھیں میں شمار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۴۸ ج ۹)

☆ ہندو میت کے ثواب کے لیے میلاد شریف کے واسطے کچھ روپیہ دے تو اس ہندو کے روپیہ سے میلاد شریف پڑھوانا کیسا ہے؟

ہندو سے روپیہ اس واسطے نہ لیا جائے۔ حدیث ہے انی نھیت عن زبد المشرکین (مجھے مشرکین کی جھاگ سے منع کیا گیا۔) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۶۴۸ ج ۹)

☆ بعد وفات مسلمان اور کافر کی روح کی حالت اور مقام۔

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما باہم ملے، ایک نے دوسرے سے کہا، اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندہ اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا: نعم اما المؤمنو ن فان اروحھم فی الجنة وھی تذھب حیث شا ء ت ۔ ہاں مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں ۔ ابن مبارک کتاب الزہد و ابوبکر و ابن ابی الدنیا ابن مندہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

:قال ان ارواح المومنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاء ت ونفس الکافر فی سجین ۔ بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔ قاضی ثناء اللہ بھی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں: اولیائے کرام قدست اسرارہم کی روحیں زمین آسمان، بہشت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں (ت) خزانۃ الروایات میں ہے:عن بعض العلماء المحققین ان الارواح تتخلص لیلۃ الجمعۃ وتنتشر فجاء وا الی مقابرھم ثم جاء وا فی بیوتھم ۔بعض علمائے محققین سے مروی ہے کہ روحیں شب جمعہ چھٹی پاتی اور پھیلتی جاتی ہیں۔ پہلے اپنی قبروں پر آتی ہیں پھر اپنے گھروں میں ۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برات ہوتی ہے، اموات کی روحیں آکر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں: ہے کوئی کہ ہمیں یاد کرے، ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غربت کی یاد دلائے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۵۲، ۶۵۳ ج ۹)

☆ مرنے کے بعد اپنے عزیزوں سے کس طرح تعلقات رہتے ہیں؟

موت فنائے روح نہیں، بلکہ وہ جسم سے روح کا جدا ہونا ہے، روح ہمیشہ زندہ رہتی ہے، حدیث میں ہے: انما خلقتم للابد ۔تم ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے بنائے گئے، تو جیسے تعلقات حیات دنیوی میں تھے اب بھی رہتے ہیں، حدیث میں فرمایا کہ ہر جمعہ کو ماں باپ پر اپنے اولاد کے ایک ہفتہ کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، برائیوں پر رنجیدہ ہوتے ہیں، تو اپنے گزرے ہوؤں کو رنجیدہ نہ کرو، اے اللہ کے بندو! واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ص ۶۵۷ ج ۹)

☆ ارواح مومنین کی جگہ کون ہے؟ کیا جسد کے ساتھ رہتے ہیں یا علاحدہ؟

ارواح مومنین برزخ میں اجسام مثالی ہیں، جیسے شہدا کے لیے ” حواصل طیور خضر“ فرمایا، سبز پرندوں کے بھیس میں، ان کے مقام حسب مراتب مختلف ہیں، قبور پر یا چاہ زمزم میں یا فضائے آسمان میں یا کسی آسمان پر یا عرش کے نیچے نور کی قندیلوں میں (جیسا کہ

امام سیوطی نے شرح الصدور میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے،)واللہ تعالیٰ اعلم ۔(فتاویٰ رضویہ ص ۶۵۷ ج ۹)

☆ عذاب وثواب روح وجسم دونوں کے لیے ہے۔

انسان کبھی خاک نہیں ہوتا، بدن خاک ہوجاتا ہے،اور وہ بھی کل نہیں، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں،انہیں بروز قیامت ترکیب جسم ہوگی،عذاب وثواب روح وجسم دونوں کے لیے ہے،جو فقط روح کے لیے مانتے ہیں گمراہ ہیں،روح بھی باقی اور جسم کے اجزائے اصلی بھی باقی،اور جو خاک ہوگئے وہ بھی فنائے مطلق نہ ہوئے، بلکہ تفرق اتصال ہوا اور تغیر ہیأت ۔پھر استحالہ کیا ہے،حدیث میں روح وجسم دونوں کے معذب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے،ایک لنجھا ہے کہ پاؤں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں،وہ اس باغ کے باہر پڑا ہوا ہے،پھلوں کو دیکھتا ہے مگر ان تک جا نہیں سکتا،اتنے میں ایک اندھا آیا اس لنجھے نے اس سے کہا:تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے چل، میں تجھے راستہ بتاؤں گا،اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے،یوں وہ اندھا اس لنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے ،اور دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں،اندھا اسے نہ لے جاتا تو وہ نا جاسکتا،اور لنجھا اسے نہ بتاتا تو وہ نہ دیکھ سکتا،وہ لنجھا روح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعال جوارح نہیں کرسکتی،اور وہ اندھا بدن ہے کہ افعال کرسکتا ہے ادراک نہیں رکھتا،دونوں کے اجتماع سے معصیت ہوئی دونوں ہی مستحق سزا ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم ۔(فتاویٰ رضویہ ص ۶۵۸ ج ۹)

☆ غیر خدا کو نافع وضار سمجھنا مطلقاً شرک نہیں جب تک کہ مستقل بالذات نہ مانا جائے۔

غیر خدا کو کسی طرح نافع یا ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اس صورت میں کہ نفع وضرر مستقل بالذات مانے ۔برتقدیر اول یہ وہ شرک ہے جس سے عالم میں کوئی محفوظ نہیں، جہاں شہد کو نافع اور زہر کو مضر جانتا ہے،سچے دوست سے نفع کی امید،پکے دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے،عالم کی خدمت حاکم کی اطاعت اسی لیے کرتے ہیں کہ دینی یا دنیوی نفع کی

توقع ہے ،مخالف مذہب سے احتیاط، سانپ سے احتراز اسی لیے رکھتے ہیں کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے،خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے :اٰبَآؤُکُمۡ وَاَبۡنَاؤُکُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّھُمۡ اَقۡرَبُ لَکُمۡ نَفۡعًا ۔تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے ان میں کون تمھیں نفع دینے میں زیادہ نزدیک ہے،اور فرماتا ہے:وَمَا ھُمۡ بِضَآرِّیۡنَ بِہٖ مِنۡ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ. اور وہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچائیں گے بے حکم خدا کے۔

صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ،حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ ۔تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع دے سکے نفع دے۔امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس سے راوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:من ضار ضار اللہ بہ و من شاق شق اللہ علیہ. جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں ڈالے گا۔(۱/۲۸۷) حاکم کی حدیث میں ہے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا:بلٰی یاامیر المؤمنین یضر وینفع ۔کیوں نہیں اے امیر المومنین! یہ پتھر نقصان دے گا اور نفع پہنچائے گا۔(فتاوی رضویہ ج۹ص۱۹۶)

☆ائمہ مذاہب و اولیاے سلاسل اپنے مقلدوں اور مریدوں کی ہر وقت نگہبانی و شفاعت فرماتے ہیں۔

امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:جمیع الائمۃ المجتھدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیامۃ حتی یجاوز الصراط . تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرؤوں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و برزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو جائیں۔اسی امام اجل نے اسی کتاب اجمل میں فرمایا:

(ترجمہ): ہم نے کتاب الاجوبہ عن الفقہا والصوفیا میں ذکر کیا کہ تمام ائمہ وفقہا وصوفیہ

اپنے اپنے مقلدیوں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے مقلد کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامہ اعمال کھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے، جب عمل تولتے ہیں، جب صراط پر چلتا ہے، غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے ہیں، ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصرالدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب انتقال ہوا، بعض صالحوں نے انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا جب منکر نکیر نے مجھ سے سوال کرنے کے لیے بٹھایا، امام مالک تشریف لائے اور ان سے فرمایا: ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے خدا اور رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے، الگ ہو اس کے پاس سے، یہ فرماتے ہی مجھ سے نکیرین الگ ہو گئے اور جب مشائخ کرام صوفیہ قدست اسرارہم ہول وسختی کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے پیروؤں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو ان پیشوانِ مذاہب کا کہنا ہی کیا جو زمین کی میخیں ہیں اور دین کے ستون، اور شارع علیہ السلام کی اُمت پر اس کے امین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد ۔ (ترجمہ: المیزان الکبریٰ ص ۱/۵۳) (فتاوی رضویہ ص ۷۶۹، ۷۷۰ ج ۹)

☆ یا شیخ عبدالقادر کہنا ناجائز نہیں۔

سیدی جمال مکی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے: (ترجمہ): مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یارسول، یاعلی، یا شیخ عبدالقادر مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں اولیا سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع و شئے مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف، اور بے شک وہ برکت اولیا کرام سے محروم ہے، شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیا و اولیا سے فریاد کرتے ہیں، اس کا شرع میں کیا حکم ہے؟ امام ممدوح نے فتوی دیا کہ انبیا و مرسلین و اولیا و علما صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت واستمداد جائز ہے۔ (فتاوی جمال بن عمر مکی) علامہ خیر

الملۃ والدین رملی حنفی استاذ صاحب درمختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فتاوی خیریہ میں فرماتے ہیں :قولهم يا شيخ عبد القادر نداء فماالموجب لحرمته ۔(ترجمہ):لوگوں کا کہنا یا شیخ عبدالقادر یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ص۷۹۱،۷۹۲)

☆ عقائد میں چار چیزوں کا اتباع ہے، کتاب وسنت واجماع اور سوادِ اعظم اہل سنت۔

برزخ ومعاد اُمورِ غیبیہ ہیں جن میں قیاس واجتہاد کو دخل نہیں، ان کا پتا تو نبی امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے نہ مشائخ کی رائے سے، بلکہ علمائے کرام کو اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں۔اللہ کو ایک،رسول کو سچا، جنت ونار کو موجود ،،سوال وعذاب ونعیم قبر کو حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے، ہاں عقائد میں کتاب وسنت واجماع امت وسوادِ اعظم اہل سنت کا اتباع ہے،اس لیے کہ خدا ورسول نے ہمیں بتادیا کہ اجماع ضلالت پر ناممکن اور سوادِ اعظم کا خلاف ابتداع ہے۔کسی فعل یا قول کا موجب کفر ہونا تو خود افعال مکلفین ہی سے بحث ہے، اس کے بیان کو کتب فقہ میں ''باب الردۃ'' کو مذکور اور صدہا اقوال وافعال پر انہیں مشائخ کے بے شمار فتاوی کفر مسطور،مگر محققین محتاط تارکین تفریط وافراط باآنکہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشائخ کرام کے خادم ومعتقد ہیں،زینہار ان پر فتوی نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روایات ضعیفہ اگرچہ دوسرے ہی مذہب کی دربارۂ اسلام مل جائے گی اسی پر عمل کریں گے جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہولے کافر نہ کہیں گے۔وہی درمختار جس میں امانحن فعلينااتباع مارجحوه ۔تھا اسی میں ہے:

(ترجمہ): الفاظ کفر کتب فتاوی میں معروف ہیں بلکہ ان کے بیان میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں،اس کے ساتھ ہی یہ کہ ان میں سے کسی کی بنا پر فتویٰ کفر نہ دیا جائے گا مگر جہاں مشائخ کا اتفاق ثابت ہو جیسا کہ عنقریب کلام مصنف میں آتا ہے۔بحرالرائق میں فرمایا: میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان میں سے کسی پر فتویٰ نہ دوں۔(درمختار ۱/۳۵۵)

تنویرالابصار میں ہے: کسی مسلمان کے کفر پر فتوی نہ دیا جائے جب کہ اس کا کلام اچھے

پہلو پر اتار سکیں یا کفر میں خلاف ہوا گرچہ ضعیف ہی روایت سے۔(درمختار ۱/۳۵۶)

ردالمحتار میں ہے:یعنی علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار نے فرمایا اگر چہ وہ روایت دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی ہو،اس لیے کہ تکفیر کے لیے اس بات کے کفر ہونے پر اجماع شرط ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص۹۴۰ ج۹)

☆ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک نگاہ لطف جملہ مہمات دوجہاں کو بس ہے۔

ابن عساکر امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:**من صنع الی اهل بیتی ید ا کا فا ته علیها یوم القیامة**(کنز العمال)جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:**من صنع صنعةالی احد من خلف عبدالمطلب فی الدنیا فعلی مکافته اذا لقینی**،جو شخص اولادِ عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔

اللہ اکبر،اللہ اکبر!قیامت کا دن،وہ قیامت کا دن،وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن ،اور ہم جیسے محتاج،اور صلہ عطا فرمانے کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سا صاحب التاج،خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں،ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دوجہاں کو بس ہے ۔بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلہ سے اعلیٰ وانفس ہے،جس کی طرف کلمہ کریمہ **اذالقینی**(جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا)اشارہ فرماتا ہے،بلفظ''اذا''تعبیر فرمانا بحمداللہ روز قیامت وعدہ وصال ودیدار محبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے۔(فتاوی رضویہ ج۱۰ص۱۰۵)

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں۔

معاویہ بھی ہمارے سردار،طعن ان پر بھی کارِ فجار،جو معاویہ کی حمایت میں عیاذاً باللہ اسد اللہ کے سبقت واولیت وعظمت واکملیت سے آنکھ پھیرے،وہ ناصبی یزیدی،اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت ونسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی،یہی روشن

آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے، یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوث اعظم اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتم ولایت محمدیہ شیخ اکبر سے ہے۔ (فتاوی رضویہ ص ۲۰۱ ج ۱۰)

☆ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تابعین میں افضل شخصیت ہے یعنی ولی اللہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر اعلیٰ وافضل مقام حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پانے سے مانع فقط والدہ کی خدمت اور حسن سلوک ہی تھا ۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۸۴ ج ۱۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات وحیات میں کوئی فرق نہیں۔

یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام ابن الحجر مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: **لافرق بین موته وحیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذٰلک عنده جلیی لاخفاء به** ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ پنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں ، ان کے ارادوں، ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں، اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں: **انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عالم**

بحضورک وقیامک وسلامک ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں ۔(فتاوی رضویہ ص۷۶۴ ج۱۰)

☆ کیا ایمان کے سوا عبادتیں کفار پر فرض ہیں؟

کافروں پر ایمان کے سوا اور عبادتیں فرض ہونے میں علما کو اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک فرض ہے اور یہی مذہب علمائے عراقیین کا ہے اور یہی معتمد اور راجح تر ہے، واللہ تعالٰی اعلم ۔(فتاویٰ رضویہ ص۷۷۶ ج۱۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے، جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،۔(سنن ابوداؤد ۱/۲۷۹)(فتاویٰ رضویہ ص۷۸۰ ج۱۰)

☆ علم غیب مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اللہ تعالٰی نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔(کنز العمال ۱۱/۳۷۸)

میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں ۔(جذب القلوب ص۱۹۹)(فتاوی رضویہ ص۷۸۰ ج۱۰)

☆ گناہ گناہ ہے اور اسے اچھا جاننا کفر ہے۔

جو لوگ ان افعال شنیعہ میں شریک ہوں وہ تو ظاہر شریک ہیں اور جو شریک نہ ہوں راضی ہوں وہ بھی شریک ہیں اور گناہ وعذاب میں حصہ دار، بلکہ اگر راضی بایں معنی ہوں کہ ان افعال کو خوب وپسندیدہ جانتے ہوں تو ان کا حکم سخت تر ہے۔ کہ گناہ گناہ ہے اور اسے اچھا جاننا کفر ہے۔اور جو لوگ باوصف قدرت منع نہ کریں، انسداد نہ کریں متولی مسجد ہو خواہ اہل محلّہ خواہ

غیر، وہ سب بھی گنہ گار و ماخوذ و گرفتار ہیں۔(فتاویٰ رضویہ ص)

☆ رافضی کسی مسجد کا متولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اہلِ سُنّت کی کسی مسجد خصوصاً جامع مسجد کا متولی رافضی کو کرنا شریعت مطہرہ و قرآن عظیم و احادیث صحیحہ و فقہ حنفی کی رو سے اصلاً کسی طرح جائز نہیں، حرام قطعی ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

☆ کیا روافض اہل قبلہ ہیں؟

یہ روافض نہ اہل قبلہ ہیں نہ مسلمان بلکہ بالیقین کفار مرتدین ہیں، ردالرفضہ میں بکثرت کتب معتمدہ حنفی و عقائد اہلِ سُنّت سے ان کے کافر مرتد ہونے کے روشن ثبوت دیئے ہیں۔ بدائع امام مالک و فتاویٰ امام طاہر عبدالرشید و شرح الکنز امام فخر الدین زیلعی و فتاوی عالم گیریہ میں ہے :(ترجمہ): امام مرغینانی صاحب ہدایہ نے فرمایا: بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے اور رافضی و جہمی و قدری اور مشبہ اور وہ جو قرآن عظیم کو مخلوق مانتے ہیں ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس میں ایسی بدمذہبی ہو جس کے سبب اسے کافر نہ کہا جائے اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہے جیسے رافضی وغیرہ مذکورین کہ یہ سب کافر ہیں اس کے پیچھے نماز ہو گی ہی نہیں، ایسا ہی تبیین الحقائق اور فتاوئی خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔

نیز فتاوی خلاصہ و فتاوی عالمگیریہ میں ہے: رافضی اگر صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہتا ہو اور تبرا بکتا ہو تو وہ کافر ہے، اور اگر صدیق اکبر سے مولیٰ علی کو فقط افضل کہتا ہو تو کافر نہ ہو گا مگر گمراہ ہے۔

فتاوی بزازیہ و فتاوی عالم گیریہ میں ہے: **یجب باکفار عثمان وعلی وطلحة و زبیر وعائشة رضی اللہ عنہم.** یعنی جو لوگ حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں واجب ہے کہ ہم ان کافر کہنے والوں کو کافر کہیں۔(فتاویٰ رضویہ)

☆ مرتد کا حکم؟

اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفر صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ و اسلام ان کا

نکاح کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اوراس سے جو اولاد ہو گی ولد الزنا، اسی طرح اگر بعد نکاح ان میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اوراس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ بھی حرامی ہوگی، اس کے سوا وہ کلمات جو فتاویٰ وغیرہا میں خلاف تحقیق حکم کفر لکھ دیتے ہیں اور وہ کلمات جن میں کوئی ضعیف مرجوح روایت بھی اگر چہ کسی اور امام کے مذہب میں عدم کفر کی نکل آئے ان کے ارتکاب سے گو تجدید اسلام ونکاح کا حکم دیں مگر اولاد اولاد زنا نہیں۔**فی الدر المختار وغیره ما یکون کفراً اتفاقاًیبطل العمل والنکاح واولاده والادزناوما فیه خلاف یؤمر بالتوبةوالاستغفار وتجدید النکاح.** درمختار وغیرہ میں ہے جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس کے ارتکاب سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اوراس کے بعد کی اولاد ولد زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اس کے ارتکاب پر توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۵۳)

☆ مثلاً کوئی لڑکا کہ عمر اس کی تیرہ چودہ برس کی ہے اور نابالغ ہے، اپنے گھر کی عورات کو لے کر میلہ ہنود میں جاتا ہے اور عورتیں اس کے گھر کی، پرستش رسم ہنود کی کرتی ہیں ایسا لڑکا اگر کسی کا نکاح پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فی الواقع اس کے یہاں کی عورات غیر خدا کو پوجتی ہیں یعنی حقیقتاً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے (نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فسق وگناہ سے متجاوز نہیں گو اہل تشدد انہیں بنام شرک و پرستش غیر تعبیر کریں) اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اوراس پر راضی ہے تو خود کافر مرتد ہے **فان الرضا با لکفر کفر** (کیوں کہ کفر پر رضا بھی کفر ہے) اس تقدیر پراس سے نکاح پڑھوانا ہرگز نہ چاہیئے کہ مرتد کے پاس تک بیٹھنا شرعاً معیوب ہے۔**قال تعالیٰ: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** (القرآن) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاد آنے پر ظالم لوگوں کی مجلس میں مت بیٹھو۔

نہ کہ خاص دینی شرعی کام میں اس سے مدد لینا، **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا لا نستعین بمشرک**۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم

مشرک سے مدد لینا ناپسند کرتے ہیں۔مگر پڑھائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کہ وہ صرف الفاظ ایجاب وقبول کہلوانے والا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ص ۱۷۱)

☆ دفتر تین ہیں۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دفتر تین ہیں،ایک میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا،اور دوسرے کی اسے کچھ پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا،وہ جس میں کچھ نہ بخشے گا کفر ہے،اور وہ جس کی اسے پروا نہیں آدمی کے حقوق اللہ میں گناہ ہیں جیسے کسی دن کا روزہ یا کوئی نماز ترک کرنی کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو اسے معاف فرمادے گا، **واما الديوان الذی لا يترک الله منه شيئا مظالم العباد بينهم القصاص لا محالة** اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ص ۲۰۲)

☆ تعظیماً جمع کا لفظ خدا کی شان میں بولنا جائز ہے یا نہیں؟

حرج نہیں،اور بہتر صیغہ واحد ہے کہ واحد اَحد کے لیے وہی انسب ہے،قرآن عظیم میں ایک جگہ رب عزوجل سے خطاب جمع ہے۔**رب ارجعون**،وہ بھی زبان کافر سے ہے ۔(فتاویٰ رضویہ ۱۱ص ۲۰۷)

☆ غیر مقلد کو غیر مقلد جانتے ہوئے اسے بزرگ جان کر نکاح پڑھوانے کا حکم؟

اگرچہ نکاح خواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں،اگر کوئی ہندو مشرک زوجین کو ایجاب وقبول روبروئے گواہان کرادے اور شرائط صحت متحقق ہوں نکاح ہو جائے گا،مگر یہاں ایک نکتہ جلیلہ ہے جسے وہی سمجھتے ہیں جو موفق من اللہ تعالیٰ عزوجل ہیں۔وہ یہ کہ اگر ہندو مشرک پڑھائے گا تو کوئی کلمہ گو اُسے معظم دینی بلکہ مسلمان بھی نہ جانے گا بخلاف ان کلمہ گویان کفر دردل کے کہ عوام ان کو خالص مسلمان جانتے ہیں حالاں کہ ان پر صدہا وجہ سے بحکم احادیث صحیحہ وتصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے،جیسا کہ **الکوكبة الشهابية، النهى الاكيد** وغیرہ رسائل میں ہم نے تفصیل بیان کردی ہے اور میری نظر میں مزید اُمور بھی ہیں،اور ان میں بہت تو کھلم کھلا ضروریات

دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہیں اور نکاح خوانی کے لیے لوگ اسے بلاتے ہیں جسے اپنے نزدیک صالح اور معتبر جانتے ہیں تو اگر زوجین میں سے کسی نے ان کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر ان کو نیک اور صالح سمجھا تو ان پر بھی وہی حکم نقد وقت ہوگا، جیسا کہ الشفاء اور الاشباہ وغیرہما میں تصریح کی گئی ہے، ایسی صورت میں بحکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا، لہٰذا احتیاط فرض ہے، اگر ایسا واقع ہولیا یعنی اس کی گمراہیوں پر مطلع ہو کر پھر اسے معظم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لیے بلایا تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۱۹)

☆ اہل سنت و روافض میں باہم نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

عوام ان تبرائی روافض کو اہل تشیع کہتے ہیں، ان سے مناکحت حرام قطعی و باطل محض، اور قربت زنائے خالص ہے اگرچہ مرد سنی اور عورت ان میں کی ہو، نہ کہ عکس کہ اشد غضب اللہ کا موجب ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۴۴ ج ۱۱)

☆ دوران عدت نکاح پڑھانے والے اور شریک ہونے والوں کا حکم۔

عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا، اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا، اور اگر عدت میں نکاح کو حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے، جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پس از عدت ہورہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں، اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر، تو سخت گنہ گار رہوا، اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۲۶۶)

☆ یہ کلمہ کہ ''ادھر کعبہ بھی ہوجائے تو سر نہ جھکاؤں گا'' کلمہ کفر ہے۔

وہ کلمہ جو زید نے کہا کہ ''اگر ادھر کعبہ بھی ہو تو سر نہ جھکاؤں گا'' اسے علما نے کلمۂ کفر لکھا ہے، لہٰذا اگر وہ اب توبہ کرے اور تجدید اسلام، تو اس کا اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۲۶۹)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے، نکاح کیا، مہر کثیر کی درخواست کی گئی، قبول فرمالی اور فرمایا: علی الله وعلی رسوله المعال اللہ اوراس کے رسول پر بھروسہ ہے یعنی وہ عطا فرمادیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود قرآن عظیم فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ. (القرآن ۹/۵۹) اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ ورسول کے دیے پر، اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں اللہ ورسول اپنے فضل سے، بے شک ہم اللہ ہی کی طرف روئے نیاز لاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۸۳)

☆ روافض کے اقسام واحکام اوران کے بعض عقائد کفریہ۔

شیعہ تین قسم ہیں: اول **غالی** کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، یا حضرت عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیاے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا اللہ رب العزت جل وعلا پر بدع یعنی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچتا کر بدل دینا، یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا، بعد کو مطلع ہوکر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں، اس کے علاوہ دیگر کفریات، یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اوران کے احکام مثل مرتد، فتاویٰ ظہیریہ وفتاویٰ ہندیہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامهم احکام المرتدين (ان کے احکام مرتدین والے ہیں) آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم، جاہل، مرد عورت سب شریک ہیں، الا ماشاءاللہ۔

دوم: **تبرائی** کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اورصرف سبِّ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اورانہیں برا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر ومرتد ہیں، خلاصہ اور ہندیہ وغیرہ میں اس پر نص ہے مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں۔

سوم: **تفضیلی** کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو، خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی امامت برحق جانتا ہو، صرف امیر المومنین مولیٰ علی کو حضرات شیخین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو انہیں کفر سے کوئی علاقہ نہیں، بدمذہب ضرور ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ص ۵۴۳)

☆ بدمذہب سے دوستی کا حکم؟

بدمذہب سے دوستی پیدا ہونی، اس کی محبت دل میں آنی دین کو سخت نقصان دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **المرء مع من احب**، آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل** (رواہ ابوداود) آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ انہیں احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بدمذہب عورت کو نکاح میں لاتے وقت یہ خیال کر لینا کہ ہم اس پر غالب ہیں، اس کی بدمذہبی ہمیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کریں گے محض حماقت ہے، یہ رشتہ تو دوستی میل رغبت میل محبت مہر پیدا کرتا ہے اور محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں فرمایا: **حبک الشئی یعمی ویصم**، شئی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ص ۳۶۸)

☆ بدمذہب کو اپنی بیٹی دینا سخت قہر اور زہر قاتل ہے۔

اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ : اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ**۔ مرد عورتوں کے منتظم ہیں۔ پھر انہیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے زیادہ ہوتی ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ان للزوج من المرأۃ لشعبۃ ما ھی لشئی**، رواہ ابن ماجہ، خاوند کے لیے بیوی کو خاص محبت ہوتی ہے جو کسی دوسرے سے نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ص ۳۶۹)

☆ بدمذہب سے نکاح کا حکم۔

طحطاوی حاشیۂ دُرمختار سے نقل کیا: **من کان خارجا من ھذہ المذاھب الاربعۃ**

فی ذلک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار ۔جواس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مہریں ہیں، بالجملہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفر یہ عقیدۂ کفر یہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل وزنا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدۂ کفر یہ نہ بھی رکھتا ہو تو بد مذہب سے مناکحت بحکم آیت وحدیث منع ہے، حدیث اوپر گزری، اور آیت یہ ہے **قال اللہ تعالی: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ** ۔نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے گی آگ دوزخ کی۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۳۷۴)

☆ عقائد کفر یہ کی چند مثالیں۔

وہابی ہو یا رافضی جو بدمذہب عقائد کفر یہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص ودخل بشری کا اقرار، تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض وزنائے صرف ہے اگر چہ صورت صورت سوال کے عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفر یہ رکھے ان کا حکم مثل مرتد ہیں اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت ومرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہوسکتا۔خانیہ وہندیہ وغیرہما میں ہے:

(ترجمہ): دوسری کے الفاظ یہ ہیں مرتد کے لیے کسی عورت ،مسلمان ،کافر یا مرتدہ سے نکاح جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ عوت کا کسی بھی شخص سے جائز نہیں، جیسا کہ مبسوط میں ہے۔اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام یا پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔

وجیز امام کردری ودرمختار وشفائے قاضی عیاض وغیرہا میں ہے:

(ترجمہ): شفاء کے الفاظ اختصاراً یہ ہیں: علما کا اجماع ہے کہ جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔(فتاوی رضویہ ص ۳۷۸ ج ۱۱)

☆ فرائض ادا نہ کرنے یا ان کی ادائیگی سے باز رکھنے پر آدمی کافر نہیں ہوتا۔

فرائض ادا کرنے یا ان کی ادا سے باز رکھنے پر آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک ایسے فرض کی فرضیت کا منکر نہ ہو جس کا فرض ہونا ضروریات دین سے ہے۔(فتاوی رضویہ ج ۱۲ص ۲۹۱)

☆ دخول جنت میں اولیت مطلقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لے جانا بارہا ہوگا، اولیت مطلقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے، دروازہ کھلنا حضور والا ہی کے لیے ہوگا، رضوان داروغۂ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پاسکتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین۔ یہ مضامین حدیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی بعض فقیر نے اپنے رسالہ مبارکہ **تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین** میں ذکر کیں، حضور کے بعد جو اور بندگان خدا جائیں گے دروازہ کھلا پائیں گے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتحِ باب فرما چکے ہوں گے۔ **قال اللہ تعالیٰ** : **جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ**، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بسنے کے باغ ان کے لیے سب کے دروازے کھلے ہوئے۔(فتاویٰ رضویہ ص ۳۰۷ ج ۱۲)

☆ مباح پر طعن صرف اسی صورت میں کفر ہوسکتا ہے کہ اس کی اباحت ضروریات دین سے ہو۔

☆ نکاح ثانی کی اباحت ضروریات دین سے ہے۔

اب رہا نکاح ثانی پر طعن، میں کہتا ہوں اللہ ہی کے توفیق سے، ہماری تحقیق سابق سے روشن ہوا کہ نکاح ثانی مطلقاً فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ عام زنان کے لیے نہایت درجہ مباح ہی ہے اور مباح پر طعن صرف اسی صورت میں کفر ہوسکتا ہے کہ اس کی اباحت ضروریات دین سے ہوا اور باوصف اس کے یہ شخص اسے شرعاً مباح نہ جانے، نکاح ثانی کی اباحت تو بے شک ضروریات دین سے ہے کہ تمام مسلمین اس سے آگاہ، قرآن کی متعدد آیتیں اس پر گواہ۔
(فتاوی رضویہ ج ۱۲ص ۳۰۷)

☆ نکاح ثانی کو از روئے شرع حلال نہ جاننا کفر ہے۔

جاہلانِ ہند جو اسے ننگ وعار سمجھتے ہیں آیا اس بنا پر ہے کہ اسے از روئے شرع ہی حلال نہیں جانتے، ایسا ہو تو بے شک کفر ہے مگر انصافاً عامۂ ناس سے اس کا اصلاً ثبوت نہیں، جس مسلمان سے پوچھئے صاف اقرار کرے گا کہ شرعاً بے شک جائز، ہم ناجائز وحرام نہیں جانتے بلکہ از روئے رسم لوگوں کے نزدیک ایک ننگ وعار کی بات ہے بخیال طعن وبدنامی اس سے احتراز ہے، ایسے خیالات پر ہرگز حکم تکفیر نہیں ہوسکتا، سلفاً وخلفاً تمام لوگوں میں معاملات دنیوی میں مصالح دنیوی کے لحاظ سے ہی باہم ایک دوسرے پر صدہا مباحات میں طعن وسرزنش رائج ہے، وہاں کیوں گیا، یہ کیوں کیا، فلاں سے کیوں ملا، حالاں کہ یہ سب اُمور مباحات شرعیہ ہیں یہ تو خاص خاص ہر شخص کے اپنے ذاتی معاملات میں ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۳۰۹)

☆ کلمہ گو کے ہر قول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو کفر سے بچانا فرض قطعی ہے۔

بالجملہ تکفیر اہل قبلہ واصحاب کلمۂ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت، جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ **والعیاذ باللہ رب العٰلمین**، فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگر چہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں اگر کوئی ضعیف سے ضعیف، نحیف سے نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اس کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔

حدیث میں ہے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **الاسلام یعلو ولا یعلی**، اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا، (سنن الدارقطنی ۳/۲۵۲) احتمال اسلام چھوڑ کر احتمالات کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں **والعیاذ باللہ رب العٰلمین**. (فتاویٰ رضویہ ص ۳۱۷ ج ۱۲)

☆ لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو جو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔

حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **کفوا من اھل لا الہ الا اللہ لاتکفروھم بذنب فمن اکفر اھل لا الہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب**، لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زبان روکو، انہیں کسی گناہ پر کافر نہ کہو، لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو جو

کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔(المعجم الکبیر ۱۲/۲۷۲)

حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تین باتیں اصل ایمان میں داخل ہیں، لا الہ الا اللہ کہنے والے سے باز رہنا اور اسے گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے اور کسی عمل پر اسلام سے خارج نہ کہیں۔

حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہو(نصب الرایہ ۲/۲۸)(فتاوی رضویہ ج ۱۲ص ۳۱۸)

☆ جو کسی مسلمان کے لیے چاہے کہ کافر ہو جائے اس کے ہونے سے پہلے وہ خود کافر ہو گیا۔

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ائمہ دین فرماتے ہیں جو کسی مسلمان کی نسبت یہ چاہے کہ اس سے کفر صادر ہو، وہ کفر کرے یا نہ کرے یہ ابھی کافر ہو گیا کہ مسلمان کا کافر ہونا چاہا۔(فتاویٰ رضویہ ص ۴۰۳ ج ۱۲)

☆ یہ کہنا کہ زوجیت شرع میں ذریعۂ وراثت نہیں صریح کلمہ کفر ہے۔

وراثتِ زوجہ بلاشبہ ضروریات دین سے ہے جس پر تمام فرق اسلام کا اجماع اور خاص وعام کو اس کی اطلاع، تو مطلقاً اس کا انکار یعنی یہ کہنا کہ زوجیت شرع میں ذریعۂ وراثت ہی نہیں صریح کلمہ کفر ہے، ہاں اگر براہ ناواقفی عروض جذام کو خود مزیل نکاح سمجھ کر اس عورت کے استحقاق وراثت سے انکار کیا تو جہل وسفاہت اور شرع مطہر پر بے باکانہ جرأت ہے، کفر نہیں۔(فتاوی رضویہ ج ۱۲ص ۱۷۴)

☆ حرام قطعی کو حلال کہنا فقہی حکم کے مطابق قطعی کفر ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ زیر بحث مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ احمد علی کی بیوی کو تین طلاقیں ہو چکی ہیں دیوبندی مجتہدین کے حلال کرنے کے باوجود بغیر حلالہ کے حلال نہ ہو گی، بلکہ یہ کہ ”بعد والی رجعت سے پہلی طلاقیں کالعدم ہو جاتی ہیں“ یہ ان کی دین اور شریعت میں نئی بدعت ہے، حق یہ ہے کہ حرام قطعی کو انہوں نے حلال کہہ دیا ہے جو کہ فقہی حکم کے مطابق قطعی کفر ہے، احمد علی کی بیوی ان کے حلال کرنے سے حلال نہ ہو گی مگر ان کو یہ فکر کرنی چاہئے کہ فقہی حکم کے

مطابق ان کی بیویاں ان پر حرام ہو چکی ہیں، ان سب کو چاہئے کہ وہ خود تجدید اسلام اور تجدید نکاح کریں، اور اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو دنیاوی ایندھن کی خاطر حلال نہ کریں۔ وباللہ التوفیق، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۱۹۷)

☆ احکام الٰہیہ میں چوں چرا اور بیہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے۔

احکام الٰہی میں چوں و چرا نہیں کرتے، الاسلام گردن نہادن نہ کہ زبان بجرأت کشادن (اسلام، سرِ تسلیم خم کرنا ہے نہ کہ دلیری سے لب کشائی کرنا) بہت احکام الٰہیہ تعبدی ہوتے ہیں اور جو معقول المعنیٰ ہیں، ان کی حکمتیں بھی من و تو کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ صبح کی دو، مغرب کی تین، باقی کی چار رکعتیں کیوں ہیں، تعرف برأت رحم کے لیے ایک حیض کافی تھا، تین اگر احتیاطاً رکھے گئے تو عدت وفات حیضوں سے بدل کر مہینے کیوں ہوئی اور ہوتی تو تین مہینہ ہوتی جس طرح آئسہ وصغیرہ میں تین حیض کی جگہ تین مہینے قائم فرمائے ہیں، ایک مہینہ دس زائد کیوں فرمائے گئے، غرض ایسے بیہودہ سوالوں کا دروازہ کھولنا علوم و برکات کا دروازہ بند کرنا ہے، مسلمانوں کی شان یہ ہے: **سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔** ہم نے سنا اور اطاعت کی، تیری بخشش کے طلب گار ہیں اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ر ۱۳ ص ر ۲۹۷)

☆ اللہ و رسول سے زنا کی اجازت مانگنی کفر ہے۔

شرع مطہر اللہ و رسول کا حکم ہے، اللہ و رسول سے زنا کی اجازت مانگنی کفر ہے، جب تک شوہر زندہ ہے اور طلاق نہیں دی دوسرا نکاح حرام، حرام، حرام، زنا، زنا، زنا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ ص ۴۷۴)

☆ جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اُسے کافی ہے۔

جو اللہ کے لیے صبر کرتا ہے اللہ اس کی مشکل کھول دیتا ہے، رزق اللہ پر ہے، شوہر رزاق نہیں، محنت و مزدوری کرے اور غلبۂ خواہش کے لیے روزہ رکھے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فرماتے ہیں: من لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء. اور جو شادی کے خرچے کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیوں کہ روزہ اس کے لیے شہوت کا توڑ ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَل لَّه مَخْرَجًا • وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه . جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا جو اللہ پر بھروسا کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۱۳ص ۴۷۵)

☆ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔

شراب پینا کبیرہ گناہ ہے اور اس پر دوام اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ حلال جان کر اور شراب کی حرمت میں تخفیف جان کر پیتا ہے تو وہ کافر ہے ۔(فتاویٰ رضویہ ج/۱۳ص/۴۸۶)

☆ اہل سنت کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا واجب اصلی نہیں۔

اہلِ سُنّت کے نزدیک توبہ کو قبول کرنا واجب اصلی نہیں ہے حتیٰ کہ اہلِ سُنّت ماترید یہ کے ہاں بھی یہی بات ہے حالاں کہ وہ مطیع شخص کو سزا دینا محال عقلی جانتے ہیں۔شرح مقاصد میں فرماتے ہیں کہ توبہ کو قبول کرنا ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی وجوب عائد نہیں ہوسکتا،اس کے بعد معتزلہ حضرات جو کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ کو قبول کرنا واجب جانتے ہیں کی دلیل ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی دلیل کے مقدمات سب شعبدہ ہیں بلکہ ان کا دعویٰ بھی ایسا ہی ہے،کیوں کہ یہ قطعی بات ہے کہ جو شخص کسی غیر سے برائی کرے اور اس کے جرمات میں دخل اندازی کرے پھر وہ برائی کرنے والا معذرت خواہی کرے تو اس حق والے غیر پر بحکم عقل واجب نہیں کہ وہ اس مجرم کی معذرت کو قبول کرے بلکہ اس غیر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ معاف ودرگزر کردے یا اس کو سزا دے۔ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ توبہ کو قبول کرنا بہ ایں معنی کہ توبہ کرنے والے سے اس کے گناہ کی سزا کو ساقط کر دینا،یہ اللہ تعالیٰ پر عقلاً واجب نہیں ہے بلکہ توبہ کو قبول کرنا محض اللہ کا فضل ہے،اس میں معتزلہ مخالف ہیں ۔(فتاویٰ رضویہ

ج ۱۳/ص ۵۵۴)

☆ اِبقا جو کہ حی وقیوم کا فعل ہے محققین کے نزدیک وجودی ہے۔

اقول: اِبقا (باقی رکھنا) حی وقیوم کا فعل ہوتو محققین کے نزدیک وجودی ہے، اس لیے کہ امام اہلِ سُنّت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین اور امام رازی کے مذہب پر بقا عین وجود کا نام ہے اور وجود سے زائد کسی صفت کا نام نہیں ہے، لہٰذا باقی رکھنا، یہ ایجاد ہوگا جو کہ وجودی ہے لیکن ائمہ کشف شہود کے مذہب پر، بقا ہر چیز کے امثال کے تجدد کا نام ہے، لہٰذا اِبقا اس معنی میں ہر چیز حتیٰ کہ جواہر کی امثال کو ہر لمحہ ایجاد کرنے کا نام ہے، اس لیے جس طرح باری وخالق جیسی صفات کا اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کے لیے اطلاق جائز نہیں اسی طرح قیوم کا اطلاق بھی غیر کے لیے جائز نہیں، بلکہ اس کا غیر اللہ پر اطلاق علماے کرام کے یہاں کفر ہے۔ مجمع الانہر میں فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہ ہو یا جہالت، عجز اور نقص کی نسبت اس کی طرف کرنا، یا وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں ان کا مخلوق پر اطلاق کرنا، جیسے قدوس، قیوم ورحمٰن وغیرہا صفات ہیں، تو یہ کفر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳/ص ۵۶۷)

☆ صفات الٰہیہ عین ذات ہیں نہ کہ غیر ذات۔

کلام اللہ، اللہ عز وجل کی صفت قدیمہ ہے، صفات الٰہیہ عین ذات ہیں نہ کہ غیر ذات، کلام اللہ کی قسم ضرور حلف شرعی ہے، کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات میں سے ہے جس کے ساتھ قسم کھانا متعارف ہے لہٰذا قرآن کے ساتھ حلف ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت، عظمت اور جلال کی قسم ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت، جود اور کرم کی قسم کی طرح نہیں، جن سے قسم متعارف نہیں ہے، اور یہی متعارف ہونا، نہ ہونا ہی شرعی قسم کا معیار ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳/ص ۵۷۴)

☆ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کو بھوت خانہ کالی گھر کی مثل کہنا گستاخی وتوہین وکلمہ کفر ہے۔

دونوں شہر کریم کی نسبت وہ کلمہ یعنی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی تشبیہ بھوت کھانا کالی گھر کے مثل ہے کہنا ضرور گستاخی وتوہین وکلمہ کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳ص ۵۸۳)

☆ زنا مسلمہ اور کافرہ سب کے ساتھ حرام ہے، زناء کافرہ کو جو حلال قرار دے تو کفر ہے۔

زنا حرام ہے اور کافرہ ذمیہ کے ساتھ زنا کے جواز کا قائل ہو تو کفر ہے ورنہ باطل ومردود بہرحال ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳رص ۶۲۴)

☆ کتوں اور سوروں کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کہنے والے کا حکم۔

اس نے سخت شدید شنیع بُری بات کہی، اس کے قول سے نبی اللہ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام پر ایک عیب لگتا ہے اس پر توبہ فرض ہے بلکہ کلمہ پڑھے اور تجدید اسلام کرے۔ ہاں اگر وہ لڑکی کافرہ تھی اور اس نے کتے سور سے مراد کافر لیے یعنی ان کی اولاد میں تو کافر بھی ہیں، جو کتوں، سوروں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں، وہ ہمارے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں، تو اس پر الزام نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳رص ۶۴۷)

☆ تین شخصوں کو ہلکا جاننے والا منافق ہے۔

حدیث شریف میں ہے: **ثلاثة لا يستخفف بحقهم الامنافق بين النفاق ، ذو الشيبة فی الاسلام و ذو العلم وامام مقسط** ۔ تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ کرے گا مگر کھلا منافق، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا عالم، تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳رص ۶۵۰)

☆ یہ کہنا کہ ''خدا شرک کو بھی بخش دے گا'' یا یہ کہنا ''آیات واحادیث کچھ نہیں'' صریح کفر ہے۔

کسی کا یہ کہنا کہ، اللہ تعالیٰ جس مشرک کو چاہے بخش دیتا ہے، تو یہ قرآن عظیم کے مخالف ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شریک بنانے والے کو نہیں بخشتا، اس کے علاوہ جس کو چاہے بخشتا ہے اور اس کا قرآن وحدیث کے متعلق یہ کہنا کہ، یہ کوئی چیز نہیں ہے، یہ تو خالص ایسا کفر ہے جس پر مرتدوں والے احکام جاری ہوتے ہیں لہٰذا اس پر تجدید اسلام ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳رص ۶۵۴)

☆ پیر کی عظمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بتانے والے کا حکم؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سادہ اور پیر کا آداب القاب کے ساتھ سوء ادبی ہے اور پیر کی عظمت حضور سے زیادہ ہو تو کفر ہے۔ والعیاذ باللہ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۳/ص ۶۵۵)

☆ نصاریٰ باعتبار حقیقت لغویہ مشرکین ہیں اور یہود بھی۔

نصاریٰ باعتبار حقیقت لغویہ انجا کہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث وبنوت ہیں اسی طرح وہ یہود جو الوہیت وابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے، مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود ونصاریٰ کے احکام کو احکامِ مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نساء وذبائح کو حلال ومباح ٹھہرایا، آیا نصاریٰ زمانہ بھی کہ الوہیتِ عبداللہ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندہ خدا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں انہیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً یہ ہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نساء سے تزوّج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلماتِ علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قولِ اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علمانے تصریح کی کہ اسی پر فتوی ہے، مستصفیٰ میں ہے:

(ترجمہ): علمانے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتویٰ کہا گیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۱۱۶)

☆ جو بدعتی ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے۔

فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے،

واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے،ضروریات اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننا نوے کا،آج کل جس طرح بعض بددینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر وشرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالاں کہ مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشادفرماتے ہیں :فقد باء به احدهما (ان دونوں میں سے ایک نے یہ حکم اپنے اوپر لاگو کیا۔(فتاویٰ رضویہ،ج ۱۴،ص ۱۲۳)

☆ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لیے کافی نہیں،منافقین تو خوب زوروشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالاں کہ ان کے لیے فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (جہنم کی نچلی تہہ میں) کا فرمان ہے ،والعیاذ باللہ۔الحاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں؟۔(فتاوی رضویہ ص ۱۲۳ ج ۱۴)

☆ امامت کبریٰ کے لیے قرشیت شرط ہے۔

"لنا قوله عليه السلام الائمة من قريش، واجمعوا عليه فصار دليلا قاطعا يفيد اليقين باشتراط القرشية "یعنی ہم اہلِ سُنّت کی دلیل حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد جلیل ہے کہ تمام خلفا قریش سے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر اجماع کیا تو دلیل قطعی ہوگئی جس سے یقین حاصل ہوا کہ خلافت کے لیے قرشی ہونا بے شک شرط ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص ۱۴۴ ج ۱۴)

☆ جو نبی صاحب شریعت ہوئے وہ گزشتہ پیغمبروں کے کلام کو مٹانے کے لیے نہیں بلکہ پورا کرنے کے لیے آئے تھے۔

کیا صاحب شریعت انبیا اللہ کے اگلے کلاموں کو مٹانے آتے ہیں،حاشا بلکہ پورا ہی فرمانے کو،نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی خیر یہاں کہنا یہ ہے کہ ان فقروں

میں آزاد صاحب نے پیٹ بھر کر قرآن عظیم کی تکذیب کی، قرآن کریم قطعاً ارشاد فرماتا ہے کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحبِ شریعت تھے، اولاً اس نے پہلے تورات مقدس کا ذکر فرمایا: وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ. ان کے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کے حکم ہیں۔ اور فرمایا: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وہ اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کریں وہی کافر ہیں۔ پھر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل دینا بیان کر کے فرمایا: وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، انجیل والے اللہ کے اتارے پر حکم کریں اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی فاسق ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۵۶)

☆ امرائے شرع کے اقسام، اختیاری امیر شریعت فقہائے اسلام ہیں۔

امیر شریعت دو قسم ہے: اختیاری و قہری۔ اختیاری وہ جو کسی پر اپنے احکام کی تنفیذ میں جبر کا اختیار نہیں رکھتا، احکامِ شریعت بتا دینا اس کا کام ہے، ماننا نہ ماننا لوگوں کے اختیار، یہ امیرِ شریعت متدین فقہائے اہلِ سنت ہیں، قال اللہ تعالیٰ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ، اولوالامر هم العلماء علی اصح الاقوال کما قال تعالیٰ: وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے اہلِ ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہیں ان کی۔ اصح قول کے مطابق اولوالامر سے مراد علما ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور کاش وہ اُسے لوٹائیں رسول کی طرف اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف، تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیں گے وہ جس کو استنباط کرتے ہیں ان میں سے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۶۸)

☆ عدم سلطان و قاضی کی حالت میں قضاۃ کے بہت سے احکام فقہائے اسلام ہی کے ذریعہ پورے ہوں گے۔

امامت اختیاری انتخاب پر موقوف نہیں، نہ اس کی بیعت ضروری، عدم سلطان کی

حالت میں مسلمانوں پر اپنے امور دینیہ میں متدین معتمد علمائے اہلِ سُنّت کی طرف رجوع کرنا اور بھی لازم تر ہوجاتا ہے کہ بعض بعض خاص دینی کام جنہیں ولاۃ وقضاۃ اٹھائے ہوتے ہیں، ان میں تاحدِ ممکن انہیں کے حکم سے تکمیل کرنی ہوتی ہے، جیسے معاملہ عنین وتنفیذ انکحہ وخیارات بلوغ وغیرہا سوائے حدود وتعزیر وقصاص، جس کا اختیار غیر سلطان کو نہیں، جب ایک پر اتفاق دشوار ہو تو ہر علاقہ کے لوگ اپنے عالم کی اتباع کرلیں، اگر علما کثیر ہوں تو سب سے بڑے عالم کا اتباع کیا جائے، اگر علم میں برابر ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرلی جائے، جیسا کہ حدیقہ ندیہ میں فتاوی عتابیہ سے ہے۔ (ت)

یہ امیر شرعی کسی کے انتخاب پر نہیں بلکہ خود بانتخاب الٰہی منتخب ہے، دیانت وفقاہت میں اس کا تفرد وتفوق خود ہی اسے متعین کرتا ہے، یہاں تک کہ لوگ اگر اس کے غیر کو منتخب کریں گے خطا کریں گے اور اسی کا اتباع لازم ہوگا کہ وہی اہل ہے اور طبائع خود ہی دینی امور میں اس کی طرف رجوع پر مجبور ہوتی ہیں کہ دوسری جگہ ویسا حل شافی نہیں پاتیں یہاں تک کہ اس کے اکابر اعدا، کہ بوجہ دینی یا حسد شیاطینی اس کے سخت دشمن ہوتے ہیں، اور زبردستی اس پر اپنی تعلّی چاہتے ہیں، مسائل مشکلہ کے حل کرنے میں اس کے محتاج رہتے ہیں، اپنے گمنام جاہلوں کے ذریعہ سے اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں، یوں اپنے لاحل مسئلوں کی گرہ کھلواتے ہیں، **ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ** یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے عطا کرتا ہے جسے وہ چاہے اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص۱۹۶ ج۱۴)

☆ اجماعِ اہلِ سُنّت ہے کہ بشر میں انبیا علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔

اجماعِ اہلِ سُنّت ہے کہ بشر میں انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، جو دوسرے کو معصوم مانے اہلِ سُنّت سے خارج ہے، پھر عرف حادث میں بچوں کو بھی معصوم کہتے ہیں یہ خارج از بحث ہے جیسے لڑکوں کے معلم تک کو خلیفہ کہتے ہیں، یہ مبحث واجب الحفظ ہے کہ دھوکا نہ ہو، وباللہ التوفیق۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۸۷)

☆ قیامت کے دن ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

کیا خوف نہیں کرتے کہ روز قیامت انہیں کے گروہ میں محشور ہوں، جن کو قرآن عظیم نے فرمایا: وقاتلوا ائمة الکفر (کفر کے اماموں سے لڑو) اور فرمایا: وجعلنٰھم ائمة یدعون الی النار (ہم نے انہیں ایسے امام کیا کہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں) وقال اللہ تعالیٰ: یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِہِمۡ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے) یعنی جس کو انہوں نے امر دین میں رہنما بنایا اور اس کے پس رو ہوئے اگرچہ مشرک ہو کہ آگے تفصیل میں دونوں ہی قسموں کا بیان فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۲۲۱)

☆ حدیث کو پیشگوئی مان کر اس کے خلاف کا ادعا کرنا جہل صریح بلکہ ضلال قبیح۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: میں کہتا ہوں اس قول کے قائل کو جس چیز نے اس پر آمادہ کیا وہ یہ کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "یہ خلافت ہمیشہ قریش میں ہوگی" کو خالص خبر سمجھا اور سچے نبی کی خبر خلاف واقع نہیں ہوتی لیکن جس نے اس حدیث کو امر (حکم) قرار دیا وہ اس تاویل کا محتاج نہیں ہے اھ، میں نے اس پر حاشیہ لکھا، اقــول: اس کی حاجت کیوں نہیں، حاجت ہے کیوں کہ اگر شرعاً اور عادۃً کسی وقت قریش کا خلافت کے لیے نا اہل ہونا صحیح ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض باطل لوگ خیال کرتے ہیں حالاں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ "کبھی بھی خلافت غیر قریش کو نہ دی جائے" تو خلافت اس نا اہلیت کے زمانہ میں نا اہل کو خلیفہ بنانے کا حکم ہوگا جو کہ محال ہے، پھر معلوم نہیں یہ کیا تاویل اور کیا ظاہر سے پھرنا ہوا، حالاں کہ یہ تو صرف منطوقِ حدیث سے ایک مفاد کا استنباط ہے، (ت) (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۲۲۹)

☆ اللہ تعالیٰ کے لیے جسمیت کا قائل کافر ہے۔

☆ صدیق اکبر کی صحابیت کا منکر کافر ہے۔

☆ جو رافضی خلفائے ثلاثہ پر حضرت علی کو فضیلت دے وہ گمراہ ہے۔

☆ جو شخص ابوبکر وعمر کی خلافت کا منکر ہو کافر ہے۔

درمختار میں ہے: ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفربھا کقولہ ان اللہ تعالیٰ جسم کالاجسام وانکارہ صحبۃ الصدیق، اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہوتو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔

حاشیۂ دُرطحطاوی میں ہے: اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

رافضی اگر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہوتو کافر ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد شلبی مطبوعہ مصر جلد اول میں ہے: فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فھو کافر'' رافضیوں میں جو شخص مولیٰ علی کو خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۲۵۰)

☆ بدمذہب سے کیا مراد ہے؟

بدمذہب سے وُہ مراد ہے جو کسی بات کا اہلِ سُنّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو، اور اس کی اقتدا کراہت کے ساتھ اُس حال میں جائز ہے جب اُس کا عقیدہ اہلِ سُنّت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچا تا ہو، اگر کفر تک پہنچائے تو اصلاً جائز نہیں، جیسے غالی رافضی کہ مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں، یا یہ کہ نبوت ان کے لیے تھی، جبریل نے غلطی کی۔ اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں، اور یوں ہی جو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اس تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۲۵۳)

☆ غیر نبی کو نبی پر افضل کہنے والا باجماعِ مسلمین کافر ہے۔

ھذا کفر صریح (یہ کُھلا کفر ہے)۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی میں

ہے: **ما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي افضل من النبي كفر و ضلالة والحاد وجهالة**'' وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے، یہ کفر وضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔ شرح مقاصد میں ہے: **واللفظ لها ان الاجماع منعقد على ان الانبياء افضل من الاولياء** ، بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۲۶۲)

☆ کافر کو کافر نہ کہنے والا اور اس کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔

شفا شریف میں اِنھیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے: ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا اُن کے مذہب کی تصحیح کرے، اگر چہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اُس کے خلاف اُس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے۔ اور مجمع الانہر جلد اول میں ہے: **من شك في كفره وعذابه فقد كفر**'' جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۲۶۵)

☆ ضروریات دین کے ثبوت پر اگر بالخصوص نص قطعی نہ بھی ہو، تب بھی ان کا منکر کافر ہوگا۔

☆ باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا کافر ہے۔

☆ جمیع ماسوا اللہ کا حدوث ضروریات دین سے ہے۔

مسلمانو! اصل مدار ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجزاءہ حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ ''**مقامع**

الحدید علیٰ خدا لمنطق الجدید ‘‘ میں مذکور، تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں۔

اعلام امام ابن حجر میں ہے (ترجمہ): علامہ نووی نے روضہ میں یہ زائد کہا کہ درست یہ ہے اسے اس چیز سے مقید کیا جائے جس کا ضروریات اسلام سے ہونا بالا جماع معلوم ہو، اس میں کوئی نص ہو یا نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ص ۲۶۶ ج، ۱۴)

☆ قرآن مجید کا ہر نقص وزیادت، تغییر وتحریف سے محفوظ ہونا ضروریات دین سے ہے۔

شک نہیں کہ قرآن جو بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی "تنزیل رب العالمین " ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان، ان کے اعتقاد، ان کے اعمال کے لیے چھوڑی، اسی کا ہر نقص وزیادت وتغییر وتحریف سے مصؤن ومحفوظ، اوراس کا وعدہ حقہ صادقہ "اِنَّا لَہ لَحٰفِظُوْنَ " میں مراد وملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے، نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص وتحریف سے محفوظ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۲۶۷)

☆ الحمد للہ! میں مسلمان اور سچا مومن ہوں کہنا صحیح ہے۔

قول میں حرج نہیں، ہاں اسے حمدِ الٰہی بڑھا لینا چاہئے تھا، الحمد للہ! میں مسلمان ہوں، (فتاویٰ رضویہ ج، ۱۴ ص ۲۷۰)

☆ مومنِ عاصی معذَّب ہے ملعون نہیں۔

ظاہر ہے کہ مسلمان اگر چہ عاصی اگر چہ معاذ اللہ معذب ہو آخرت میں اپنے رب کا ملعون نہیں ورنہ بالآخر رحمت ونعمت وجنت ابدی نہ پاتا، اس کی نار نارِ تطہیر ہے، نہ نارِ لعنت وابعاد تذلیل وتحقیر، تو جسے اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں ملعون کرے وہ نہ ہوگا مگر کافر۔ اور یہ وہاں ہے کہ بعد وضوح حق براہ عناد ہو، جس طرح اب وہابیہ ماردین اعدائے دین کا حال ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ۲۸۷)

☆ قیاس وفقہ کی حجیت بھی ضروریات دین سے ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: قیاس وفقہ کی حجیت بھی ضروریات دین سے ہے تو اس کا انکارضرور کفر ہونا لازم، کشف البز دوی: **قدثبت بالتواتر ان الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع ذلک فيما بينهم من غير ردوانكار**۔ یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم قیاس پر عمل پیرا تھے اور عمل ان کے درمیان بغیر کسی ردوانکار جاری ومشہور تھا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۲۹۲)

☆ قرآن کا منزل من اللہ ہونا بھی حدیث ہی سے ثابت ہے۔

اس نے اس قرآن موجود کو بے کم وبیش قرآن منزل من اللہ کیوں کر مانا، کیا اللہ خود اس کے ہاتھ میں دے گیا، اور جب یہ نہیں تو دلیل دے اور سمجھ رکھے کہ اس دلیل سے جو کچھ ثابت ہوگا سب ماننا پڑے گا ورنہ قرآن بھی ہاتھ سے کھوئے گا، کھویا تو ہے ہی، جھوٹے زبانی اقرار سے بھی ہاتھ دھوئے گا۔ **اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ** (بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا)۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، ص ۳۱۳)

☆ کفار کی تعریف، ان کے اقسام واحکام۔

اللہ عزوجل ہر قسم کفر وکفار سے بچائے، کافر دو قسم ہے: اصلی ومرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے، یہ دو قسم ہے: مجاہر ومنافق، مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو، یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔ **اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ**۔ بے شک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے: اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے، دوم مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔ سوم مجوسی آتش پرست، چہارم

کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریہ نہ ہوں۔ان میں اول تین قسم کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہے۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی بھی دو قسم ہیں: مجاہر و منافق۔

مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا،کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شئے کا منکر ہے، جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں،حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب،غرض انسان،حیوان کسی سے نہیں ہوسکتا ، جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو خواہ عورت، مرتدوں میں سے سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے،خصوصاً وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلِ سُنّت کہتے، حنفی بنتے،چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے ، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار ! مسلمانو! اپنا دین بچائے ہوئے رہو،فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴،ص ۳۲۷)

☆ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین پر اجماع ہے،اس کا ثبوت نصوص علما سے ہے۔

☆ ختم نبوت کی تفسیر،ختم زمانی قطعی ہے۔

حضور پرنور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے،آیہ کریمہ وَلٰكِنْ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیا کے خاتم ہیں) وحدیث متواتر: لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاتخصیص تمام انبیا میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔

فتاویٰ یتیمیۃ الدہر والاشباہ والنظائر وفتاویٰ عالمگیریہ وغیر ہا میں ہے: اذالم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٰخرالانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔ جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیا میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخرالانبیا ہونا ضروریات دین سے ہے۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ص۳۳۳ج۱۴)

☆ بغیر عذر سفر ومرض روزے کے بجائے فدیہ کافی جاننا نئی شریعت کا ایجاد ہے۔

بے عذر مرض وسفر روزے رمضان کے نہ رکھنا اور فدیہ کافی جاننا قرآن عظیم کی تحریف اور نئی شریعت کا ایجاد اور جہنم کبریٰ کا استحقاق ہے۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴،ص۴۷۶)

☆ علم الٰہی اور علم رسالت میں مساوات کا عقیدہ گمرہی ہے۔

علم الٰہی سے مساوات کا دعویٰ بے شک باطل ومردود ہے مگر تکفیر اس پر بھی نہیں ہوسکتی جب کہ بعطائے الٰہی مانے، اور بلاشبہہ حق یہی ہے کہ تمام انبیا ومرسلین وملائکہ مقربین واولین آخرین کے مجموعہ علوم مل کر علم باری سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴،ص۴۷۷)

☆ صرف مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں نہ کہ مومن اور مشرک۔

مشرکین سے عقد مواخات بھائی چارہ کہ برادارن وطن ہندو بھائی، اللہ عزوجل فرمائے: انما المؤمنون اخوۃ مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تم کہو"نحن والمشرکون

اخوۃ "ہم اور مشرکین آپس میں بھائی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِھِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ منافقوں کو کہ اپنے بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔ وہاں "من اھل الکتاب " تھا یہاں اس سے بڑھ کر "من المشرکین "ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴،ص۴۸۶)

☆ مسلمان اگر (معاذ اللہ) ارادۂ کفر کرے تو کافر ہو جائے گا۔

پھر در بارہ ادیان حکم یہ ہے کہ نازل سے مجرد ارادہ موافقت نازل کر دیتا ہے اور ضد کے لیے صرف ارادہ کافی نہیں، مسلمان اگر معاذ اللہ ارادہ کفر کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ لیکن کافر محض ارادہ اسلام سے مسلمان نہ ہوگا جب تک اسلام قبول نہ کرے، یوں ہی کتابی صرف ارادہ موافقت مشرکین سے مشرک ہو سکے گا، مشرک نرے ارادے سے کتابی نہ ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴،ص۴۸۹)

☆ تحریمِ مباح کا اعتقاد ضلالت ہے۔

حضرات لیاڈر نے مسئلہ موالات میں سب سے بڑھ کر اودھم مچائی، اوروں میں افراط یا تفریط ایک ہی پہلو پر گئے، اس میں دونوں کی رنگت رچائی، افراط وہ کہ نصاریٰ سے نری معاملت بھی حرام قطعی، اور تفریط یہ کہ ہندوؤں سے اتحاد بلکہ ان کی غلامی فرض شرعی، پھر بھی ان کے اس افراط و تفریط میں اتنا فرق ہے کہ دوم نے بذاتہٖ دین کو برباد کر دیا، اور اول پر عمل میں فی نفسہٖ ضرر اسلام نہ تھا، مباح کو کوئی حرام جان کر چھوڑے تو اس چھوڑنے میں حرج نہیں کہ مباح ہی تھا نہ کہ واجب، ضلالت ہے اس اعتقاد تحریم میں، لیکن حرام قطعی فرض منانا ایمان و عمل دونوں کا تباہ کن ہوا اور اپنے ہر پہلو سے اسلام کا برباد کرنے والا، لہٰذا اول سے بحث ضرور نہ تھی حکم بتا دیا، معاندوں کا عناد ان کے ساتھ ہے لیکن عملی حیثیت سے بھی اس خصوص میں مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کا حل ان بزعم خود گہری نگاہ والے انجام شناس لیاڈر الناس نے کچھ سوچ رکھا ہوگا، نظر بعادات و حالات کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ ان کی چیخ پکار سے تمام ہندوسندو بنگال و برہما و افریقہ و جاوہ حتی کہ

عدن تک کے مسلمان سب نوکریاں، ملازمتیں، زمینداریاں، تجارتیں یکلخت چھوڑ دیں، یہ شورشیں تو دو دن سے ہیں صدہا حرام نوکریاں پہلے ہی سے کررہے ہیں وہ تو چھوڑیں نہیں مباح نوکریاں اور حلال تجارتیں، زمینداریاں کس طرح چھوڑ دیں گے۔(فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ۵۳۱)

☆ جو جس سے دوستی کرے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

☆ مطلقاً علما کو یا کسی عالم کو علم کی بنیاد پر برا کہنا یا گالی دینا یا ادنیٰ توہین کفر ہے۔

خصوصاً ہندوستان میں کہ یہاں تو بالخصوص گائے کی قربانی واجبات شرعیہ سے ہے جیسے ہم نے اپنے رسالہ "انفس الفکر فی قربان البقر "میں بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے، خوشیِ ہنود کے لیے اس سے باز رہنے والا بلاشبہ بدخواہ اسلام و مسلمین ہے، دشمنان دین سے دوستی کرنے والا دشمن دین ہوتا ہے، اور روز قیامت ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جاتا ہے، قال تعالیٰ: وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے وہ انھیں میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: المرء مع من احب، آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انت مع من احببت، تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ دوستی رکھے۔ اور ایک حدیث میں ہے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: ماا حب رجل قوما الاحشره اللّٰه فی زمرتهم ، او کما قال صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ۔ جو کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے گا ضرور اللہ تعالیٰ انھیں کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔

گناہ کبیرہ پر اصرار اگرچہ کفر نہیں، مگر دشمنان دین کی دوستی اگر آج کفر نہ ہو تو معاذ اللہ مرتے وقت کا فر اٹھاتی ہے کہ انھیں کے ساتھ حشر ہو، اور مطلقاً علمائے دین یا کسی عالم دین کی ان کے عالم ہونے کے سبب بُرا کہنا، یا شریعت مطہرہ کی ادنیٰ توہین کرنا، یہ تو یقیناً قطعاً کفر وارتداد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۵۶۹)

☆ حلت قربانیِ گاؤ اور حرمت شرکت اعیاد ہنود ضروریات دین میں سے ہے۔

یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تمام جہان کے لیے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا، قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو، تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (ت)

اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا، محال ہے کہ ابدالآباد تک اب کوئی جدید نبی ہو، وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (ت)

محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی حکم کبھی بدل سکے لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَ لَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ۔ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال بتائے وہ حلال حرام یا حرام حلال تو نہ ہوجائے گا بلکہ یہی کہنے والا الٹا کافر ہوجائے گا۔

قرآن عظیم میں ہے: اور نہ کہو اسے جو تمہاری باتیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا، کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو، تمہیں خرابی ہو، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کردے اور بے شک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا۔ (القرآن الکریم ١٦/١١٦)

قربانی گاؤ کی حلت اور مجالس اعیاد ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ و رسول پر افترا کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم والزم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ١٤، ص ٥٨١)

☆ آیات متشابہات میں اہل سنت و جماعت کا مسلک۔

آیات متشابہات میں اہل سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے دو مسلک ہیں:

اقول :تفویض کہ ہم ان کے معنی کچھ نہیں جانتے، اللہ و رسول جانتے ہیں (جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو معنی مرادِ الٰہی ہیں ہم اس پر ایمان لائے، **اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ** ''ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

یہی مسلک سلف ہے اور یہی صحیح و معتمد، اس تقدیر پر تو نہ احاطہ ذاتی کہا جائے نہ صفاتی کہا جائے، معنی سے کچھ بحث ہی نہ کی جائے، حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے **الرحمن علی العرش استوی** (رحمٰن نے عرش پر استوا فرمایا) کے معنی دریافت کیے گئے، فرمایا: **الاستواء معلوم والکیف مجهول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة** ۔استوا معلوم ہے اور کیف مجہول اور اس پر ایمان فرض اور اس کی تفتیش بدعت۔

یہی جواب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا، یہی مسلک ہمارے امام اعظم اور سائر ائمہ سلف کا ہے، ہاں ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے، کسی مکان میں نہیں ہوسکتا، کسی جگہ نہیں ہوسکتا، کسی طرف نہیں ہوسکتا، اور طرف سب اس کے بنائے ہوئے ہیں، اور حادث ہیں، اور قدیم ازلی، ازل میں کسی جگہ کسی طرف نہ تھا کہ جگہ اور طرف تھے ہی نہیں تو اب کسی جگہ اور طرف میں نہیں، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا، جگہ اور طرف بدلیں گے اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔

دوم تاویل کہ ایسی آیات کو حسب محاورہ معنی جائز پر حمل کریں جس سے نہ چین لینے والی طبیعتوں کو تسکین ہو اور ایمان سلامت رہے یہ مسلک خلف کا ہے اور اس طور پر احاطہ صفاتی مراد لیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۱۹، ۶۲۰ ج ۱۴)

☆ خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے؟

اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے، یہ لفظ بہت بُرے معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے اس سے

احتراز لازم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص۶۴۰ ج۱۴)

☆ اتحاد کہ سب میں خدا کا حصہ، اور سب خدا، یہ کفر ہے۔

یہاں تین چیزیں ہیں، توحید، وحدت، اتحاد۔ توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر ہے، اور وحدت وجود حق ہے، قرآن عظیم واحادیث وارشادات اکابر دین سے ثابت، اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے، رہا اتحاد وہ بے شک زندقہ والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر، اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا، وہ بھی خدا سب خدا۔

ع (اگر تو فرق مراتب نہ کرے تو زندیق ہے۔ (ت)

حاش للہ! الٰہ الٰہ ہے اور عبد عبد، ہرگز نہ عبد الٰہ ہوسکتا ہے نہ الٰہ عبد، اور وحدت وجود یہ کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلال وعکوس ہیں، قرآن کریم میں ہے: **کل شیء هالک الاوجهه** . ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۴۱)

☆ اللہ تعالیٰ کے اسما میں شہید وبصیر ہے اس کو حاضر وناظر نہ کہنا چاہئے۔

اللہ عزوجل شہید وبصیر ہے اسے حاضر وناظر نہ کہنا چاہئے یہاں تک کہ بعض علما نے اس پر تکفیر کا خیال فرمایا اور اکابر کو اس کی نفی کی حاجت ہوئی، مجموعہ علامہ ابن وہبان میں ہے: **ویاحاضر ویاناظر لیس بکفر** ''یا حاضر یا ناظر کہنا کفر نہیں۔ جو ایسا کہتا ہے خطا کرتا ہے، بچنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۸۸)

☆ تمام انبیا پر عموماً اور سرکار ﷺ پر خصوصاً ایمان لانا قرآن سے ثابت ہے۔

اللہ عزوجل اپنے غضب سے بچائے اور شیطان لعین کے دھوکوں سے پناہ دے، قرآن عظیم اول تا آخر انبیا پر عموماً اور حضور پرنور سید الانبیا علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا پر خصوصاً ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے، ان کی تکذیب کرنے والوں پر لعنت وعذاب اتار رہا ہے، اور یہ کہ دین صرف دین اسلام ہے اور یہ کہ کافر کا کوئی عمل صالح نہیں سب باطل ونا کام ہے، جسے دن کو آفتاب نظر نہ آئے وہ اپنی آنکھوں کو روئے۔

اصل یہ ہے کہ ایمان باللہ میں جملہ ضروریات دین پر ایمان داخل ہے کہ ان میں سے

کسی بات کی تکذیب رب کی تکذیب ہے اور رب کی تکذیب رب کے ساتھ کفر ہے، پھر رب پر ایمان کہاں؟ یوم آخر بھی انہیں میں داخل ہے جسے مہتم بالشان ہونے کے سبب جدا ذکر فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۶۹۴، ۷۰۰)

☆ ساری مخلوقات کے علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کے کروڑویں حصے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل نے روزِ اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیل علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں تا قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔ آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں۔ دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین وآخرین مل کر ہم علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کروڑ سمندروں سے، وَمَاقَدَرُوااللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ظالموں نے اللہ ہی کی قدر نہ پہچانی کہ جو کچھ ہو گزرا اور قیامت تک ہونے ہونے والا ہے اس کا علم اس کی عطا سے اس کے محبوب کے لیے مانا اور کہہ دیا کہ یہ تو خدا سے برابری ہوگئی مشرک ہوگیا۔ بے ادبو! کیا خدا کا علم اتنا ہی ذرا سا ہے کہ دو حدوں میں محدود ہے، یہ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صدقہ میں اپنے غلاموں کو عطا فرماتے ہیں، یہ سب آیات کریمہ واحادیث صحیحہ واقوال ائمہ وعلما واولیا سے ثابت جن کی تفصیل ہماری کتابوں ''**الدولة المکیة وانباء المصطفی وخالص الاعتقاد**''، غیرہ میں ہے، (فتاوی رضویہ ج۱۵ ص۷۴)

☆ '' شرع محمدی کا فیصلہ قبول نہیں، رواج وقانون منظور ہے'' یہ جملہ کفر ہے۔

بیان مذکورہ سوال اگر واقعی ہے تو زید پر تجدید اسلام واجب ہے، توبہ کرے، اور از سرِ نو کلمہ اسلام پڑھے، اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۷۵)

☆ کلمہ کفر بولنے میں علما نے زبان کی لغزش کا عذر قبول نہیں کیا۔

اے اللہ! حمد تیرے لیے ہے۔ اپنے نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر، ان کی آل واصحاب جو دین کے ستون ہیں پر رحمتوں کا نزول فرما، اے میرے رب ! میں شیطان کے حملوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ مجھ پر وہ حملہ آور ہو۔ ائمہ دین کسی کفر میں زبان کا پھسل جانا قبول نہیں کرتے، ورنہ یہ ہوتا کہ جو خبیث القلب ہو وہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کر کے کہہ دے، میری زبان پھسل گئی، امام قاضی عیاض شفاء شریف میں فرماتے ہیں: کسی آدمی کے کفر کے ارتکاب پر اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ میری زبان پھسل گئی، اھ۔ اس میں یہ بھی ہے امام ابو محمد بن ابی زید نے فرمایا ایسی صورت میں کسی کا یہ عذر قبول نہیں کہ زبان قابو میں نہ رہی اھ، اس میں یہ بھی ہے امام ابوالحسن القابسی نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ جاری فرمایا جس نے نشہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کیا، کیوں کہ اس سے متعلق خیال یہی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے اور وہ حالت ہوش میں بھی ایسا کہا کرتا ہے، اھ۔

پھر زبان کا پھسلنا ہو تو ایک یا دو حرفوں میں ہو، یہ تو نہیں ہوگا کہ سارا دن زبان کنٹرول میں نہ رہے، ایسا ہونا غیر مقبول وغیر معقول ہے، (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۸۰)

☆ کفر کو اچھا سمجھنا کفر ہے۔

ایسی بات کو دیوانے کے علاوہ کوئی قبول نہیں کرے گا، یہ تو اس قائل کا حکم ہے۔ رہا معاملہ اشرفعلی کا جو اس نے جواب میں لکھا تو اس میں اس کے کفر کی تعریف کی ہے اور بلاشبہہ کفر کو اچھا کہنا اور سمجھنا بھی کفر ہوتا ہے کیوں کہ مجیب نے اس میں اپنی ذات کی تعظیم ووصف کو سمجھا ہے کہ وہ اللہ کا رسول صاحب قوت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بجائے ان پر درود وسلام اور نبوت کے ساتھ مدح کی گئی ہے وہ اس پر خوش ہوا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۸۳)

☆ رسول اللہ کا نام اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے۔

نام اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے، خالی رسول رسول کہنا اگر بقصد ترک تعظیم ہے تو کفر ہے، ورنہ بلاضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۹۹)

☆ کفر کی محفلوں میں جو برضا و رغبت شریک ہو کافر ہو گیا اور باکراہ شرعی ہو تو معذور ہے۔

تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے، اور حرام فعل کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے: **التفرج علی المحرم حرام** (حرام پر خوشی بھی حرام ہے۔) ایسے جلسوں میں شرکت گناہ کبیرہ ہے، قال اللہ تعالیٰ: **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین** ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: پس نصیحت یاد دہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من سود مع قوم فھو منھم** (جس نے جس قوم کی کثرت بنائی وہ انہی میں سے ہے۔) (فتاوی رضویہ ج ۱۵/ص ۱۰۰)

☆ مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں، جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے، اور جس بات سے منع فرمائیں بلا شبہ سراسر ضرر و بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جوان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے جان لو کہ یہ ڈاکو ہے، اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو، رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لے جانا چاہتا ہے یقیناً ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہولیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہولے، ارے! مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں **حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ** تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے **عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ** واللہ! وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر **بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ**۔ ارے! ان کی سنو، ان کا دامن تھام لو،

ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ۔(فتاوی رضویہ ج۱۵ص۱۰۵)

☆ "نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں" کلمہ کفر ہے۔

☆ "جھوٹ بولا تو کیا برا کیا" یہ بھی کلمہ کفر ہے۔

اس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اور یہ تیسرا ابھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا جو آدمی کی ہلاکت و بربادی کو بس ہے، آگے اس کا کہنا کہ "میں نے جھوٹ بولا تو کیا برا کیا "صریح کلمہ کفر ہے، اس پر لازم ہے کہ تجدید اسلام کرے اور اگر عورت رکھتا ہے تو از سر نو اسلام لانے کے بعد اس سے تجدید نکاح ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ ج۱۵ص۱۴۹، ۱۵۰)

☆ جن لوگوں نے سرکار ﷺ کے احتلام کی بات کی اور اس پر اصرار کیا وہ تجدید ایمان ونکاح کریں۔

فی الواقع حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام احتلام سے پاک ومنزہ ہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیْلًا**۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔(ت)

طبرانی معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا: **ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان**، کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا، احتلام تو نہیں مگر شیطان کی طرف سے۔

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو مروی ہوا کہ یاجوج وماجوج نطفہ احتلام سیدنا آدم علیہ السلام سے بنے ہیں، اول کعب ہی سے اس کا ثبوت صحت کو نہ پہنچا، اس کا ناقل ثعلبی حاطب لیل ہے **کما فی عمدۃ القاری**، نووی نے حسب عادت ان کا اتباع کیا۔ پھر کعب صاحب اسرائیلیات ہیں، ان کی روایت کہ مقررات دین کے خلاف ہو مقبول نہیں۔ ہاں امام

نووی وحافظ عسقلانی نے شروح صحیح مسلم وصحیح بخاری میں اس کی یہ تاویل نقل کی کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فیضان زیادت فضلہ بسبب ابتلائے ادعیہ منع نہیں اور اسے مقرر رکھا۔
اقــول: مگر لفظ شنیع ومکروہ ہے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حصر کے خلاف کہ احتلام نہیں مگر شیطان کی طرف سے، ولہذا عامہ علمائے کرام نے اسے مقبول نہ رکھا۔

بالجملہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر احتلام منع ہے اور خود حضور اقدس انور اطیب اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت اور اس کی تکرار اور اس پر اصرار کہ ہاں ہوا، ہاں ہوا، یقیناً حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا جہنم کا سیدھا راستہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیث میں ہے: **من كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار** ، جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۱۵۸)

☆ توہین علم دین بوجہ علم دین کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے۔

☆ داڑھی کا مذاق اڑانے والوں پر توبہ تجدید نکاح ضروری ہے۔

عالم کی توہین اگر بوجہ علم دین ہے بلا شبہ کفر ہے، جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔ وگرنہ اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوف کفر ہے، جیسا کہ خلاصہ اور منح الروض میں ہے۔ ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔

بلا شبہ داڑھی ایک قبضہ تک رکھنا ہے اور منڈوانا حرام، اور لبیں اتنی ترشوانا کہ لب بالا سے آگے نہ بڑھیں یہ بھی خصال فطرت وسنن موکدہ سے ہے۔ اور داڑھی پر ہنسنا ضرور کفر ہے کہ توہین سنت متوارثہ جمیع انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے **وتـفـصيل المسئلة فى كتابنا لـمعة الضحى فى اعفاء اللحى** (اور اس مسئلہ کی تفصیل ہماری کتاب **لمعة الضحٰى فى اعفاء اللحى** میں ہے۔) بلا شبہ استہزا کرنے والے پر تجدید اسلام لازم ہے اور اس کے بعد اگر عورت کو رکھنا چاہے تو تجدید نکاح ضرور، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۱۶۳)

☆ دیوبندیوں کے اقوال کفر پر مطلع ہوکر انہیں عالم دین سمجھنا کفر ہے۔

دیوبندی عالم دین نہیں ،ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں عالم دین سمجھنا خود کفر ہے،علمائے حرمین شریفین نے انہیں لوگوں کے لیے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ **من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر** جواس کے عذاب اور کفر میں شک کرے تو وہ کافر ہوا۔(فتاویٰ رضویہ ص۱۶۲ ج۱۶)

☆ زندگی بھر طاعت وعبادت کرنے والا بھی کسی کفر کے صدور سے کافر ہوسکتا ہے۔

شرح مقاصد وشرح تحریر الاصول وردالمحتار علی الدرر المختار وغیرہا میں ہے :(ترجمہ): یعنی اہل قبلہ کے یہ معنی ہیں کہ جو تمام ضروریات دین کو مانتا ہواوران کے سوا بعض عقائد میں خلاف رکھتا ہو، ورنہ اس میں کچھ خلاف نہیں کہ جس اہل قبلہ سے کوئی موجب کفر صادر ہو وہ کافر ہے،اگرچہ تمام عبادتوں پر مداومت کرے۔(فتاویٰ رضویہ ص۲۰۹ ج۱۶)

☆ فاسق کی اہانت شرعاً واجب ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔

مساجد اہل سنت خصوصاً مسجد جامع کا اسے متولی کرنا اور مسلمانوں کے ایسے عظیم دینی تصرفات اس کے ہاتھ میں رکھنا اس کی عظیم تعظیم ہےاوراس کی تعظیم حرام ہے بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے.تبیین الحقائق وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہما میں ہے:**لان فی تقدیمۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا** ۔اس لیے کہ اسے اگوا بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالاں کہ شریعت میں اس کی توہین واجب ہے۔فتاوی ظہیریہ والاشباہ والنظائر ودرمختار میں ہے **تبجیل الکافر کفر** کافر کی تعظیم کفر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص۶۱۰ ج۱۶)

☆ جنین ضرور مومن ہے۔

پیٹ کے بچے (جنین) پر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی ولی یا وصی یا حاکم یہاں تک کہ خود باپ کو بھی ولایت نہیں۔ ولوالجیہ پھر معین المفتی پھر غمز العیون، القول فی الملک میں ہے:**لا ولایۃ للاب علی الجنین** ۔جنین پر باپ کو ولایت حاصل نہیں نیز اللہ جل جلالہ کا ولی ووالی جملہ عالم ہونا ظاہر،اوراس کی خلافت سے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت بھی ہر شی پر ہے اور خود جنین پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ولایت فقیر قرآن عظیم وحدیث سے ثابت کرسکتا ہے، آیت تو قول الٰہی عزوجل: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ جس میں ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان پر اس کی جان سے زیادہ ولی ووالی ومختار وصاحب تصرف واقتدار ہیں، اور شک نہیں کہ جنین بھی انسان ہے اور وہ یقیناً کافر نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ۔ اللہ کی فطرت وہ ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔ اہل سنت کے نزدیک ایمان وکفر میں واسطہ نہیں تو جنین ضرور مومن ہے اور بحکم آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کے ولی ووالی ہیں، یہ ثبوت آیت سے ہوا، اور حدیث سے یہ کہ ابھی فقہائے کرام کی تصریحیں سن چکے کہ جنین کا کوئی والی نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ، جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کے ولی ووالی اللہ ورسول ہیں۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۷ ص ۲۱۲ متن وحاشیہ)

☆ ''ہر عطائی کمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور دوسروں کو انہیں کے واسطے سے حاصل ہے''۔

یوں تو ہر فضل عطائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے خاص ہے، وہی اصل ومنبع ومبدأ ومرجع ہر فضل ہیں، ''وکل آی اتی الرسول الکریم بھا فانما اتصلت من نورہ بھم'' (مواہب لدنیہ ۲/۶۰۰) ''انما مثلوا صفاتک للناس کمامثل النجوم الماء'' (المجموعۃ النبہانیہ فی المدائح النبویہ ۱/۷۷) ترجمہ: جو معجزات مرسلین لائے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے ان تک پہنچے، وہ لوگوں کے لیے آپ کی صفات کے مظہر بنے، جس طرح ستاروں کے لیے پانی مظہر بنتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۴۸۹)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشورہ کے محتاج نہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو محتاجِ مشورہ نہیں بلکہ ہر امر میں اپنے رب کے سوا

تمام جہاں سے غنی و بے نیاز ہیں، حضور کا مشورہ فرمانا غلاموں کے اعزاز بڑھانے اور انہیں طریقہ اجتہاد سکھانے، امت کے لیے سنت قائم فرمانے کے لیے تھا۔

وہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشورہ سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ کو میری اُمت کے لیے رحمت بنایا ہے تو جو مشورہ کرے گا وہ رہنمائی کو معدوم نہ پائے گا اور جو نہ کرے گا وہ خطا کو معدوم نہ پائے گا اس کو ابن عدی اور بیہقی نے شعیب میں سند حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ص،۴۹۰)

☆ مسئلہ اتبعو االسوادالاعظم کا حکم اعتقاد کے بارے میں ہے۔

سوال میں عمر و بکر کے متعلق کچھ تذکرہ موجود تھا تو اس کے متعلق ارشاد ہوا۔ عمر و بکر وغیرہما کے استدلال محض باطل ہیں، اتباع سواد اعظم کا حکم اور **من شذ شذ فی النار** کی وعید صرف دربارۂ عقائد میں ہے، مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں، صحابۂ کرام سے ائمہ اربعہ تک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہو ں، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلقاً جمع زر کو حرام ٹھہرانا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نوم کو اصلاً حدث نہ جاننا، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسئلہ ربا، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ مدت رضاع، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ متروک التسمیہ عمداً، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ طہارت سور کلب وتعبد غسلات سبع، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جزور وغیرہ ذلک مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود **شذ فی النار** (جو جدا ہوا جہنم میں گیا) کا مستحق، بلکہ اجماع اُمت کا مخالف اور **نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا** ، (ہم اس کو پھیر دیں گے جب وہ پھیرا، ہم اس کو جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ براٹھکانہ ہے) کا مستوجب ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، ج،۱۸ص ۴۹۲)

☆ جو حقیقی شرک میں مبتلا ہو وہی مشرک ہے۔

اگر فی الواقع وہ شخص علمائے اہل سنت و جماعت ایدھم اللہ تعالیٰ سے ہے اور جو باتیں

حقیقتاً شرک ہیں انھیں کے معتقد کو مشرک کہتا ہے اور احکام مشرکین میں داخل کرتا ہے اور جو نو پید باتیں مخالف شریعت ومزاحم سنت ایجاد کی گئیں انھیں کو بدعت شرعیہ ومذمومہ وشنیعہ جانتا اور ان سے نہی وتحذیر کرتا ہے۔ اور شعائر اسلام صلوٰۃ وصیام وغیرہا کے احکام صحیح صحیح سکھاتا اور برعایت شرائط وقواعد احتساب امر بالمعروف ونہی عن المنکر بجالاتا ہے اور وعظ میں روایات باطلہ وخرافات مخترعہ وبیانات مشیرہ اوہام ومفسدۂ خیالات عوام سے احتراز رکھتا اور علم کافی وفہم صافی کے ساتھ ہدایت وارشاد میں ٹھیک معیار شرع پر چلتا ہے، تو اسے نہ صرف عالم بلکہ اس زمانے میں اراکین دین وسنت وخلفائے رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ واولیائے جناب احدیث آلاء جلت سے سمجھنا چاہیے اور اس کی جو خدمت ہو سکے صلاح وفلاح دارین ورضائے رب المشرقین وخوشنودئ سید الکونین ہے، جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قال اللہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ لوگوں کے لیے تمھیں بہترین امت ہونے کی حیثیت سے ظاہر کیا تم بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ (القرآن الکریم۔۳/۱۱۰) (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹ص ۴۳۳)

☆ حرام مال کو صدقہ کر کے امید ثواب رکھنا بھی مطلقاً کفر نہیں۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: (ترجمہ): تتمہ میں ہے کہ جس نے شراب پینے، زنا اور حرام کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھی تو اس میں اس نے کفر کیا۔ تو اس قول کو خالص متفق علیہ پر محمول کرنا چاہیے اور یہ جانتے ہوئے کہ بسم اللہ سے حرام کی ابتدا کر رہا ہے اور وہ حرمت بھی ایسی ہو جس کا علم ضروریاتِ دین میں سے ہو جیسے شراب پینے کی۔ اور حرام مال کو صدقہ کر کے امید ثواب رکھنی بھی مطلقاً کفر نہیں، اگر وہ چیز عین حرام نہ ہو بلکہ زر حرام کے معاوضہ میں خریدی جب تو ظاہر ہے کہ اس کی حرمت مجمع علیہ بھی نہیں۔ اور اگر عین حرام ہے اور اسے مالک تک نہیں پہنچا سکتا خواہ اس وجہ سے کہ اسے مالک یاد نہ رہا، یا سرے سے مالک کو جانتا ہی نہیں مثلاً اس کے مورث نے مال غصب کیا تھا یہ عین مغصوب کو جانتا ہے، اور مغصوب منہ سے محض ناواقف یا یوں کہ مالک مرگیا اور وارث نہ رہا تو ان سب صورتوں میں شرع مطہر اسے

تصدق کا حکم دیتی ہے۔ جب اس نے صدقہ کیا حکم بجالایا اور فرمانبرداری پر امید ثواب رکھنا محذور نہیں۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: (ترجمہ) محیط میں ہے جس نے حرام کا صدقہ کر کے ثواب کی امید کی وہ کافر ہوا، اور اس میں بحث یہ ہے کہ جس کے پاس حرام مال ہو اس کو صدقہ کرنے کا حکم ہے۔ فقرا کو صدقہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرنے پر ثواب کی امید جائز ہے، ہوسکتا ہے یہ مسئلہ اس صورت میں ہو جس میں حرام مال کو جانتے ہوئے دوسرے کو محض ریا کاری اور شہرت کے لیے دے جیسا کہ آج کل جابر بادشاہ اور امرا حضرات میں کثیر الوقوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹، ص ۶۴۹)

☆ غصب کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

مذکورہ عمل یقیناً غصب اور حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل** ۔ آپس کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ اور غاصب اگر عین مغصوبہ چیز کسی کو دے یا ہدیہ، ضیافت، اجرت، تنخواہ یا کسی چیز کی قیمت کے طور پر دے تو لوگوں کو لینا اور کھانا حرام ہے۔ اور آیۂ کریمہ مذکورہ تمام صورتوں کو شامل ہے، جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ اور غصب پر اصرار سے عذاب اور وبال اور استحقاق جہنم کے علاوہ کیا زائد ہوگا اور اس کو معمول بنالینا اس سے زائد پر دلیل نہیں ہے۔ ہاں اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے حرام کو حلال جانا تو اس وقت لزوم کفر ہوگا، بلکہ عندالتحقیق بلاشبہ کفر ہوگا۔ کیوں کہ کفر کا دارومدار ضروریاتِ دین کے انکار پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ بغیر حیلۂ شرعیہ مثلاً کسی سے اپنے حق کے بدلے لینا جب کہ وہ منکر ہو اور بغیر ایسی ضرورت جو اس کو مخمصہ میں مبتلا کردے۔ غصب کی حرمت ضروریات دین سے ہے تو ایسی صورت میں حرمت لعینہ اور لغیرہ کا فرق کام نہ دے گا جیسا کہ بعض علما سے یہ سرزد ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۹، ص ۶۷۵)

☆ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کے احکام۔

مشرکین اپنے بتوں کے لیے سانڈ چھوڑتے ہیں اسے سائبہ کہتے، جسے کان چیر کر

چھوڑتے اسے بحیرہ کہتے اوران جانوروں کوحرام جانتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کا ردفرمایا: مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔(اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چیراہوااور نہ بجار ونہ وصیلہ نہ حامی ۔ ہاں کافرلوگ اللہ پر جھوٹاافترا باندھتے ہیں اوران میں نرے بے عقل ہیں)یعنی یہ باتیں اللہ نے تو ٹھہرائیں نہیں لیکن کافران پر جھوٹ باندھتے ہیں ۔توان جانوروں کوحرام بنانا کافروں کا قول،اورقرآن مجید کے خلاف ہےاور یہ آیت مااھل بہ لغیر اللہ اس جانور کے لیے جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے ،چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں ،نہ کہ مٹھائی تک پہنچے ،یہ تعصب وہابیوں کا جاہلانہ خیال ہے کہ ”جاندار یا بے جان ،ذبیحہ ہو یا غیر ،جس چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کرکے پکاریں گے حرام ہوجائے گی“۔ایسا ہوتوان کی عورتیں بھی ان پر حرام ہوں کہ وہ بھی انہیں کی عورتیں کہہ کر پکاریں جاتی ہیں ،اللہ تعالیٰ کا نام ان پر نہیں لیا جاتا ،ایسے بے ہودہ خیالوں سے بچنالازم ہے، ہاں بت کے چڑھاوے کی مٹھائی ،پرشاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہئے کہ کافراسے صدقہ کے طور پر باٹتے ہیں ،وہ لینا ذلت بھی ہےاور معاذاللہ جو چیز انہوں نے تعظیم بت کے لیے بانٹی اس کا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے بخلاف چھوڑے ہوئے جانور کے کہ اس کا کھانا کافروں کے خلاف مراد اوران کی ذلت ہے اس میں حرج نہیں ،مگر شرط یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو ورنہ فتنے سے بچنالازم ہے قال اللہ تعالیٰ :اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فتنہ قتل سے شدید تر ہے،واللہ تعالیٰ اعلم ۔(فتاوی رضویہ ج۲۰ص۲۶۰،۲۶۱)

☆ ذبیحہ میں اصل اعتبار ذابح کی نیت اوروقتِ ذبح اس کے تسمیہ کا ہے۔

اصل کلی اس میں یہ ہے کہ ذابح کی نیت اور وقت ذبح اس کے تسمیہ کا اعتبار ہے اس کے سوا کسی بات کا اعتبار نہیں ۔اگر مالک نے خاص اللہ عزوجل کے لیے نیت کی اور ذابح نے بسم اللہ کی جگہ بسم فلاں کہا یا بسم اللہ ہی کہا اور اراقت دم سے عبادت غیر خدا مقصود رکھی ذبیح مردار ہوگیا ،اور مالک نے کسی غیر خدا اگرچہ بت یا شیطان کے لیے نیت کی اوراسی کے نام کی

شہرت دی اور اسی کے ذبح کرنے کے واسطے ذابح کو دیا اور ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لیے اس کا نام پاک لے کر ذبح کیا بنص قطعی قرآن حلال ہو گیا قال اللہ تعالیٰ: **وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ**۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا کہ اس چیز میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا۔ (ت)

عالم گیری میں ہے: (ترجمہ) مسلمان نے مجوسی کی بکری ذبح کی ان کے آتش کدہ کے لیے، یا کسی کافر کی بکری ان کے معبدوں کے لیے ذبح کی تو کھائی جائے کیوں کہ مسلمان نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کی ہے اور مسلمانوں کو یہ عمل مکروہ ہے تاتارخانیہ میں یوں ہی ہے۔ (فتاوی رضویہ ص ۲۶۵ ج ۲۰)

امام اجل فقیہ النفس قاضی خان اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں: (ترجمہ) کسی نے بنام خدا، بنام محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام قربانی کی یا ذبح کیا۔ شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر اس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے صرف تعظیم وتجیل مراد لی تو جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ (ت)

بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلاً ''بنام خدا بنام فلاں'' جس سے صاف معنی شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہب صحیح حرمت جانور ہے، مگر حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے، کیا معلوم کہ اس کی نیت کیا ہے، درمختار میں ہے: **ان عطف حرمت نحو باسم اللہ واسم فلاں** ۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر دوسرے نام کا عطف لیا تو حرام ہے مثلاً باسم اللہ واسم فلاں (ت)

ردالمحتار میں ہے: وہی صحیح ہے، ابن سلمہ نے فرمایا مردار نہ ہوگا کیوں کہ اگر مردار کہیں گے تو ذبح کرنے والے کو کافر قرار دینا ہوگا، خانیہ۔ میں کہتا ہوں یہ ملازمہ ممنوع ہے کیوں کہ کفر باطنی امر ہے اور اس کا حکم دشوار ہے تو فرق کرنا ضروری، شرح مقدسی میں اسی طرح ہے، شرنبلالیہ (ت) (فتاوی رضویہ ص ۲۷۵، ۲۷۶ ج ۲۰)

☆ خدا کا واسطہ دیا تو بلا وجہ نہ ماننا گناہ ہے۔

جب انھوں نے خدا کا واسطہ دیا اس پر بلا وجہ نہ ماننا گناہ ہوا، حدیث میں ہے :
ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسئل هجراً۔ وہ شخص ملعون ہے جس سے خدا کے نام پر کچھ مانگا جائے وہ سائل کو کچھ نہ دے، بشرطیکہ وہ کسی کو چھوڑنے کا سوال نہ کرے۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تخریج فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ ص ۱۰۴)

☆ یہ لفظ کہ ہم خدا اور رسول کو نہیں مانتے صریح کفر ہے۔

اس کے بعد وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے ، یہ صریح کلمۂ کفر ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سرِ نو مسلمان ہو، اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہیئے ، اور جس طرح وہ کلمہ مجمع میں کہا تھا، توبہ بھی مجمع میں کرے، اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اسے اپنے گروہ سے نکال دیں، نہ اپنے پاس بٹھائیں، نہ اس کے پاس بیٹھیں، اور نہ اس کے معاملات میں شریک ہوں ، نہ اپنی تقریبوں میں اسے شریک کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ**. اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔ (القرآن۔ ۸/۶)

اور جو لوگ اس کا ساتھ دے کر اٹھ گئے وہ بھی سخت گناہ گار ہوئے ان پر بھی توبہ واجب ہے، اور اگر نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے بھی جدائی مناسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۴ ج ۲۱)

☆ یہ کہنا کہ ”حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناپاک چیزوں کو قبول فرماتے ہیں“ توہین و گستاخی ہے۔

اے عزیز! جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اس کی ناراضی سے آلودہ ہے کیوں کر ممکن کہ مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں رضا و قبول سے مشرف ہو بلکہ درحقیقت زید کی جرأت سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں گستاخی و اہانت کہ معاذ اللہ انھیں ناپاک

چیزوں کا پسند وقبول کرنے والا بتاتا ہے، ھیہات ھیہات، واللہ! وہ تمام عالم سے زیادہ ستھرے ہیں اور ستھروں کے لائق نہیں مگر ستھری چیز، گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ عزوجل: اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ۔ گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کو اور ستھریاں ستھروں کو اور ستھرے ستھریوں کو، وہ بری ہیں ان باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں۔

انھیں میں یہ بات بھی ہے کہ وہاں ناپاک مال مقبول ہو، وہ طیب وطاہر اس قول سے بری ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۱ ص ۱۰۸)

☆ تقدیر الٰہی میں جو لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا۔

فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ جنھیں خدائے تعالیٰ پر سچا توکل نہ ہو اور وہمی خیالات رکھتے ہو انھیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہئے نہ اس خیال سے کہ اس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہو جاتا ہے، یہ خیال (جذامی کے ساتھ قیام وطعام سے بیماری سے متاثر ہو جانا) محض غلط ہے، تقدیر الٰہی میں جو کچھ لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہیں: لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دی، وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر ہی بھروسا چاہئے۔ (القرآن الکریم ۹/۵۱) خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھلایا، بلکہ یہ لحاظ کرے کہ اس کے ساتھ کھایا اور پیا اور معاذ اللہ شاید حسب تقدیر الٰہی کچھ واقع ہو تو شیطان دل میں ڈالے گا اس فعل سے ایسا کیا ورنہ نہ ہوتا، اس سے احتراز کرے۔ اسی حدیث میں حکم ہیں کہ: جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں، اگر وہ ایک نالے میں اترے تم دوسرے نالے میں اترو۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۱/ج ۲۱)

☆ مردار کی چربی سر میں لگانا گناہ ہے کفر نہیں۔

مردار کی چربی اگر عورت نے لگائی تو گنہ گار بے شک ہوئی کہ اگر جانتی تھی کہ اس میں مردار کی چربی ہے پھر بالوں میں لگائی تو یہ گناہ، اور اگر نہ جانتی تھی تو بزعم خود پرایا مال بے مشہور کے اپنے تصرف میں لانے کی مجرم ہوئی، بہر حال اس کی معصیت میں شک نہیں، معاذ اللہ اتنی بات پر کافرہ نہیں ہوسکتی، تجدید کلمۂ اسلام بہتر ہے مگر فعل کے باعث اس کی حاجت نہ تھی، تو زید اس وجہ سے اس عورت کے ایمان فرق بتا کر گنہ گار رہوا، پھر تلقین اسلام پر اجرت لینا اس کا دوسرا گناہ تھا، پھر اس دیکھنے والے کو دبا کر اس سے چار آنہ لینا تیسرا گناہ ہوا، **فان ائمتنا لا یقولون بالتعزیز بالمال وعلی القول به فذاک ای الامام دون العوام ۔** کیوں کہ ائمہ کرام مالی جرمانہ اور تاوان کے قائل نہیں اور مال تاوان اور جرمانہ قول پر تو یہ امام کو حق ہے عوام کو نہیں ۔ (فتاوی رضویہ ص۱۱۳ ج۲۱)

☆ اللہ تعالیٰ کو عاشق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معشوق کہنا کیسا ہے؟۔

ناجائز ہے کہ معنیِ عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ۔ ردالمحتار میں ہے: **مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع** ۔صرف معنی محال کا وہم ممانعت کے لیے کافی ہے۔ امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب **الانوار لاعمال الابرار** میں اپنے اور شیخین مذہب امام رافعی، وہ ہمارے علمائے حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں : (ترجمہ) اگر کوئی شخص کہے میں اللہ تعالیٰ سے عشق رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے عشق رکھتا ہے تو وہ بدعتی ہے، لہٰذا عبارت صحیح یہ ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں ۔ (فتاوی رضویہ ص۱۱۴ ج۲۱)

☆ کافر سے دوستی حرام اور دینی رجحان کے بنا پر ہو تو کفر ہے۔

کافر سے دوستی اور ملاپ سخت منع، حرام اور بہت بڑا گناہ ہے، اور دینی رجحان کے بنا پر ہو تو بلا شبہ کفر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو کوئی تم میں سے ان (کافروں) سے دوستی

رکھے گا تو بلاشبہ وہ انہیں میں سے ہے۔اور اگر مجلس اور میل جول بر بنائے بقدر ضرورت بغیر دوستی اور انس ومحبت کے، بلا تعظیم وتکریم بغیر دینی نقصان یا کمزوری کے ہو تو اس کی اجازت اور رخصت ہے، بصورت دیگر میل جول بھی حرام ہے، اگر کوئی فریق مخالف کے جبر واکراہ کے باعث مجبور ہو جائے تو وہ مستثنیٰ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص ۱۲۵)

☆ عالم کو گالی دینے اور اس کو حقیر جاننے سے متعلق حکم۔

کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **سباب المسلم فسوق** ۔مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔(مسلم شریف) جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علمائے کرام کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے، حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لا یستخف بحقھم الا منافق**، علما کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: **لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقه** ۔ جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔(مسند احمد بن حنبل)

پھر اگر عالم کو اس لیے بُرا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے اور بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے، اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔خلاصہ میں ہیں: **من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیه الکفر** ۔جو کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی ۳۸۸/۴) منح الروض الازھر میں ہے: **الظاھر انه یکفر** (ظاہر یہ کہ وہ کافر ہو جائے گا)۔(فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص ۱۲۷)

☆ کافر کا اقرار اسلام اس کو مسلمان ٹھہرانے کے لیے کافی ہے جب تک کفر جدید ظاہر نہ ہو۔

کافر کہتا ہے میں مسلمان ہو چکا ہوں تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا جب تک اس

سے کفر جدید ظاہر نہ ہو، اور اس تحقیقات کا کچھ اعتبار نہیں کہ نفی کی گواہی نا معتبر ہے اور کافر کا اقرار ہی اسے مسلمان ٹھہرانے کے لیے کافی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱ ص۱۳۰)

☆ شرک کی تعریف۔

اللھم احفظنا (اے اللہ! ہماری حفاظت فرما) آدمی حقیقۃً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیرِ خدا کو معبود یا مستقل بالذات وواجب الوجود نہ جانے، بعض نصوص میں بعض افعال پر اطلاق شرک تشبیہاً یا تغلیظاً یا بارادہ مقارنت باعتقاد منافی توحید وامثال ذلک من التاویلات المعرف بین العلما وارد ہوا ہے، جیسے کفر نہیں مگر انکار ضروریات دین، اگرچہ اسے تاویلات سے بعض اعمال پر اطلاق کفر آیا ہے، یہاں ہر گز علی الاطلاق شرک وکفر مصطلح علم عقائد کہ آدمی کو اسلام سے خارج کر دیں اور بے توبہ مغفور نہ ہو، زنہار مراد نہیں کہ یہ عقیدۂ اجماعیہ اہل سنت کے خلاف ہے۔

شرح عقائد میں ہے: **الا شراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام** ۔ اِشراک یعنی شرک اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو شریک سمجھنا ہے یعنی وجوب وجود میں شریک ماننا جیسے مجوس یا عبادت کے استحقاق میں شریک بنانا جیسے بتوں کی پجاری۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۱۳۱)

☆ مومن جو نذر و نیاز بقصد ایصال ثواب کرتے ہیں اس میں ہر گز قصد عبادت نہیں رکھتے۔

نذر و نیاز کہ مسلمین بقصدِ ایصال بارواح طیبہ حضرات اولیائے کرام **نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم** کرتے ہیں ہر گز قصد عبادت نہیں رکھتے، نہ انہیں معبود الہ و مستحق عبادت جانتے ہیں، نہ یہ نذر شرعی ہے بلکہ اصطلاحِ عرفی ہے کہ سلاطین وعظما کے حضور جو چیز پیش کی جائے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں، اور نیاز تو اس سے بھی عام تر ہے۔ عام محاورہ ہے کہ مجھے فلاں سے نیاز نہیں، میں تو آپ کا نیاز مند ہوں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں: جناب اوران کی پاکیزہ

اولاد کو تمام امت کے لوگ عقیدت و محبت سے دیکھتے ہیں اور تکوینی معاملات کو ان سے وابستہ خیال کرتے ہیں، اس لیے فاتحہ، درود، صدقات خیرات اور نذر و نیاز کی کارگزاریاں لوگوں میں ان کے نام کے ساتھ رائج اور معمول بن گئی ہیں جیسا کہ دیگر اولیائے کرام کے معاملے میں یہی صورت حال ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ ص ۲۱۴) (فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۱۳۲)

☆ جو شخص نذر و نیاز میں عبادتِ غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے۔

جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے، مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بے اس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے، محض اپنے ظنوں سے ثابت نہ ہوگا، یہ سب سے بدتر بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام۔ قال اللہ تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے پرہیز کرو کیوں کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (القرآن الکریم) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ۔ لوگوں سے گمانِ بد کرنے سے پرہیز کرو کیوں کہ بدگمانی سب سے بڑا گناہ ہے۔ (مسلم شریف، ص ۲/۳۱۶) (فتاوئ رضویہ، ج ۲۱/ص ۱۳۳)

☆ جس نے سرعام کلمات کفر کہے مگر اعلانیہ توبہ نہیں کی، اس کے متعلق حکم؟

ایسے اشد فاسق و فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے، پھر تو مناکحت تو بڑی چیز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اگر تجھے شیطان (غلط قسم کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کا حکم) بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (القرآن الکریم ۶/۶۸) اور جو ان ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے، اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے، اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے، اس کے جنازے کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ

اَبَـدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ جب ان کافروں میں سے کوئی مر جائے تو اس پر نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱ص۱۳۹)

☆ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام سے افضل کہنا گمراہی ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل واعلیٰ کہنا گمراہی ہے اور بعطائے الٰہی مالک نفع وضرر کہنے میں حرج نہیں، مسلمان جب ایسا لفظ کہتا ہے اس کی مراد یہی ہوتی ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بذات خود بے عطائے الٰہی مالک نفع ضرر جانے کہ یہ کفر خالص ہے، اور کوئی مسلمان اس قصد سے نہیں کہتا۔ اور مجلس میلاد مبارک اور گیارہویں شریف میں دو حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت خصوص فعل، اس طور پر تو فرائض حتیٰ کہ نماز وروزہ بھی داخل ایمان وجزوِ ایمان نہیں، آمَـنْتُ بِا للّٰهِ (میں اللہ پر ایمان لایا) میں ان کا بھی ذکر صریح نہیں۔ دوسری حیثیت مقصد ومنشا یعنی محبت وتعظیم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم اہل بیت وصحابہ واولیا وعلما رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں داخل ہیں، یہ ضرور رُکنِ ایمان ہے، قال اللّٰه تعالیٰ: **وتعزروه وتوقروه**۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ان کی یعنی حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کرو۔ **وقال صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین** ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں اس وقت تک کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان ج ۱/ص ۷/) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۱۵۰/)

☆ کلمۂ حمد سے استہزا کرنے والا تجدید اسلام وتجدید نکاح کرے۔

کلمۂ حمد سے استہزا کرنے کو نئے سرے سے کلمہ پڑھنا چاہیے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے، **لا نه استهزاء بکلمة الحمد الا لهٰی عز جلا له** (اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ (کہ جس کا جلال اور رعب غالب ہے) کے کلمۂ حمد کے ساتھ مذاق ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۱۵۱)

☆ جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے برابر کوئی صحابی نہیں وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے برابر کوئی صحابی نہیں وہ اہل سنت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے، جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ جلد۲۱ ص۱۵۲)

☆ کافر کی کوئی نیاز وعمل مقبول نہیں۔

کافر کی کوئی نیاز وعمل مقبول نہیں، کفار کے کھانے پر فاتحہ دینا اس کا ثواب پہنچنے کا اعتقاد رہے تو یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے، اس پر توبہ فرض ہے بلکہ تجدید اسلام ونکاح چاہیے۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱ ص۱۵۳)

☆ سنی مسلمانوں کو دین پر کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے۔

سنی مسلمانوں کو دین میں ایسا اعتقاد چاہیے کہ **لا تشرک باللہ وان حرقت** (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تجھے جلا دیا جائے) اگر کوئی جلا کر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ**۔ کچھ لوگ کنارے کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش ہوئی تو الٹے منھ پلٹ گئے، ایسوں کا دنیا آخرت دونوں میں گھاٹا ہے، یہی صریح زیاں کاری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۲۱ ص۱۵۴)

☆ جوئے کا انگیہ لگانے والے حنفی المذہب اور اہل سنت وجماعت رہتے ہیں یا نہیں۔

جُوا بھی بنص قطعی قرآن حرام ہے مگر ان افعال کے کرنے سے آدمی گنہ گار ہوتا ہے، مستحق عذاب نار ہوتا ہے مگر حنفیت وسنیت سے خارج نہیں ہوتا، جب تک اعتقاد میں فرق نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج۲۱/ص۱۵۶)

☆ کافروں کی شیطانی خرافات کو اچھا جاننا آفت اشد ہے۔

غمز العیون میں ہے: (ترجمہ): ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ کافر ہو گیا انہوں نے یہاں شدت اختیار فرمائی ہے کہ اگر کسی شخص نے (آتش پرستوں کے بارے میں) کہا کہ ان کا طعام کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے، اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا عمدہ بات ہے، تو وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۱۵۹)

☆ کفار کو دعوت ہدایت و اسلام دینے کے لیے ان کے میلے میں عالم دین کو جانا مطلقاً جائز ہے۔

ہاں ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم انہیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لیے جائے جب کہ اس پر قادر ہو، یہ جانا حسن ومحمود ہے، اگرچہ ان کا مذہبی میلا ہو، ایسا تشریف لے جانا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۱۶۱)

☆ کفر ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے۔

کفر ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے، اور سود بھی کبیرہ ہے اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کہ کبھی ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ یقیناً تمہارا پروردگار وسیع بخشش فرمانے والا ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۱۶۱ ج ۲۱)

☆ غیبت زنا سے بدتر ہے، فتنہ قتل سے سخت تر ہے۔

حدیث میں ہے فرمایا: الغیبة اشد من الزنا غیبت سخت ہے زنا سے۔ اور ظاہر ہے کہ قتل مومن غیبت سے اشد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا: وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ فتنہ قتل سے سخت تر ہے اور ان سب میں حق العباد ہے تو اس زنا سے ضرور بدتر ہے جس میں حق العباد نہ ہو مگر وہ جھوٹ جس سے کسی کا ضرر نہ ہو کہ بے مصلحت شرعی ہو تو گناہ ضرور ہے مگر اسے زنا کے برابر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صغیرہ ہے، بعد اصرار کبیرہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۱۶۲)

☆ بت، چاند وغیرہ کو سجدہ تحیت کرنے والے کا حکم؟

سجدہ تحیت اگر بت، چاند یا سورج کو کرتا ہے تو اس پر حکم کفر ہے، کفر اگرچہ عقد قلبی ہے مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں، یوں ہی بعض افعال بھی جن کو شریعت نے ٹھہرادیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے مگر کافر سے، انہی میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ ہے۔ یا معاذ اللہ! مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا یا کسی نبی کی شان میں گستاخی۔ یوں ہی تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے اس لیے کہ علت مشترک ہے لہٰذا حکم بھی ایک ہے بلکہ اس میں یعنی تصویر اور بت میں سوائے جسمانیت اور کوئی فرق نہیں مراد یہ ہے کہ بت میں جسم ہے جب کہ عکسی اور نقشی تصویر میں جسم نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۱۶۳)

☆ اہل قبلہ کون ہیں؟

اہل قبلہ وہی ہے کہ ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو اور کوئی قول و فعل قاطع ایمان اس سے صادر نہ ہو، ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری کی سی نماز پڑھنا اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان کے لیے کافی نہیں، منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۱۶۴)

☆ کفار کے افعال قبیحہ شنیعہ کو مستحسن جاننا باتفاق ائمہ کفر ہے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے: **من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ** . جس (بدنصیب) نے کفار کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا (اور اس کی تحسین کی) تو مشائخ کے اتفاق سے کافر ہو گیا، یہ لوگ تو اسلام سے خارج ہو گئے، ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں ان کی بیعتیں جاتی رہیں نیز جس نے ان افعال کو جائز و حلال جانا اور ان پر راضی ہوا اور ان پر معترضین سے معارضہ کیا، یہ لوگ بھی اسی حکم میں ہیں کہ مشرکین کی تہوار کی خوشی منانا اور ان کے ایسے افعال ملعونہ میں شرکت کرنا معصیت قطعیہ ہے، اور معصیت قطعیہ کا اِستحلال (حلال ٹھہرانا) کفر ہے، اور جنھوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون و شنیع ہی جانا اور انہیں بُرا جان کر اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی، ان کے قلب کا

حال اللہ عزوجل جانتا ہے، مرتکب کبائر ہوئے، مستحق عذاب نار ہوئے، سزاوار لعنت جبار ہوئے مگر عند اللہ کافر نہ ہوئے، لیکن شرع ظاہر پر حکم فرماتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من تشبه بقوم فهو منهم**۔ جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے گا وہ ان ہی میں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۱۶۶)

☆ جو کافر تلقین اسلام چاہے اس کو تلقین اسلام کرنا فرض اور اس میں تاخیر گناہ کبیرہ ہے"۔

جو کافر تلقین اسلام چاہے اسے تلقین فرض ہے اور اس میں دیر لگانا اشد کبیرہ ہے بلکہ اس میں تاخیر کو علما نے کفر لکھا ہے، اگر بلا وجہ شرعی دیر کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہوتی نہ کہ وہ فرض بجالایا اس بنا پر اس کے پیچھے نماز میں تامل کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۷۲ ج ۲۱)

☆ مستند عالم دین کے فتوے کو نہ ماننے والے کا کیا حکم ہے؟

یہ شخص اگر خود عالم کامل نہیں تو مستند علمائے دین کے فتوے نہ ماننے کے سبب ضال وگمراہ ہے، قرآن عظیم نے غیر عالم کے لیے یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ کہ جس پر تمہارا دل گواہی دے عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَسْـئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ**۔ علم والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۷۳ ج ۲۱)

☆ تحلیل حرام اور تحریمِ حلال دونوں کفر ہیں۔

کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام و تحریم حلال (حرام کو حلال ٹھہرانا اور حلال کو حرام ٹھہرانا) دونوں کفر ہیں یعنی جو شئے مباح ہو، جسے اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جب کہ اس کی اباحت وحلت ضروریات دین سے ہو یا، کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا اور سول منع کرنے والا شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنی درجہ فسق شدید وکبیرہ وخبیثہ ہے، **قال اللّٰه تعالى: وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ**۔ اور جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے

تا کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو (یادرکھو) جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۱۷۵)

☆ کسی کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر اس کو امام و مدرس بنانا مستحسن سمجھنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

وہابیہ بے دین ہیں، اور ان کے پیچھے نماز باطل محض، فتح القدیر میں ہے: **الصلٰوۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز**، اہل ہوا (خواہش پرست) کے پیچھے نماز پڑھنا نا جائز ہے۔ اور انہیں امام و مدرس بنانا حرام قطعی، اور اللہ اور رسول کے ساتھ سخت خیانت، اور مسلمانوں کی کمال بدخواہی۔ صحیح مستدرک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من استعمل علی عشرۃ رجلا وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین**۔ اگر کسی نے دس آمیوں پر ایک شخص کو حاکم بنایا جب کہ ان میں وہ شخص بھی تھا جو اس حاکم سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند تھا تو اس حاکم بنانے والے شخص نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی۔

اور اگر ان کے عقائد کفر پر مطلع ہو کر ان کے استحسان یا آسان سمجھنے سے ہو تو امام و مدرس بنانے والا خود کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ص)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے، لکھنے اور چھاپنے والے وہابیہ کو امام و مدرس بنانے والا کیسا مسلمان ہے؟

کفر سے خوشنودی کفر ہے، اور جو کوئی ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کرے وہ بلاشبہ کافر ہے۔ پھر جو کوئی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (**حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین**، ص۱۳) کسی مسجد یا مدرسہ کے مہتمم یا متولی کیا روا رکھیں گے کہ اپنے اختیار سے اسے امام و مدرس کریں جو ان کے ماں باپ کو علانیہ مغلظہ گالیاں دیا کرے، ہر گز نہیں۔ پھر وہابیہ اللہ عزوجل کے محبوب محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتے، لکھتے، چھاپتے ہیں، وہ کیسا مسلمان کہ اسے ہلکا جانے اور ایسوں کو مدرس و امام

کرے۔اللہ تعالیٰ سچا اسلام دے اور اس پر سچی استقامت عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت دے اور ان کے دشمنوں سے کامل عداوت ونفرت عطا فرمائے کہ بغیر اس کے مسلمان نہیں ہوسکتا اگر چہ لاکھ دعوئے اسلام کرے اور شبانہ روز نماز روزے میں منہمک رہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین** ۔لوگو!تم سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی نگاہ میں اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔(بخاری شریف)(فتاویٰ رضویہ ص۱۷۶ج۲۱)

☆ کافر مذہب کی کتاب کو قرآن مجید سے تشبیہ دینا توہین قرآن ہے۔

کافر مذہب کی کتاب کو قرآن مجید سے تشبیہ دینا، جزدان میں رکھنا، گلے میں حمائل کے طور پر ڈالنا، یہ سب قرآن عظیم کی توہین ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنیز کو دیکھا کہ بیبیوں کی طرح دوپٹہ اوڑھے جارہی ہے اس پر درہ لیا اور فرمایا: **ای وفار القی عنک الحمار اتتشبھین بالحرائر** ۔اے بدبو والی! اپنی اوڑھنی اتار، کیا بیبیوں کے مشابہ بنتی ہے۔(۲۲۱/۵)

اگر واقعی اس نے کافر مذہب کی کتاب معاذ اللہ مثل قرآن کریم مستحق تعظیم سمجھا، جب تو وہ خود ہی کافر ومرتد ہے، ورنہ کم از کم مبتلائے حرام ضرور ہے اور اس حرام کے باقی رکھنے ہی نے اس ہندو کو غلط فہمی پیدا کی تو یہ اس کا دوسرا جرم ہے کہ حرام پر مصر ہے، پھر اس کے سبب جو فتنہ فساد ہوگا اس کا منشا یہی اس کا اصرار علی الحرام ہے۔(فتاوی رضویہ، ج۲۱ص۱۸۲)

☆ مقذوف فی القذف کی گواہی ہمیشہ کو مردود ہے۔

حد قذف اسّی کوڑے ہیں پھر اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے۔جو لوگ انھیں نوکر رکھتے ہیں ضرور مکان میں دونوں تنہا ہوتے ہوں، اور اسے شرع نے حرام قرار فرمایا۔(فتاوی رضویہ، ج۲۱/ص۱۸۴)

☆ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاسم خزائن حق ہیں۔

دین و دنیا جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی، سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الآباد تک ملے گی۔ قال النبی انما انا قاسم و اللّٰہ المعطی، دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ (مسند احمد بن حنبل ۲/۲۳۴) (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۹۵)

☆ کافر کہے "مجھے مسلمان کرلو" مسلمان کو اس کے لیے فرض نماز توڑ دینا واجب ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ میں تین صورتیں ہیں، اگر کچھ کافروں نے کہا ہم تمہارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کرلو، تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لیے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے۔ حدیقہ ندیہ بحث آفات الید میں ہے: اگر کسی ذمی کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کیجیے، تو وہ فرض نماز کی نیت توڑ دے (اور پہلی فرصت میں اس کافر کو مسلمان کرے) خزانۃ الفتاویٰ میں یوں ہی مذکور ہے۔

یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں، کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے، اس صورت میں بھی اجازت ہوگی فان الظن الغالب ملتحق بالیقین (کیوں کہ ظن غالب یعنی غالب گمان یقین کے ساتھ لاحق ہے) بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہیے ایسی حالت میں بھی تاخیر جائز نہیں، کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے اور یہ مستعدی جاتی رہے اور یہاں یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں کہ ہر ایک یہ خیال کرے گا تو کوئی نہ جائے گا اور اگر یہ بھی نہیں عام کفار کی سی حالت ہے تو بحمد اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہنچ چکی، ولہٰذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے۔ ہدایہ میں ہے: یستحب ان یدعو من بلغته الدعوة مبالغة فی الانذار ولا یجب ذلک۔ جس شخص کو دعوت اسلام پہنچ گئی ہو تو اسے ڈراوے میں مبالغہ کرتے ہوئے دوبارہ اسلام کی دعوت دینا مستحب ہے لیکن واجب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۱۹۹، ۲۰۰)

☆ جس شخص کے عقائد کا ٹھکانا نہ ہو، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

عقائد کا ٹھکانا نہ ہونا کئی معنی پر مستعمل ہوتا ہے، کبھی یہ کہ اس کی صحت عقیدہ پر اطمینان نہیں، کبھی یہ کہ یہ مذبذب العقیدہ، متزلزل العقیدہ ہے، کبھی سنیوں کی سی باتیں کرتا ہے کبھی بدمذہب کی سی، ان دونوں معنی پر اسلام سے خارج ہونا لازم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۲۱۶)

☆ تسخیر ہمزاد کا حکم؟

تسخیر جو سلفیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صور میں کفر ہے کہ بے ان کے خوشامد اور مدائح و مرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علویات سے وہ اگرچہ بصولت وسطوت ہے مگر اس کا ثمرہ غالبًا اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلب قاہرہ کہ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ (اور ان میں جو کوئی اس کے حکم سے پھیرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکائیں گے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۲۱۷)

☆ تعزیہ ناجائز و بدعت ہے مگر کفر نہیں۔

تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو، افراط و تفریط دونوں مذموم ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے، اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مأول یا بدعت مکفرہ پر محمول، ورنہ ہر بدعت سئیہ کفر جب کہ اس کا صاحب استحسان کرے، اور یہی غالب ہے۔ اور بدعت عقیدہ تو مطلقاً کفر ہونا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ کہ **ما احدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وجعل دینا قوما وصراطا مستقیما کما فی البحر الرائق**۔ جو حق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور یقین ہمیں موصول ہوا اس خلاف کوئی نیا عقیدہ ایجاد کر کے اس کو ٹھیک اور سیدھا دین قرار دینا جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہے۔ حالاں کہ باجماعِ اُمت بعض بدمذہبیاں کفر نہیں۔ فتاویٰ خلاصہ فتح القدیر و عالم گیریہ وغیرہا میں ہے: (ترجمہ) اگر رافضی (کٹر شیعہ) حضرت علی کو دوسرے خلفا پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے لیکن اگر حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے

۔(فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۲۲۱)

☆ جب تک کفر پر مرنا ثابت نہ ہو کافر پر بھی لعنت جائز نہیں۔

لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاوی رضویہ ج۲۱ص۲۲۲)

☆ دیوبندی عقائد والوں سے میل جول رکھنا حرام ہے۔

دیوبندیوں کے عقائد والے مرتد ہیں، ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، میل جول سب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ ج۱۲ص۲۲۲)

☆ مشرک کی نماز ودعا کے لیے اشتہار چھاپنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

کافروں کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے۔ جیسا کہ عالم گیری میں ہے اور ان کے خاربوار کے لیے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سرننگا کیا اور اس پر ظلمِ شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اس کے لیے نماز کا اشتہار پورا پورا موجب لعنت قہار جبار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان میں کوئی مرجائے تو اس پر نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو۔ (القرآن القریم ۹/۸۴) بلا شبہ یہ اشتہار دینے والے اور اس پر عمل کرنے والے سب قطعی مرتد ہیں، وہ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۲۲۸)

☆ کفار وزنادقہ کو واعظ مسلمین وپیشوائے دین بنانا۔

کفار وزنادِقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وغیرہم کو واعظ مسلمین وپیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو چھری سے ذبح کرنا ہے۔ کفار ومشرکین سے اتحاد وداد حرام قطعی ہے، قرآن عظیم کے نصوص اس کی تحریم سے گونج رہے ہیں، اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ: وَمَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ۔ واحد قہار فرماتا ہے: تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ بے شک انھیں میں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ص ۲۲۹، ملتقطاً)

☆ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصرانی کو محرر بنانے سے انکار فرما دیا۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ ۔والی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا، ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید وابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یہاں حیرہ کا رہنے والا ایک غلام ہے جو حافظ اور کاتب ہے اگر آپ اس کو اپنے یہاں کاتب مقرر کر دیں تو (کیا ہی اچھا ہوگا) اس پر ارشاد فرمایا: پھر تو میں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کافر کو رازدار بنالیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۲۳۴)

☆ کفار سے جملہ انواع معاملات ناجائز نہیں۔

اس سے جملہ انواعِ معاملت کیوں ناجائز ہو گئے، بیع وشرا، اجارہ واستجارہ وغیرہا میں کیا راز دار بنایا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دیے جوتا گنٹھوالیا، بھنگی کو مہینہ دیا، پاخانہ اٹھوالیا۔ بزاز کو روپے دیے، کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہیں کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی، دام لے لیے وغیرہ وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱/ص۲۳۵)

☆ ہر کافر حربی کافر محارب ہے، وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے۔

ہر کافر حربی کافر محارب ہے، حربی ومحارب ایک ہی ہے جیسے جدلی ومجادل، وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے۔ راز دار بنانا ذمی ومعاہد کو بھی جائز نہیں، امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے جو اوپر مذکور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱/ص۲۳۶)

☆ عورت مرتدہ ہونے پر نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔

عورت کا مرتدہ ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایہ وجملہ متون وعامہ شروح وفتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق، خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے، نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی، نہ شوہر اس کا، اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو، نیز جب تک وہ اسلام نہ لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱/ص۲۴۴)

☆ بت اور تعزیہ نیز ان دونوں کے چڑھاوے میں فرق ہے۔

مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہو سکتے اگر چہ تعزیہ بھی جائز نہیں، بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے، اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے حضرات شہدائے کرام کی نیاز ہے، اگر چہ تعزیہ پہ رکھنا لغو ہے۔ بت کی پوجا اور محبوبان خدا کی نیاز کیوں کر برابر ہو سکتی ہے؟ اس کا کھانا مسلمانوں کو حرام ہے اس کا کھانا بھی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱/ص ۲۴۶)

☆ کافر کو تعظیماً سلام کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

الاشباہ والنظائر و تنویر الابصار و درمختار وغیرہ میں ہے: **لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر** ۔ اگر کسی ذمی کافر کی تعظیم کرتے ہوئے سلام دیا تو کافر ہو گیا۔ اور انہیں میں ہے: **لو قال لمجوسی یا استاد تبجیلا یکفر** ۔ اگر کسی آتش پرست کو عزت افزائی سے اے استاد کہا تو کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱/ص ۲۴۷)

☆ قول مشرک کو حکم شرع ماننا سراسر خلاف اسلام ہے۔

مشرک کے کہنے کو شرع کا حکم ماننا سراسر خلافِ اسلام ہے، احمق جاہلوں نے آج کل مشرکین کو اپنا خیر خواہ سمجھ رکھا ہے، اور یہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَاعَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ** ۔ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے، ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو، بے شک عداوت ان کے منہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے، بے شک ہم نے نشانیاں صاف صاف بیان کر دیں اگر تمھیں سمجھ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۰)

☆ باطل، ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں اختلاف و فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے۔

باطل، ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں اختلاف و فتنہ و فساد ڈالنا حرام ہے، **قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: بشروا ولا تنفروا** ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بشارت دیا کرو، نفرت نہ دیا کرو۔ (بخاری شریف

۱۶/۱)(فتاوی رضویہ ۲۱ص۲۵۳)

☆ کسی کافر کومہاتما کہنا سخت حرام ہے۔

گاندھی خواہ کسی مشرک یا کافر یا بدمذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے۔ مہاتما کے معنی ہے ''روح اعظم''۔ یہ وصف سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام کا ہے۔مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوایذا دینا ہے۔حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش** ۔جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہےاورعرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

شرع شریف میں ہر کافر کومطلقاً ترک موالات کاحکم ہے،مجوس ہوں یا ہنود،نصاریٰ ہوں یا یہود،خصوصاًوہابیہ وغیرہم مرتدین عنود،اور عام طور پر صاف ارشاد ہوا:مسلمان مسلمان کے سوا کافر کودوست نہ بنائے،جوایسا کرے اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص۲۵۴)

☆ مساجد میں مشرکوں سے لکچر کرانا حرام اورتوہین مسجد ہے۔

یہ حرام حرام سخت حرام ہے،توہین مسجد ہے،تعظیم مشرک ہے،تذلیل اسلام ہے۔ جہاں ہوا، ابلیس کے فتویٰ سے ہوا،کسی مسلمان عالم نے اس کے جواز کافتوی نہ دیا اور جو پابندی اسلام سے آزاداورکفروابلیس کے غلام ومنقاد ہوں،نہ وہ قابل فتوی،نہ ان کے بکنے پر التفات روا۔کتا اگر جانماز پر چلا جائے اور اس کے پاؤں اور جانماز دونوں خشک ہوں تو بالاتفاق اس کا دھونا لازم نہیں آتا تو مشرکوں کے یوں پھرنے سے مسجد کی توہین ضرور ہوئی مگر مصلے ناپاک نہ ہوئے۔گاندھی کوامام بنانا، ہندوؤں مشرکوں سے اتحاد منانا،سخت سے سخت حرام وکبیرہ ودشمنی اسلام ہے۔اسلام کی بیخ کنی کے لیے چندہ دینا کسی مسلمان کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:یعنی اس وقت تومال دے رہے ہیں پھر قیامت میں اس دینے کی حسرت اٹھائیں گے،ہاتھ چاٹیں گے کہ مال بھی دیا اور خدا کاغضب بھی سر پر لیا،پھر مغلوب ومقہور کر کے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص۲۵۸)

☆ وہابیہ و دیوبندیہ و مخالفان دین و غلامان مشرکین کے جلسہ میں سنی کو شرکت کرنا حلال نہیں۔

وہ کہ وہابیہ و دیوبندیہ و مخالفان و غلامان مشرکین کا جلسہ ہوا اس میں سنی کو شرکت کرنا کیسے حلال ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم** ۔ ان سے دور بھاگو اور انھیں اپنے پاس سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم شریف ۱/۱۰) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے متوسلین کو بالخصوص تاکید ہے کہ یک لخت ایسے لوگوں سے دور رہیں تاکہ اپنے رب جل وعلا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۲۶۰)

☆ شرع میں ہر نبی کا یوم ولادت صاحب عظمت ہے۔

بے شک شرع میں ہر نبی کا روزِ ولادت صاحب عظمت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ اس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہوئی۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم** ۔ سب سے بہتر دن کہ جس پر سورج طلوع ہوا ہو روز جمعہ ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام پیدا کیے گئے۔ (مسلم شریف ۱/۲۸۲) (فتاویٰ رضویہ ج/۲۱، ص/۲۶۴)

☆ کسی امر مباح کو شرعاً فرض ٹھہرالینا قطعاً حرام اور شریعت پر افترا ہے۔

مباح کا فعل وترک یکساں ہے جب تک خارج سے کوئی وجہ داعی یا مانع نہ پیدا ہو، مگر کسی امر مباح کو شرعاً فرض ٹھہرالینا جیسا پارٹی والے کررہے ہیں یہ قطعاً حرام اور شریعت مطہرہ پر افترا و اتہام ہے۔ (فتاوی رضویہ ج/۲۱، ص/۲۶۶)

☆ برادری کے وہابیوں کی چند عورات کی خاطر مدارات سے کیا سنیت میں فرق پڑتا ہے؟

اگر فی الواقع زید اس کے مذہب کو بُرا اور وہابیہ کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گناہ گار فاسق ضرور ہوا، اس پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط فرض ہے، برادری ہی

کب رہی جب دین مختلف ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ایمان والو، اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا ۔(القرآن الکریم، ۹/۲۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لا تصاحب الا مؤ مناً ولا یا کل طعا مک الا تقی** ۔رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے، اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیز گار یعنی سنی ۔(سنن ابوداؤد ۲/۳۰۸) (فتاوی رضویہ۔ج ۲۱/ص ۲۶۸)

☆ مشرک وکافر کے جنازے کو کندھا دینا ضروری قرار دینے والا شریعت پر افترا کرتا ہے۔

زید شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے، جلد بتائے کہ کہاں شریعت نے مشرک و کافر کے جنازے کو کندھا دینا اور مشایعت کرنا ضروری بتایا ہے ورنہ آیت کریمہ: (لوگو!) جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے ۔(القرآن الکریم ۱۶/۱۱۶) میں داخل ہونے کا اقرار کرے۔حدیث میں تو روافض کے لیے فرمایا: **واذا ماتوا فلا تشھد و ھم** (اور جب وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو) نہ کہ کفار، اگر اس کا حکم ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور جنازۂ ابوطالب کی مشایعت فرماتے ۔(کنز العمال، ۱۱/۵۴۲) (فتاوی رضویہ، ج ۲۱/ص ۲۷۰)

☆ قرآن عظیم کو مثل وید بتانا کفر ہے۔

قرآن عظیم کو مثل وید بتانا کفر ہے اور ہندوؤں کے وید پر عمل کا حکم حکمِ کفر ہے اور حکم کفر کفر ہے، عام کتب میں ہے: **الرضا بالکفر کفر** (کفر پر راضی ہونا کفر ہے) (فتاوی رضویہ، ج ۲۱/ص ۲۷۲)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے۔

بے شک وہ سب کفار ہیں، اور جو ان کے اقوال پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے، علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق ان کی نسبت فرمایا ہے: **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** ۔(جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(حسام

الحر مین علیٰ منحر الکفر والمین ص۳۱) دیوبندیوں کے عقائد کفر طشت از بام ہو گئے، منکر بننے والے اپنی جان چھڑانے کے لیے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں، جو منکر ہوں اس سے کہیے، فتاوی موجود و شائع ہے دیکھو کہ کافروں کا کفر معلوم ہو اور دھوکے سے بچے اوران کے پیچھے نمازیں غارت نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے، اس فرض پر قائم ہو اوران کے پیچھے نماز سے احتراز فرض ہے، ہاں اگر واقع میں کوئی نرا جاہل یا ناواقف ایسا ہو جس کے کام تک یہ آوازیں نہ گئیں اور وہ بوجہ ناواقفی محض انھیں کافر نہ سمجھا وہ اس وقت تک معذور ہے جب کہ سمجھانے سے فوراً قبول کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ج ۲۱، ص ۲۸۳)

☆ جس نے قصداً کلمہ کفر کہا یا اللہ یا رسول اللہ کی گستاخی کی تو وہ کافر ہو گیا۔

جس نے کلمۂ کفر قصداً کہا یا اللہ یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہو جاتا ہے، اس کی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے پھر اگر مسلمان ہو اور توبہ کرے عورت کو اختیار ہے کہ اس سے دوبارہ نکاح کرے خواہ بعد عدت کے اور سے کرے۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱ ص۲۹۴)

☆ ہندو پنڈت سے ماتھے پر ٹیکہ لگوانا کیسا ہے؟۔

ماتھے پر قشقہ (ٹیکا) لگانا خاص شعائر کفر ہے اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو اس پر لزوم کفر ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبہ بقوم فھو منھم . جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (سنن ابی داؤد، ۲/ ۲۰۳) (فتاوی رضویہ ج/ ۲۱ ص/ ۲۹۶)

☆ ہندوؤں اور مسلمانوں کا مشترکہ چندہ جمع کرنا کیسا ہے؟

ممنوع ہے، سخت ممنوع ہے، شرکت کے سبب اگر ان کا روپیہ ہمارے یہاں کے کارِ خیر میں صرف ہوگا تو مسلمان کا روپیہ ان کے کفر کے کاموں میں صرف ہوگا جن کو وہ کارِ خیر سمجھتے ہیں مثلاً مندروں کی اعانت، بتوں کی زینت وغیرہ، ان پر راضی ہونا کفر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص ۲۹۷)

☆ زبردستی نماز پڑھنے کو کہا اس نے انکار کر دیا تو کیا حکم ہے؟

تاکید کرنے والے پر الزام نہیں، اور انکار اگر یوں ہے کہ تیرے کہنے سے نہیں پڑھتا تو گناہ ہی ہے اور اگر فرضیت نماز سے انکار کرے تو کفر ہے۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص۲۹۹)

☆ ذابح البقر کی بخشش ہوگی یا نہیں؟

ذابح البقر کو خون ناحق کہنا کلمۂ کفر ہے اور اس کی بخشش نہ جاننا ضلالت و گمراہی اور اس کے پیشے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں اور ذابح البقر کی وعید موضوع و بے اصل ہے، حوالہ اس پر جوان دعاوی باطلہ کا مدعی ہو، الٹا مطالبہ جہالت وہابیہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص۲۹۹)

☆ کسی کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امام و شیخ ماننا صراحۃً کفر ہے۔

امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی شیخ و امام ہے اور یہ صراحۃً کفر ہے۔(فتاوی رضویہ ج۲۱ص۳۵۰)

☆ محبوبان خدا سے مدد طلب کرنے کا ثبوت۔

استعانت حقیقۃً یہ ہے کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل و غنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے۔اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے، نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کے قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول و فیض و ذریعہ وسیلۂ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔خود رب العزت نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا: وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔بایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس سے حصر وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے منافی نہیں، جس

طرح وجود حقیقی کی خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خالص بجناب الٰہی تعالیٰ وتقدس ہے، پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہوگیا جب تک وہی وجود حقیقی مراد نہ لے۔ **حقائق الاشیاء ثابتة** پہلا عقیدہ اہل اسلام کا ہے، یوں ہی علم حقیقی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور تعلیم حقیقی کی بذات خود بے حاجت بہ دیگرے القائے علم کرے، اللہ عزوجل سے خاص ہے پھر دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا شرک نہیں ہوسکتا جب تک وہی معنی اصلی مقصود نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، ج/۲۱، ص/۳۰۳)

☆ استعانت کا کون سا معنی غیر خدا کے ساتھ مختص ہے۔

اہل اسلام انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام سے یہی (یعنی انبیا واولیا کو قادر بالذات و مالک حقیقی نہ مان کر) استعانت کرتے ہیں جو اللہ عزوجل سے کیجئے تو اللہ اور اس کا رسول غضب فرمائیں اور اسے اللہ عزوجل وعلا کی شان میں بے ادبی ٹھہرائیں، اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کرکے جناب الٰہی جل وعلا سے کرے تو کافر ہوجائے، مگر وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہئے، نہ اللہ کا ادب نہ رسول سے خوف، نہ ایمان کا پاس، خواہی نہ خواہی اس استعانت کو **اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ** میں داخل کرکے جو اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ تعالیٰ سے خاص کئے دیتے ہیں، ایک بے خوف وہابی نے کہا تھا۔

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کہا:

توسل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیا سے

(فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص۳۰۴)

☆ دنیا وآخرت کی سب مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے۔

دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا: مانگ، کیا مانگتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۲۱ ص۳۰۹)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک ومختار جنت ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ حدیث مبارکہ جان وہابیت پر آفت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت مانگی کہ **اسئلک مرافقتک فی الجنة یا رسول الله!** میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقتِ والا سے مشرف ہوں۔(فتاوی رضویہ ج ۲۱/ص ۳۱۱/)

☆ وہابیہ خود، حکیم تھانے دار، جمعدار، ڈپٹی وجج وغیرہ سے استعانت کرتے ہیں۔

مخالفین کی اس ظلم وتعصب کا ٹھکانا ہے کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے دوڑیں، دوا پر گریں، کوئی مارے پیٹے تو تھانے کو جائیں، غرض دنیا بھر سے استعانت کریں، اور حصر اِیَّـــاکَ نَسْتَـــعِیْــنُ کو اس کے منافی نہ جانیں، ہاں انبیا واولیا علیہم الصلوٰۃ والثنا سے استعانت کی اور شرک آیا، ان کاموں کے وقت آیت کا حصر کیوں نہیں یاد آتا، وہاں تو یہ ہے کہ ہم خاص تجھی سے استعانت کرتے ہیں، کیا مخالفین کے نزدیک ''خاص تجھی'' میں بید، حکیم، تھانے دار، ڈپتی ، جمعدار، منصف، جج وغیرہ سب آگئے کہ یہ اس حصر سے خارج نہ ہوئے، یا معاذ اللہ آیت کریمہ کا حکم ان پر جاری نہیں، یہ خدا کے ملک سے کہیں الگ بستے ہیں، **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**۔(فتاوی رضویہ، ج/۲۱، ص/۳۲۵)

☆ اہل **لا اله الا الله** پر بدگمانی حرام ہے۔

اہل **لاالــه الا الــلــه** پر بدگمانی حرام، اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں، خواہی نہ خواہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْــمٌ ۔اے ایمان والو! بہت گمان کے پاس نہ جاؤ بے شک کچھ گمان گناہ ہے۔(القرآن الکریم ۱۱۹/۳۰)(فتاوی رضویہ ج۲۱ص ۳۲۹)

☆ مسلمان انبیا واولیا کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل نہیں جانتے۔

اہل استعانت سے پوچھو کہ تم انبیا واولیا علیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے؟ اس کی

سرکار میں عزت وجاہت والے، اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تمہیں کیا جواب ملتا ہے۔ امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں: **لیس المراد نسبة نبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین** ۔یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضورانور کو خالق و فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں، یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمان کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔ (شفاء السقام، ص ۱۷۵)(فتاوی رضویہ ج۲۱ ص ۳۳۱)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہنشاہ کہنا جائز ہے۔

لفظ شہنشاہ اولاً بمعنی سلطان عظیم السلطنۃ محاورات میں شائع وذائع ہے اور عرف ومحاورہ کو افادہ مقاصد میں دخلِ تام۔ قال اللہ تعالی: **وامر بالعرف** بھلائی کا حکم دو۔ خود ہمارے فقہائے کرام نے امام اجل علاء الدین ابوالعلاء لیثی ناسحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ''شاہان شہ، ملک الملک'' کا تھا۔ ائمہ وعلما جو ان کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد فرماتے ہیں اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انہیں الفاظ سے کرتے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۱ ص ۳۴۱)

☆ رب تعالیٰ پر کسی اور کی سلطنت ماننا ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔

ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثنا تو عقلی ہے کہ خود وہ اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنی قطعاً مختص بحضرت عزت عز جلالہ ہے، اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر سلطنت ہے، یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۱ ص ۳۴۷)

☆ زبور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا مالک کہا گیا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ''تحفۂ اثناء عشریہ'' میں نقل فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے: امتلأت الارض من تحميد احمدو تقديسه وملك الارض ورقاب الامم۔ زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فتاوی رضویہ، ج۲۱ص۳۶۳)

☆ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہ طیبہ بھی ہیں، شاہ روئے زمین اور شاہ تمام اولین وآخرین بھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مالک الناس، ملک الناس، مالک الارض، مالک رقاب الامم ہونا ثابت کر چکا تو لفظ پر اصرار وروایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علما سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے شہنشاہِ طیبہ کہے کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی، شاہ تمام اولین وآخرین، جن میں تمام ملوک وسلاطین سب داخل ہیں، بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۱ص۳۷۹)

☆ رب تعالیٰ اپنے محبوبوں کو جس کے دست و پا، چشم و گوش اور دل و ہوش پر چاہے قدرت دے اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ، اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ وقابو دیتا ہے، اس کا اطلاق اجسام وابصار واسماع وقلوب سب کو شامل ہے، وہ اپنے محبوبوں کو جس کو چاہے دست و پا پر قدرت دے، اور چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی۔ کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھیرتے، ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں، پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی؟ قال اللہ تعالیٰ: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى

الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ تمہارے ساتھ ہو تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔(فتاوی رضویہ، ج۲۱ص ۳۸۰)

☆ آثار و تبرکات محبوبانِ خدا کا منکر آیات و احادیث کا انکار کرنے والا ہے۔

ایسا شخص آیات و احادیث کا منکر سخت جاہل خاسر یا کمال گمراہ فاجر ہے اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو وہ ضرور گمراہ و بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: بیشک سب میں پہلا گھر لوگوں کے لیے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں برکت والا، سارے جہاں کو راہ دکھاتا ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں، ابراہیم کا کھڑے ہونے کا پتھر، (فتاویٰ رضویہ، ج۲۱ص ۳۹۸)

☆ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب اشیا کی تعظیم بھی دراصل تعظیم رسول ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو ان سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے، کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لیے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لیے کہ اس شدید و سخت حملہ میں بہت مسلمان کام آئے، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا کہ مبادہ اس کی برکت میرے پاس نہ رہی اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منھ پر پھیر لیا۔ (شفاء شریف ۲/۴۴) (فتاوی رضویہ ج۲۱ص ۴۰۲)

☆ حضور کی شفاعت اہل کبائر کے لیے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **شفاعتی لاهل الکبائر من امتی** ۔ میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کے لیے ہے ۔(سنن ابی داؤد ۲/۲۶) (فتاوی رضویہ، ج/۲۱،ص/۵۰۰)

☆ طریقت اگر شریعت سے جدا ہو تو وہ خدا تک نہیں بلکہ شیطان تک پہنچائے گی۔

طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل ومردود فرما چکا۔ لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس تک جدا ہونا محال ونا سزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت راہ ابلیس نہیں، قطعاً راہ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱/ص ۵۲۴)

☆ شریعت کو لغو باطل سمجھنا صریح کفر وارتداد ہے۔

صراحۃً شریعت مطہرہ کو معاذ اللہ معطل ومہمل ولغو وباطل کردینا ہے اور یہ صریح کفر و ارتداد وزندقہ والحاد وموجب لعنت وابعاد ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱/ص ۵۲۸)

☆ اولیا کبھی غیر علما نہیں ہو سکتے۔

اولیا کبھی غیر علما ہو ہی نہیں سکتے۔ علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سید عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں: امام مالک فرماتے ہیں: **علم الباطن لایعرفه الا من عرف علم الظاهر** ۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **وما اتخذ الله ولیاً جاهلاً** ۔ اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا ۔ یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا علم باطن کہ اس کا ثمرہ ونتیجہ ہے کیوں کر پا سکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۱/ص ۵۳۰)

☆ حق سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق بندوں کے پانچ علم ہیں۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کے متعلق بندوں کے پانچ علم ہیں: علم ذات، علم صفات، علم افعال اور علم اسما اور علم احکام۔ ان میں ہر پہلا دوسرے سے مشکل تر ہے۔ جو سب سے آسان علم احکام میں عاجز ہوگا سب سے مشکل علم ذات کیوں کر پا سکے گا، اور قرآن شریف انہیں مطلقاً

وارث بتا رہا ہے، حتی کہ ان کے بے عمل کو بھی یعنی جب کہ عقائد حق پر مستقیم اور ہدایت کی طرف داعی ہو کہ گمراہ اور گمراہی کی طرف بلانے والا وارث نبی نہیں نائب ابلیس ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہاں رب عزوجل نے تمام علمائے شریعت کو کہاں وارث فرمایا، یہاں تک کہ ان کے عمل کو بھی، ہاں وہ ہم سے پوچھئے، مولیٰ عزوجل فرماتا ہے: پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنے جان پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی متوسط حال کا اور کوئی بحکم خدا بھلائی میں پیش لے جانے والا، یہی بڑا فضل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۱ص۳۰)

☆ ہندؤوں کا زُنار اور نصاریٰ کا ہیٹ استعمال کرنا کفر ہے۔

لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل وصوت اور فاسقوں کے طرز وطریقے پر نہ ہو۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو، جیسے ہندؤوں کا زنّار اور عیسائیوں کی خصوصی ٹوپی کہ ہیٹ کہتے ہیں، پس ان کا استعمال کفر ہے۔ اور اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع (ناجائز ہے) چناں چہ حدیثِ صحیح میں فرمایا: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے۔ (سنن ابوداؤد) (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲،ص۱۹۰)

☆ ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر و مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبہ من قوم فھو منہ. جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (سنن ابی داؤد)

بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں، جیسے زنار باندھنا، بلکہ شرح الدرر للعلامہ عبدالغنی النابلسی بن اسمٰعیل رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے: لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح. یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔

فتاویٰ خلاصہ میں ہے: امرأۃ شدّت علی وسطھا حبلاو قالت ھذا زنار تکفر ۔ کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ جنیوہ ہے، کافرہ ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲،ص۱۹۳، ۱۹۴)

☆ احکام شریعت سے تمسخر و استہزا اور عالم دین پر لعن طعن کرنا کفر صریح ہے۔

احکام شریعت کے ساتھ تمسخر و استہزا اور عالم پر طعن و لعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور ان کی عورتیں نکاح سے۔ قال اللہ تعالیٰ: **اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۰ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ** . اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو، لہٰذا معذرت نہ کرو اور بہانے نہ بناؤ بلاشبہ تم ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ص ۲۴۴)

☆ مصافحہ و معانقہ کے فعل پر جہنمی و مردود و رافضی کا حکم لگانے والا خودان الفاظ کا مستحق ہے۔

مصافحہ و معانقہ مذکورہ جب کہ منکراتِ شرعیہ سے خالی ہوں جائز ہیں اور بہ نیت محمود و مستحب و مندوب۔ اس فعل پر جہنمی و مردود اور رافضی کا حکم لگانے والا خودان الفاظ کا مستحق اور ضال و مضل و فاسق ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "**سباب المسلم فسق**"۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (صحیح بخاری) (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، ص ۳۲۷، ۳۲۸)

☆ سجدہ تحیت غیرِ خدا کو قطعی حرام ہے۔

مزامیر ناجائز ہے اور سجدہ غیر خدا کو قطعی حرام ہے اور قرآنِ عظیم کی طرف اس کے جواز کی نسبت کرنا اِفترا ہے۔ قرآنِ عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے ان کی شریعت میں سجدۂ تحیت حلال تھا ہماری شریعت نے حرام فرمادیا تو اب اس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی، بلکہ شریعت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا اب اس کی سند لاکر جو حلال بتائے کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲، ص ۴۰۷)

☆ سجدہ دو قسم ہے، سجدۂ عبادت اور سجدۂ تحیت۔

سجدہ دو قسم ہے، سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت۔ سجدۂ عبادت غیر خدا کے لیے کفر ہے اور

سجدۂ تحیت غیر خدا کے لیے حرام مگر کفر وشرک نہیں کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر وشرک کبھی جائز نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲ص۴۲۳)

☆ غیر اللہ کو سجدۂ عبادت شرک مہین ہے، غیر اللہ کو سجدۂ تحیت حرام وگناہ کبیرہ ہے۔

مسلمان اے مسلمان! اے شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت جلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین وکفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام وگناہ کبیرہ بالیقین، اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق وہ کفر صوری پر محمول، کما سیاتی بتوفیق المولیٰ سبحٰنہ و تعالیٰ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ پاک وبرتر کے توفیق دینے سے عنقریب یہ مسئلہ آئے گا۔) ہاں مثل صنم وصلیب وشمس وقمر کے لیے سجدے پر مطلقاً اکفار، کما فی شرح المواقف و غیرہ من الاسفار۔ (جیسا کہ شرح مواقف وغیرہ بڑی کتابوں میں مذکور ہے) ان کے سوا مثل پیر ومزار کے لیے ہرگز ہرگز نہ جائز نہ مباح، جیسا کہ زید کا ادعائے باطل، نہ شرک حقیقی نا مغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاطل، بلکہ حرام ہے اور کبیرہ وفحشاء۔ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَشَاءُ (اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے معاف کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے)

ابطال شرک کے لیے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام دلیل کافی۔ محال ہے کہ مولیٰ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے، اگرچہ پھر اسے منسوخ بھی فرمائے۔ اور محال ہے کہ ملائکہ وانبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لیے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے۔ کوکبۂ شھابیہ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بین البرہان، اس کا صرف اتنا مفاد ومقصود کہ وہابی کا شرک باطل ومردود۔ وہابی نے اس پر شرک نا مغفور کا حکم لگا کر آدم ویعقوب و یوسف و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنادیا۔ اور رب عزوجل کو (خاک بدہن گستاخ) شرک کا حکم دینے اور جائز رکھنے والا ٹھہرادیا۔ یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق، کیا جو کچھ

شرک نہ ہو سب جائز وروا ہے؟ یوں تو زنا وقتل وشرب خمر واکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے، کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذ اللہ سب جائز ہوئیں، اور جہل صریح ضلال مبین، **والعیاذ باللہ رب العالمین** اور ابطال اباحت کو احادیثِ متواترہ اور ائمہ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث وفقہ سے لیا جائے گا اور ان میں اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع و ناجائز و گناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافر۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲ص ۴۲۹،۴۳۰)

☆ صحابہ کرام کا اعتقاد کہ نعمتیں اور دنیا وآخرت کی ہلاکتوں سے نجات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت اور آپ کے صدقے میں ملتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تحریمِ سجدۂ تحیت کے بیان میں چالیس احادیثِ کو جمع فرمایا، جس میں ایک حدیثِ مبارکہ یہ بھی بیان فرمائی کہ ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: (ترجمہ)

یعنی، ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رکاب انور میں تھے، ہم نے ایک عجیب بات دیکھی، ہم ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہِ معاش ہے۔ اس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام اٹھ کر اس باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہونی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے، دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے، حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا وآخرت کے مہلکوں سے نجات دی، کیا حضور ہم کو

اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں؟ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ میرے لیے نہیں، وہ تو اسی زندہ کے لیے ہے جو کبھی نہ مرے گا، امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ ص ۴۴۳، ۴۴۴)

☆ جُہال کا اپنے پیروں کو سجدہ کرنا بالا جماع گناہ کبیرہ ہے اگر جائز سمجھے تو کافر ہے۔

وجیز امام حافظ الدین محمد بن محمد کردری فتاویٰ بزازیہ جلد ۶ ص ۳۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اسے پائگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالا جماع ہے۔ پس اگر اسے اپنے پیر کے لیے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخِ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔

اقــــول: (میں کہتا ہوں) یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لیے سجدے کے خواہش مند غالباً شرع سے آزاد بے قید و بند ہوتے ہیں۔ یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہوئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاویٰ رضویہ جلد/۲۲، ص ۴۶۹)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بدعقیدگی کا گمان کرنے والا مستحق جہنم ہے۔

حدیثِ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بکر کا ظلم اشد و اخبث حد سے گزر گیا، صفحہ ۹ پر کہا ''سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کر کے جواب دیا تھا جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجالاؤ۔ آپ کے ذہن میں سجدۂ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے، اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کر کے ظاہر نہ فرماتے اس وقت تو آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا''۔

اِنَّـا لِـلٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ . کَبُرَتۡ کَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَـذِبًـا . (یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلا شبہ اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ کیا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں)۔

مسلمانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اترا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ.
اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک کچھ گمان گناہ ہے۔ (القرآن۔ ۱۲/۴۹)

وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خود فرماتے ہیں: ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث. گمان سے دور رہ کہ گمان سے بڑھ کر کوئی جھوٹ بات نہیں۔ (صحیح بخاری) وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضران بارگاہ پر یہ بدگمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کلّا واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہوا، نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم وتکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا، مگر بکر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ خبیث گمان کرکے اپنے لیے استحقاق جہنم کرلیا۔

یہی نہیں بلکہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں، اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدید اسلام ونکاح کا حکم، اس کا ذکر تک نہ کیا، یہ ہلکی سی بات فرماکر چپ ہو رہے کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو، معاذ اللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر چاہ کر مرتد ہوگئے، ارے توبہ کرو، اسلام لاؤ، اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ ایک بادیہ نشین ناواقف کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ کو حضور کے پاس۔ اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ درودیوار تجلی شان جلال سے بھر گئے، دیر تک سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ فرماتے رہے، پھر اس اعرابی سے فرمایا: اجعلتنی للہ ندا، کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا۔ ویحک اتدری مااللہ، افسوس تجھ پر، ارے تو جانتا ہے اللہ کیا ہے، پھر اس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی۔ (رواہ ابوداؤد)

یہاں مخلص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے، غیر کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھتے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے؟ کلا واللہ کیا یہ شان رسالت

ہے؟ حاشا اللہ، جو رسول کو کفر وارتداد پر سکوت کرنے والا ٹھہرائے وہ خود کفر وارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا۔ کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی **هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ** ۔(القرآن الکریم) (وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے) بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیثِ صدیقہ کی مدافعت میں زورِ علم وقلم دکھایا اور نہ جانا کہ اس کے جہل وبے باکانہ قول نے اسے کہاں تک پہنچایا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲ص ۵۰۲،۵۰۳،۵۰۴)

☆ بزرگانِ دین کی قدم بوسی ودست بوسی کرنے والے کو مشرک کہنے والا خود تجدید اسلام وتجدید نکاح کرے۔

علمائے دین ومشائخِ صالحین کی دست بوسی وقدم بوسی سنت ہے۔ **كما حققناه في فتاوانا** (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے) زید نے اس بنا پر بلاوجہ مسلمان کو کافر اور اس کے نکاح کو ساقط بتایا، وہ بحکم احادیث فقہ خود اس حکم کا قابل ہے۔ ازسرِنو کلمۂ اسلام پڑھے اور اس کے بعد اپنی عورت سے نکاحِ جدید کرے۔ بشرطیکہ وہابی نہ ہو اور جو وہابی ہے وہ خود مرتد ہے نہ وہ توبہ کرے نہ اس کی توبہ ہے۔ **قال** صلی اللہ علیہ وسلم **يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون.** (المستدرک للحاکم) یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین کی طرف نہ لوٹیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲، ص ۵۶۷)

☆ داڑھی کی سنیت قطعی الثبوت ہے اس کی توہین وتحقیر اور اس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر ہے۔

اور اگر داڑھی چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور انھیں تشبیہات وتمثیلاتِ قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعاً کافر ہے، کہ یہ سنن سے ہے اور اس کی سنیت قطعی الثبوت، ایسی سنت کی توہین وتحقیر اور اس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر، **كما هو مصرح في الكتب الفقهية والكلامية** (جیسا کہ فقہ اور علم کلام کی کتابوں میں صراحۃً یہ مذکور ہے) (فتاویٰ رضویہ جلد۲۲، ص ۵۷۴)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جاننا حق ہے۔

کیا اللہ کی لعنت سے نہیں ڈرتے وہ لوگ جو شریعت کو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹا سوال بنا کر الٹا فتوی لیتے ہیں، اس صورت میں بکر پر وہ حکم ہرگز نہیں ہے بلکہ زید اور اس کے ہم مذہب توہین کرنے والوں پر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں، بکر کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا ہے، بے شک حق پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۱۰۴)

☆ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت وعداوت رکھنے والا کامل مومن ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان.** جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے (کسی سے) محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے بغض رکھا اور اللہ ہی کے لیے کچھ دیا اور اللہ ہی کے لیے کچھ روکا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل کرلیا۔ (سنن ابی داؤد، ۲/ ۲۸۷) (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۱۷۶، ۱۷۷)

☆ دو بہنوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنے والے قاضی اور گواہوں کا حکم؟

یہ نکاح بنص صریح قران مجید حرام قطعی حرام قطعی حرام قطعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ان تجمعوا بین الاختین** دو بہنوں کو (نکاح) میں جمع نہ کرو۔ (القرآن الکریم، ۴/ ۲۳) اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمۂ کفر ہے، اس قاضی پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنے اس قول نجس سے توبہ کرے، اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اس سے از سر نو نکاح کرے، اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوئیں، جس جس نے جو جو نمازیں پڑھی اس کا پھیرنا اس پر لازم ہے اور اب جب تک تجدید اسلام نہ کرے اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام ہے، اور پڑھ لی ہو تو پھیرنا فرض، اور اس سے نکاح ہرگز نہ پڑھوایا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۱۹۲، ۱۹۳)

☆ حضور اور اہل بیت سے محبت کرنے والے جنتی ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اول من یرد علی الحوض اھل بیتی و من احبنی من امتی** ۔ سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت

ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔ اسے روایت کیا ہے دیلمی نے علی کرم اللہ وجہہ سے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۲۴۶)

☆ کفار کے میلہ میں بقصد فروخت اسباب تجارت جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اگر وہ میلہ ان کا مذہبی ہے جس میں جمع ہو کر اعلان کفر وادائے رسوم شرک کریں گے تو بقصد تجارت بھی جانا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے، اور ہر مکروہ تحریمی صغیرہ، اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ، علما تصریح فرماتے ہیں کہ معابد کفار میں جانا مسلمان کو جائز نہیں، اوراس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیاطین ہیں، یہ قطعاً یہاں بھی متحقق، بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے تو حقیقۃً معابد کفار میں داخل کہ معبد بوجہ ان افعال کے معبد ہیں، نہ بسبب سقف ودیوار، یہ تو بلاشبہ ظاہر ہے، فتاوی عالمگیری میں تتارخانیہ میں الیتیمہ کے حوالے سے منقول ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہودیوں اور عیسائیوں کے گرجوں میں جانا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ وہ شیاطین کی جائے اجتماع ہیں۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، ۳۴۶/۵)

بحرالرائق میں اسے نقل کر کے فرمایا: **والظاھر انھا تحریمۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم** ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے، اس لیے کہ ائمہ کرام کے علی الاطلاق فرمانے سے یہی مراد ہوا کرتی ہے۔ (بحرالرائق ۲۱۴/۷) ردالمحتار میں اس پر ان لفظوں سے تفریع کی ہے: **فاذا حرم الدخول فالصلوۃ اولی** ۔ جب وہاں جانا حرام ہے تو وہاں نماز پڑھنا بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۳ ص ۵۲۳، ۵۲۴)

☆ سود کے روپیہ سے جو کارنیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں۔

سود کے روپیہ سے جو کار نیک کیا جائے اس میں استحقاق ثواب نہیں، حدیث شریف میں ہے: جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے ہاتف غیب سے جواب دیتا ہے: **لا لبیک ولا سعدیک وحجک مردود علیک حتی ترد ما فی یدیک** ۔ نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت پذیر، اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام کہ تیرے قبضہ میں ہے اس کے مستحقوں کو واپس دے۔

حدیث میں ہے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :**ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب** بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے(سنن کبریٰ،۳/۳۴۶)

سودخور پر شرعاً فرض ہے کہ جتنا سود جس جس سے لیا ہے اسے واپس دے،وہ نہ رہا ہو اس کے وارثوں کو دے،وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اتنا مال تصدق کردے اور تصدق میں فقیر کو مالک کردینا درکار ہے،**کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا عامۃ الاسفار**۔(جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ عام بڑی کتب میں اس کی تصریح کردی)(فتاوی رضویہ،ج۲۳ص۵۴۱،۵۴۲)

☆ ناچنے گانے کا پیشہ ملعون اور حرام قطعی ہے اس کو حلال جاننا کفر ہے۔

یہ ملعون پیشہ حرام قطعی ہے،اگر اسے حلال جانے کافر ہے کہ نصوص قرآنیہ کا منکر ہے،(اس کا ذکر ہم نے اپنے فتاوٰی میں کردیا ہے)جو مال اس سے جمع ہوگا حرام حرام حرام مثل مال غصب ہوگا کہ ہندہ اسے اپنے صرف میں لاسکے گی نہ اپنے پیر کے۔ ہندہ صورت مذکورہ میں فاسقہ فاحشہ ہے اور جس نے اس کی اجازت دی اور اس ملعون کام سے سرمایا جمع کرنے کو کہا وہ حرام کا دلال،فاسق فاجر ضال ہے،عجب کہ سائل بزرگ طریقت لکھتا ہے،بزرگان طریقت شیطان خصلت نہیں ہوتے۔(فتاویٰ رضویہ ج۲۳/ص۵۸۳)

☆ کافر اصلی کی نوکری جس میں کوئی غیر شرعی کام نہ کرنا پڑے جائز ہے۔

کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس کے لیے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں،اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جاسکتا،ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے مذہب وعقیدۂ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہوجائے گا،بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت عظیم گناہ ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔**والعیاذ باللہ**۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ ج۲۳ص۵۹۱،۱۹۲)

☆ قادیانی مرتد ہیں ان کے ساتھ خرید وفروخت اور بات چیت کی اجازت نہیں۔

قادیانی مرتد ہیں، ان کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ ان سے خریدا جائے، ان سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ایاکم وایاھم۔** ان سے دور بھاگو، انھیں اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۵۹۸)

☆ **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** ﷺ کہنا باجماع مسلمین جائز ومستحب ہے، اس پر دلائل۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ کہنا باجماع مسلمین جائز ومستحب ہے جس کی ایک دلیل ظاہر وباہر التحیات میں **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** ہے اور اس کے سوا صحابہ کی حدیث میں **یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھٰذہ** (اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنی اس حاجت (ضرورت) میں آپ کو اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور آپ کو وسیلہ بناتا ہوں۔ (جامع الترمذی، ابواب الدعوات، ۲/۱۹۷) موجود جس میں بعد وفات اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور پکارنا اور حضور سے مدد لینا ثابت ہے مگر ایسے جاہل اجہل کو احادیث سے کیا خبر جب اسے التحیات ہی یاد نہیں جو مسلمان کا ہر بچہ جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۸۰)

☆ قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم کے دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی وبیشی نہیں ہوسکتی۔

قرآن مجید بعینہ محفوظ ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے نقطہ کی کمی بیشی ہوئی، نہ ہو سکتی ہے، کوئی غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور اس پر کچھ واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، ہمارا اور ہمارے افعال نیک وبد کا وہی ایک خالق ہے اس کا دیدار روز قیامت حق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۸۵)

☆ کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ ہے اور حل لواطت کا قائل کافر ہے۔

کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بددین ہے اور حل لواطت کا کافر، ایسے شخص کے پاس

بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اسے پڑھنا ۔قال اللہ تعالٰی: وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ. (القرآن الکریم، ۶۸/۶) اللہ تعالٰی نے فرمایا: ظالموں کے طرف مت جھکو ورنہ تمھیں آگ پہنچے گی۔ واللہ تعالٰی اعلم (فتاویٰ رضویہ ج۲۳ ص۶۹۴)

☆ فلسفہ قدیمہ وجدیدہ کے خلافِ اسلام عقائد کا بیان۔

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقاً حرام ہے، فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی نیز ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن وشیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل ونہار یا آسمانوں کا خرق والتیام محال ہونا یا اعادۂ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں ان کا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو، نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں دہریوں کی صحبت رہے، ان کا اثر پڑے، دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے ،اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی وہندسہ وحساب وجبر ومقابلہ وجغرافیہ وامثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج۲۳/ ص۷۰۶)

☆ جن فنون وکتب میں انکار وجود آسمان وگردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو ان کا پڑھنا حرام ہے۔

سائنس وغیرہ وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان وگردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے، اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اس کی نیت سے پڑھنا بھی حرام ہے اور اگر جائز فنون جائز نوکری کے لیے پڑھے تو جائز ہے جب کہ اس میں وہ انہماک نہ ہو کہ اپنے ضروریات دین وعلوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے حرام ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین واخلاق ووضع پر اثر نہ پڑے، اسلامی عقائد وخیالات پر ثابت ومستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے۔ ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کے لیے حرج نہیں ،رہی اس سے عز وجاہ دنیوی کی طلب ،طلبِ جاہ خود ناجائز ہے اگر چہ عربی زبان واسلامی علوم سے ہو، نہ کہ وہ جاہ کہ

استقامت علی الدین کے ساتھ کم جمع ہو۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا. (القرآن الکریم،۴/۱۳۹) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کیا وہ ان کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں حالاں کہ سب عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۳/ص ۷۰۹،۷۱۰)

☆ محفل مولود شریف اور مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوتی ہے۔

مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیا نے مشاہدہ فرمائی، اور بیان کیا، جیسا کہ بهجة الاسرار (مصنفہ) امام یکتائے زمانہ ابوالحسن نور الدین علی لخمی شطنوفی نے اور تنویر الھوالک میں امام جلال الدین سیوطی نے اور ان دونوں کے علاوہ دوسرے حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر فرمایا، ان سب پر اللہ کی رحمت ہو۔ مگر یہ کوئی کلیہ نہیں، سرکار کا کرم ہے جس پر ہو، جب ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۷۴۹ ج ۲۳)

☆ مجلس میلاد میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام مستحب و مستحسن ہے۔

مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین و جمیع بلاد دارالاسلام مین دائر و معمول ہے مستحب و مستحسن ہے۔ قال اللہ عزوجل: وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ان کی یعنی حضور اکرم کی عزت وتوقیر کرو۔ (القرآن الکریم ،۴۸/۹) وقال اللہ تعالیٰ: وَ مَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو پھر یہ دلوں کا تقوی (پرہیز گاری) ہے۔ (القراان الکریم،۲۲/۳۲)

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں: وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ﷺ ائمة ذو روایة ورویة فطوبی لمن کان تعظیمه ﷺ غایة مرامه ومرماہ ۔ بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر کرنے کے موقع پر ائمہ صاحب رویت اور صاحب مشاہدہ نے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا

اس خوش نصیب کے لیے خوشخبری ہو کہ جس کی نگاہ میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا اس کا غایت مقصد اور قرار نگاہ کا محل ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳ ص ۷۴۹، ۷۵۰)

☆ ذکر سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان وسرور جان ہے۔

ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان وسرور جان ہے، ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمان ہے .قال اللہ تعالی: وَرَفَعْنَالَکَ ذِکْرَکَ (اے حبیب ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے) حدیث میں ہے: اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی، حضور کا رب فرماتا ہے: اتدری کیف رفعت لک ذکرک ؟ کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لیے تمہارا ذکر؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی: اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے) ارشاد ہوا: جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی (الشفا بتعریف حقوق المصطفی ۱۵/۱)۔ اے محبوب! میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بے شک اس نے میرا ذکر کیا۔

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لیے زیادہ مناسب، جیسے دور قرآن وختم قرآن کے لیے ماہ رمضان کہ اسی مہینہ میں اترا، شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ، ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ (القرآن الکریم ۱۸۵/۲) یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا ولہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ کو روزۂ شکر کے لیے خاص فرماتے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت وفیہ انزل علی، اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اتری (مسند احمد بن حنبل) (فتاویٰ رضویہ ص ۷۵۲، ۷۵۳)

☆ تفسیر جلالین شریف یا کسی بھی دینی کتاب کی توہین وتحقیر کا حکم۔

شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا تو قطعاً اجماعاً کافر مرتد زندیق ملحد ہے ایسا کہ

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جواس کے کافرو مستحق نار ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے) اسی طرح جو تفسیر جلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی فی نفسہ نہ کسی امر خارج عارض کے باعث بلا شبہ وتاویل تحقیر کرے، کافر ہے۔(فتاوی رضویہ ج۲۴/ص۱۰۴)

☆ بتوں کی تعظیم، انہیں بارگاہ عزت میں شفیع ماننا اوران سے شفاعت چاہنا کفر ہے۔

ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں، وہ یقیناً بتوں کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہوتو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اورانہیں بارگاہ عزت میں شفیع ماننا بھی کفر، ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ افعال واقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے، نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اوراس میں صراحۃً تکذیب قرآن ومضادت رحمان ہے۔شرح فقہ اکبر میں ہے:(ترجمہ) محقق ابن الہمام نے فرمایا: حاصل یہ ہے کہ وجود ایمان کے لیے چند امور کے اثبات کا انضمام کیا جاے گا اوران میں خلل اندازی بالاتفاق ایمان میں خلل اندازی کے مترادف ہوگی جیسے بت کو سجدہ نہ کرنا، کسی نبی کو قتل نہ کرنا، نبی یا مصحف یا بیت اللہ شریف کی توہین نہ کرنا۔(منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر)(فتاوی رضویہ ج۲۴/ص۱۶۲)

☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اوروالدین کوستانا اکبرالکبائر ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الا انبئکم باکبر الکبائر ،الا انبئکم باکبر الکبائر ،الا انبئکم باکبر الکبائر ۔میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے، کیا نہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے۔صحابہ نے عرض کی: ارشاد ہو۔فرمایا: الاشراک باللہ وعقوق الوالدین ، اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کوستانا۔(اسے امام بخاری ومسلم اورترمذی نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔)(فتاویٰ رضویہ ص۳۰۴ ج۲۴)

☆ جس شخص نے شرعی قبیح کے مرتکب کو کہا تو نے اچھا کیا، تو وہ کافر ہو گیا۔

امام اجل ظہیری اورامام فقیہ النفس قاضی خان کے شاگرد امام عبدالرشید بخاری رحمہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: خلاصہ میں ہے کہ من قال احسنت لما ھو قبیح شرعاً اجودت کفر (جس شخص نے شرعی قبیح کے مرتکب کو کہا کہ تو نے اچھا کیا تو وہ کافر ہو گیا) بار الہا! شاید فلسفے کے دعویدار اپنے اوپر رحم نہیں کرتے کہ حرام فعل کی بنا پر فخر اور تکبر کرتے ہیں، ہال ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی سیاہی چھا چکی ہے۔ فلسفے کی فضیلت کو ترجیح دینا (فقہ کی فضیلت پر) اس میں ضمناً علم دین کی توہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور علم دین کی صراحۃً توہین کفر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۴، ص ۴۴۲)

☆ حقوق اللہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا۔

حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون۔ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ، کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔ (القرآن الکریم ۳/۱۳۵) الحمد للہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے والکریم لا یاتی منہ الا الکرم (کریم سے سوا کرم کے کچھ اور صادر نہیں ہوتا) اور حقوق العباد میں بھی ملک دیان عز جلالہ نے اپنے دار العدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان ومال وحقوق سب کا مالک ہے، اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے تو بھی عین حق وعدل ہے کہ ہم اسی کے اور ہمارے حق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے، اگر وہ ہمارے خون ومال وعزت وغیرہا کو معصوم ومحترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہنچاتا، نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۴۶۰، ۴۶۱)

☆ روز قیامت ہر کسی کو اہل حقوق کے حق ان کو دینا پڑیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک روز قیامت میں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔ (ائمہ کرام نے اس کو روایت کیا مثلاً امام احمد نے مسند میں، امام مسلم نے صحیح مسلم میں، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا) (فتاوی رضویہ ج ۲۴/ص ۴۶۱)

☆ لا الہ الا اللہ کا معنی۔

اور بے شک بے حصول معرفت الٰہی اطاعت ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار، یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب وارادت بلکہ خود اصل ہستی ووجود میں اپنے رب جل مجدہ کی توحید کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں) کے معنی عوام کے نزدیک لامعبود الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی عبادت کی جائے) خواص کے نزدیک لامقصود الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مقصود ومطلوب نہیں) اہل ہدایت کے نزدیک لامشہود الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ جس کی وحدانیت کی گواہی دی جائے اور جس کے بارگاہ میں مخلوق حاضر ہونے والی ہو) ان اخص الخاص ارباب نہایت کے نزدیک لاموجود الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقتاً کوئی موجود نہیں) تو اہل توحید کا سچا نام انھیں کوزیبا، والہٰذا ان کے علم کو علم توحید کہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۴، ص ۳۷۵)

☆ مدارِ ایمان محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

اہل سنت وجماعت کا مدار ایمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے، جب تک اپنے ماں، باپ، اولاد، تمام جہاں سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں، خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں ۔ اور محبّ کو محبوب کی ہر شئی عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی گلی کا کتا بھی ۔ حضرت مولانا قدس سرہ مثنوی شریف میں حضرت مجنون رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت تحریر فرمائی کہ کسی نے ان کو دیکھا، کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں، اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے چنیں ہے چناں ہے۔ فرمایا تو نہیں جانتا۔

کاین طلسم بستۂ مولی ست ایں پاسبان کوچۂ لیلی ست ایں

(جیسے یہ اللہ کی بنائی ہوئی تصویر ہے، یہ (کتا) لیلیٰ کی گلی کا چوکیدار ہے) (فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۴۸۶، ۴۸۷)

☆ حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیرِ نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔

حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے۔ ہمراہیان یزید یعنی جو اُن مظالم ملعونہ میں اس کے مدومعاون تھے ضرور خبیث ومردود تھے، اور کافر وملعون کہنے میں اختلاف ہے، ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے، اور جو کہے وہ بھی موردالزام نہیں کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۴، ص ۵۰۸)

☆ ربیع الاول شریف کو علمائے اُمت نے ماتم وفات کے بجائے موسم شادی ولادت کیوں ٹھہرایا؟۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے امت وحامیان سنت نے اسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس منایا، امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں: بچے اور پرہیز کرے اس بات سے کہ کہیں یوم عاشورہ میں روافض اور ان جیسے لوگوں کی بدعات میں نہ مشغول ہوجائے جو رونا پیٹنا اور غم کرنا ہوتا ہے کیوں کہ یہ امور مومنوں کے اخلاق سے نہیں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوم وصال ان چیزوں کا زیادہ حق رکھتا ہے (یعنی اگر رونے پیٹنے اور دکھ غم کے مظاہروں کی گنجائش اور اجازت ہوتی تو سب سے زیادہ یہ چیزیں آپ کے یوم وصال پر عمل میں آتیں اور دیکھی جاتیں) (الصواعق المحرقة، ص ۱۸۳) (فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۵۱۵)

☆ ماتھے پر قشقہ، تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے۔

ماتھے پر قشقہ، تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے۔ منح الروض میں ہے: اگر کسی نے اپنے کندھے پر زنجیر (صلیب) رکھی تو کافر ہوگیا بشرطیکہ مجبور نہ کیا گیا ہو، اور اسی (منح الروض) میں ملتقط کے حوالے سے ہے: زنجیر خواہ سنجیدگی سے رکھی یا ہنسی مذاق سے، دونوں صورتوں میں کافر ہوگیا مگر یہ کہ جنگ میں کفار کو مغالطہ دینے کے لیے ایسا کیا (تو گنجائش ہے) اقول: (میں کہتا ہوں) (غل کے معنی زنجیر ہیں) اور یہ اس معنی میں متعارف

نہیں اور جامع الفصولین کے الفاظ یہ ہیں: کسی نے اپنے کندھے پر صلیب رکھی تو بلا شبہ کافر ہو گیا یہ واضح ہے، لہٰذا منح الروض میں جو کچھ مذکور ہوا وہ کتابت کی غلطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۵۴۹، ۵۵۰)

☆ عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں مومن اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔

مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو، **کما نص علیہ الائمة فی التوضیح وغیرہ** (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام میں اس کی تصریح فرمائی ہے) ورنہ بد مذہبوں کے لیے تو حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بد مذہب اگر چہ حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۲۴، ص ۶۸۷)

☆ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **آیة المنافق ثلث اذا حدث کذب واذاوعد اخلف واذا أتمن خان ،او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم**۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے جھوٹ کہے، اور جب وعدہ کرے خلاف کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔ یا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۵، ص ۶۹)

☆ یہ خیال کہ حقہ پینے والے کو خواب میں حضور کی زیارت نہ ہو گی محض غلط اور دروغ ہے۔

دم لگانا جس سے ہوش وحواس میں فرق آجاتا ہے حرام ہے اور سادہ حقہ ہرگز حرام نہیں ، نہ اس کا پینا کسی طرح کا گناہ ہے، ہاں اگر بو رکھتا ہے تو خلاف اولیٰ ہے جیسے کچی پیاز کھانا، اور یہ جاہلانہ خیالات کہ حقہ پینے والا زیارت اقدس حضور پر نور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معاذ اللہ محروم ہے یا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ اس کا تحفۂ درود شریف قبول نہ فرمائیں گے، یہ سب دروغ بے فروغ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

افترا ہے ، بہت بندگان خدا حقہ پینے والے خواب میں زیارت جمال جہاں آرائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا مشرف ہوئے اور حضور رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غایت کرم ومہربانی کے کلمات ارشاد فرمائے ۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۵ ص ۱۰۴)

☆ افیونی ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے۔

افیونی ضرور فاسق و مستحق عذاب ہے، صحیح حدیث میں ہے: **نھی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر** ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز کہ نشہ لائے اور ہر چیز کہ عقل میں فتور ڈالے حرام فرمائی (اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح روایت فرمایا ہے) (فتاوی رضویہ ج ۲۵ ص ۱۰۵)

☆ شراب کی حرمت کا منکر کافر ہے۔

خمر کی حرمت قطعیہ بلکہ ضروریات دین میں سے ہے، اس کے ایک قطرہ کی حرمت کا منکر کافر ہے، باقی مسکرات میں یہ حکم نہیں ۔ ہاں بھنگ وغیرہ کسی چیز سے نشہ کی حرمت کا منکر گمراہ ومخالف اجماع ہے، شراب کی حرمت بعینہا ہے اور بھنگ کی حرمت بعلت اِسکار ہے، نشہ بازی بھنگ یا افیون کسی بلا سے ہو مطلقاً کبیرہ ہے، شراب کسی طرح کی ہو صرف حرام ہی نہیں بلکہ اس کی ایک ایک بوند نجس ناپاک ہے، **ھو الصحیح و علیہ الفتوی** (وہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے) (فتاوی رضویہ ج ۲۵ ص ۲۰۷)

☆ مرتد کے زمانۂ اسلام کا کمایا ہوا مال اس کے مسلمان وارثوں کا ہے۔

مرتد کے زمانۂ اسلام کا کمایا ہوا مال اس کے مسلمان وارثوں کا ہے اور حالت ردت کا فقرا مسلمان کے لیے۔ **فان کسب المرتد فی الاسلام لورثۃ المسلمین کما نص علیہ فی الدر وغیرھا عامۃ الکتب** ۔ مرتد نے جو حالت اسلام میں وہ اس کے مسلمان وارثوں کے لیے ہے جیسا کہ درو غیرہ عام کتابوں میں اس پر نص کی گئی ہے (ت) اور جتنا مال زمانۂ کفر کا کمایا ہوا ہو وہ حق فقرائے مسلمین ہے اور یہ بہن بھائی بھی فقرا ہیں اغنیا نہیں، تو ہر حال میں انھیں اس مال کا استحقاق ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۲۷۶)

☆ مرتد کسی کا وارث نہیں ہوسکتا۔

مرتد کسی کا وارث نہیں ہوسکتا اوراس کی امامت کے کیا معنی؟ جو اس کی اس حالت پر آگاہ ہوکر اسے قابل امامت جانے گا اس کی نماز درکنار ایمان بھی نہ رہے گا لان من شک فی عذابه و کفره فقد کفر (اس لیے کہ جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے) اور ایسے سے میل جول اور اختلاط بلاشبہ حرام ہے، قال الله تعالیٰ: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمھیں آگ چھوئے گی۔ وقال الله تعالیٰ: وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۱۸)

☆ دنیوی فائدے کے لیے خود کو ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانا کفر ہے۔

اپنے دنیوی فائدے، مال حرام خلاف شرع ملنے کے لیے اپنے آپ کو برخلاف احکام قرآن مجید ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانا معاذ اللہ اپنے کفر کا اقرار کرنا ہے اور اپنے سارے خاندان کی طرف اسے نسبت کرنا سارے خاندان کو کافر بنانا ہے، ایسے لوگوں کو تجدید اسلام کا حکم ہے، پھر اپنی عورتوں سے نکاح کریں۔ قال الله تعالی: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ والعیاذ بالله تعالیٰ، والله تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ص ۳۴۱ ج ۲۶)

☆ جو مسلمان ورثہ کا لین دین ہندو مذہب کے مطابق کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جو لوگ شریعت مطہرہ کے خلاف میراث مانگیں یا لیں یا بخوشی دیں یا اس میں سعی کریں سب گمراہ ہیں اور عذاب شدید کے سزاوار، اور اگر اسے پسند کریں تو کھلے کفار، بہرحال وہ مال ان کے لیے حرام وقطعہ نار، اور جو مجبور ہوکر دے وہ مظلوم ومعذور۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲۶ ص ۳۴۷)

☆ کیا الیاس وخضر علیہما الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں؟

سیدنا الیاس علیہ السلام نبیِ مرسل ہیں، قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک الیاس علیہ السلام مرسلین میں سے ہیں (ت) اور سیدنا خضر علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں اور ان کو خاص طور سے علم غیب عطا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔ (ت) یہ دونوں حضرات ان چار انبیا میں ہیں جن کی وفات ابھی واقع ہی نہیں ہوئی، دو آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے، سیدنا ادریس وسیدنا عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ دونوں زمین پر تشریف فرما ہیں، دریا سیدنا خضر علیہ السلام کے متعلق ہے اور خشکی سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، دونوں صاحبان حج کو ہر سال تشریف لاتے ہیں۔ بعد حج آبِ زمزم شریف پیتے ہیں کہ وہی سال بھر تک ان کے کھانے پینے کو کفایت کرتا ہے۔ دونوں صاحب اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام آپس میں بھائی ہیں۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الانبیاء بنو علات۔ سارے نبی آپس میں بھائی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل ۲/۳۱۹) (فتاویٰ رضویہ ۱۰۴ج۲۶)

☆ امامت سے کیا مراد ہے؟

امامت اگر بمعنی مقتدیٰ فی الدین ہونے کے ہے تو بلاشبہ ان کے غلام اور غلاموں کے غلام مقتدیٰ فی الدین ہیں، اور اگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں، عبد الملک وعبد الرب، انہیں امامین کہتے ہیں، تو بلاشبہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے۔ اور امامت بمعنی خلافت عامہ مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المومنین مولیٰ علی وسیدنا امام حسن مجتبیٰ کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی وبس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھ کر ہے وہ خاصۂ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے جس کو فرمایا "انی جاعلک للناس اماما" (میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں) وہ امامت کسی غیر نبی کے لیے نہیں مانی جا سکتی، اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ "حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں) ہر غیر نبی کی امامت اُولی

الامر منکم تک ہے جسے فرمایا: وَ جَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّةً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا" اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں،) مگر اطیعوا الرسول کے مرتبہ تک نہیں ہوسکتی۔ اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح ضلالت و بے دینی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۴۳۰، ۴۳۱ ج ۲۶)

☆ کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید نہیں؟

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے، حضرت سیدنا امام اوحد ابوالحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ قاری کی نزہۃ النواظر اور مولانا نورالدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ۴۳۷ ج ۲۶)

☆ ہر زمانے میں ایک گروہ سواد اعظم حق پر رہے گا۔

ہر زمانے میں ایک گروہ سواد اعظم حق پر رہے گا، ردالمحتار ص ۱۵ ج ۱، میں ہے:

(ترجمہ) شارح علامہ نے اس پر جزم فرمایا اس حدیث سے لے کر جو صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ غلبہ کے ساتھ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حکم الٰہی آئے، اور جسے اس کی تمیز نہ ہو اس پر علما کی طرف رجوع لانے کو اس لیے واجب کہا کہ قرآن عظیم میں اس کا حکم فرمایا ہے کہ علما سے پوچھو اگر تمہیں نہ معلوم ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۵۰۰ ج ۲۶)

☆ بدعت کی اقسام کا بیان۔

امام علامہ بن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: والبدعة ان کانت مما تندرج تحت مستحسن فی الشرع فھی حسنة وان کانت مماتندرج تحت مستقبح فی الشرع فھی مستحقبة والا فھی من قسم المباح۔ بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے

کسی کے نیچے داخل نہ ہو تو قسم مباح سے ہے۔

اسی طرح صدہا اکابر نے تصریح فرمائی، اب مجلس وقیام وغیرہا امور متنازع فیہا کی نسبت تمہارا یہ کہنا کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں نہ تھے لہٰذا ممنوع ہے محض باطل ہو گیا، ہاں اسی وقت ممنوع ہو سکتے ہیں جب تم کافی ثبوت دو کہ خاص ان افعال میں شرعاً کوئی برائی ہے ورنہ اگر کسی مستحسن کے نیچے داخل ہیں تو محمود، اور بالفرض کسی کے نیچے داخل نہ ہوئے تو مباح ہو کر محمود ٹھہریں گے کہ جو مباح بہ نیت نیک کیا جائے شرعاً محمود ہو جاتا ہے **کما فی البحر الرائق وغیرہ** (جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں ہے) کیوں؟، کیسے کھلے طور پر ثابت ہوا کہ ان افعال کی سند زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے مانگنا کس قدر نادانی وجہالت تھا، والحمدللہ۔ (فتاوی رضویہ ص ۵۳۳ ج ۲۶)

☆ اللہ تعالیٰ رحیم بھی ہے اور قہار بھی، رحمت شانِ جمال ہے اور قہر شانِ جلال۔

اللہ جل وعلا رحیم بھی ہے اور قہار بھی ہے، رحمت شانِ جمال ہے اور قہر شان جلال، دوستوں کو انواع نعمت سے نوازنا، ان کے لیے بہشت اور اس کی خوبیاں آراستہ فرمانا، انہیں اپنی رضا ودیدار سے بہرہ مندی بخشنا تجلی شان جمال ہے، دشمنوں کو اقسام عذاب کی سزا دینا، ان کے لیے دوزخ اور اس کی سختیاں مہیا فرمانا، انہیں اپنے غضب وحجاب میں مبتلا کرنا تجلی شان جلال ہے۔ پھر دنیا میں جو کچھ نعمت ونقمت وراحت وآفت ہے انہیں دونوں شانوں کی تجلی سے ہے۔ کبھی یہ شانیں ایک دوسرے کے لباس میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ مثلاً دنیا میں اپنے محبوبوں کے لیے بلا بھیجنا کہ **اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل**. (کنز العمال) تمام لوگوں سے بڑھ کر تکلیفیں نبیوں پر آئیں پھر ان سے کم درجہ والوں پر پھر ان سے کم درجہ والوں پر۔ (ت) بظاہر شان جلال ہے اور حقیقۃً شان جمال کہ اس کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں پاتے ہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ: لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ**؛ اسے اپنے لیے برا نہ جانو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (القرآن) کفار کو کثرت مال وغیرہ دنیا کی راحتیں دینا بظاہر شان جمال ہے اور درحقیقت شان جلال ہے کہ اس

کے سبب وہ اپنی غفلت وگمراہی کے نشے میں پڑے رہتے ہیں اور ہدایت کی توفیق نہیں پاتے ، قال اللہ تعالیٰ : وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. کافر کا خیال کہ یہ ڈھیل جو ہم انہیں دے رہے ہیں کچھ ان کے لیے بھلی ہے، یہ ڈھیل تو ہم اس لیے دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں پڑیں اور ان کے لیے ذلت کی مار ہے۔(القرآن) تجلی جمال کے آثار سے لطف ونرمی وراحت وسکون ونشاط وانبساط ہے، جب یہ قلب عارف پر واقع ہوتی ہے دل خود بخود ایسا کھل جاتا ہے جیسے ٹھنڈی نسیم سے تازہ کلیاں یا بہار کے مینہ سے درختوں کی کنچھیاں ،اور تجلی جلال کے آثار سے قہر وگرمی وخوف وتعب، جب اس کا ورود ہوتا ہے قلب بے اختیار مرجھا جاتا ہے بلکہ بدن گھلنے لگتا ہے بلکہ اگر طاقت سے زیادہ واقع ہوتی ہے فنا کر دیتی ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص۵۹۶ ج ۲۶)

☆ نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بنا۔

نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنا اور اس کے پرتو سے تمام عالم ظاہر ہوا ،اول پانی پیدا ہوا، پھر اس میں دھواں اٹھا، اس سے آسمان بنا، پھر پانی کا ایک حصہ منجمد ہو کر زمین ہو گیا اسے خالق عزجل نے پھیلا کر سات پرت کر دیا پھر اسی طرح آسمان کے سات طبقے کیے، یونہی پانی سے آگ بنی ،ممکن ہے کہ پانی کسی قسم کی حرارت پا کر ہوا ہوا ہو اور ہوا گرم ہو کر آگ ،یا جس طرح مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا،غرض پانی مادہ تمام مخلوقات کا ہے۔امام احمد وابن حبان وحاکم کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کل شی خلق من الماء (کنز العمال) ہر چیز پانی سے بنی ہے۔(فتاویٰ رضویہ ص۶۰۰ ج ۲۶)

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کو دنیا میں دیدار الٰہی کیوں نہیں ہو سکتا؟

ظاہر ہے کہ یہ آنکھیں فانی ہیں اور فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا، لہٰذا دنیا میں دیدار الٰہی سوا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی نبی مقرب کو بھی نصیب نہ ہوا، ہاں چشم روح باقی ہے ہم ابھی ذکر کر آئے کہ روح کے لیے تو اولیا نظر دل سے اس جمال جہاں آرا کا مشاہدہ

کرتے ہیں اور روزِ حشر وہ آنکھیں ملیں گے جنہیں پھر کبھی موت وفنا نہیں تو اس دن چشم جسم سے بھی مسلمان دیدارِ الٰہی تبارک وتعالیٰ سے مشرف ہوں گے۔ اللھم ارزقنا، اٰمین !(فتاویٰ رضویہ ص۶۰۲ ج۲۶)

☆ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ عزوجل ہے۔

اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادا اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزا کے لیے ارادہ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس۔ سواران دریا نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایامِ طوفان میں جو بلاد شمالیہ میں حوالی تحویل سرطان یعنی جون، جولائی اور بلاد جنوبیہ میں حوالی تحویل جدی یعنی دسمبر جنوری ہے۔ ایک جہاز ادھر سے جاتا ہے اور دوسرا ادھر سے آ رہا ہے۔ دونوں مقابل ہو کر گزرے اس جہاز پر سخت طوفان ہے اور اسے بالکل اعتدال واطمینان، حالاں کہ باہم کچھ ایسا فصل نہیں۔ ایک وقت، ایک پانی، ایک ہوا اور اثر اس قدر مختلف، تو بات وہی ہے کہ ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ ص۹۵ ج۲۷)

☆ دن رات کی تبدیلی گردشِ ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصارٰی کا مذہب ہے۔

دن رات کی تبدیلی گردشِ ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصارٰی کا مذہب ہے ، اور گردش سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے، حقیقۃً اس کا سبب گردش آفتاب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ . اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ کے لیے یہ اندازہ ہے زبردست علم والے کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۷ ص۱۰۲)

☆ اللہ عزوجل کی قدرت کاملہ کے حیرت انگیز نمونے۔

سورۂ یونس (علیہ الصلوۃ والسلام) کے رکوع چہارم میں فرماتا ہے: قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اَمَّنۡ یَّمۡلِکُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَ مَنۡ یُّخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَمَنۡ یُّدَبِّرُ الۡاَمۡرَ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ اللّٰہُ فَقُلۡ اَفَلَا

تَتَّقُوْنَ . (القرآن الکریم ۱۰/۳۱)

تو فرما، کون تمہیں روزی دیتا ہے آسمان سے (مینہ اتار کر) اور زمین سے (کھیت اُگا کر) یا کون مالک ہے شنوائی اور نگاہوں کا۔ (کہ مُسَبَّبات کو اسباب سے ربطِ عادی دیتا ہے۔ اور قَرْع سے ہوا کہ صوت کا حامل کرتا، پھر اُسے اذنِ حرکت دیتا، پھر اسے عَصبہ مفروشہ تک پہنچاتا، پھر اس کے پہنچنے کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے ذریعہ ادراک فرماتا ہے، اور اگر وہ نہ چاہے تو صور کی آواز بھی کان تک نہ جائے۔ یونہی جو چیز آنکھ کے سامنے ہو، اور موانع و شرائط عادیہ مرتفع و مجتمع۔ **واللہ اعلم انّ ذٰلک بالانطِباع او خروج الشعاع ، کما قد شاع، او کیفما ماشاء** اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ انطباع کے ساتھ ہوا یا شعاع کے نکلنے سے ہوا جیسا کہ مشہور ہے یا جیسے اس نے چاہا۔ (ت) اس وقت اِبصار کا حکم دیتا ہے۔ اور اگر وہ نہ چاہے، روشن دن میں بلند پہاڑ نظر نہ آئے اور وہ کون ہے جو نکالتا ہے زندے کو مُردے سے (کافر سے مومن، نطفہ سے انسان، انڈے سے پرند) اور نکالتا ہے مردے کو زندے سے، اور کون تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی۔ آسمان میں اس کے کام، زمین میں اس کے کام، ہر بدن میں اس کے کام، کہ غذا پہنچاتا ہے، پھر اُسے روکتا ہے، پھر ہضم بخشتا ہے، پھر سہولت دفع کو پیاس دیتا ہے۔ پھر پانی پہنچاتا ہے، پھر اس کے غلیظ کو رقیق، لزج کو منزلق کرتا ہے، پھر ثفل کیلوس کو امعا کی طرف پھینکتا ہے، پھر ماسا ریقا کی راہ سے خالص کو جگر میں لے جاتا ہے۔ وہاں کیموس دیتا ہے۔ تلچھٹ کا سودا، جھاگوں کا صفرا، کچے کا بلغم، پکے کا خون بناتا ہے۔ فُضلہ کو مثانہ کی طرف پھینکتا ہے، پھر انہیں بابُ الکَبِد ۃ کے راستے سے عُروق میں بہاتا ہے، پھر وہاں سہ بارہ پکاتا ہے، بے کار کو پسینہ بنا کر نکالتا ہے، عطر کو بڑی رگوں سے جَدَاول، جداول سے سواقی، سواقی سے باریک عروق، پیچ در پیچ تنگ بر تنگ راہیں چلاتا ہوا، رگوں کے دہانوں سے اعضا پر اُنڈیلتا ہے، پھر یہ محال نہیں کہ ایک عضو کی غذا دوسرے پر گرے، جو جس کے مناسب ہے اسے پہنچاتا ہے، پھر اعضا میں چوتھا طبخ دیتا ہے کہ اس صورت کو چھوڑ کر صورتِ عُضویّہ لیں۔ اِن حکمتوں سے بقائے شخص کو مایَتَحَلَّل کا عوض بھیجتا ہے، جو حاجت

سے بچتا ہے اُس سے بالیدگی دیتا ہے اور وہ ان طریقوں کا محتاج نہیں۔ چاہے تو بے غذا ہزار برس جِلائے اور نمائے کامل پر پہنچائے پھر جو فُضلہ رہا اُسے منی بنا کر صلب و ترائب میں رکھتا ہے۔ عقد و انعقاد کی قوت دیتا ہے، زن و مرد میں تالیف کرتا ہے، عورت کو باوجود مشقت حمل وصعوبت وضع شوق بخشتا ہے، حفظِ نوع کا سامان فرماتا ہے، رحم کو اذن جذب دیتا ہے، پھر اس کے اِمساک کا حکم کرتا ہے، پھر اسے پکا کر خون بناتا ہے، پھر طبخ دے کر گوشت کا ٹکڑا کرتا ہے، پھر اس میں کلیاں، کنچھیاں نکالتا ہے، قسم قسم کی ہڈیاں، ہڈیوں پر گوشت، گوشت پر پوست، سینکڑوں رگیں، ہزاروں عجائب، پھر جیسی چاہے تصویر بناتا ہے، پھر اپنی قدرت سے رُوح ڈالتا ہے، بے دست و پا کو ان ظلمتوں میں رزق پہنچاتا ہے، پھر قوت آنے کو ایک مدت تک روکے رہتا ہے، پھر وقتِ معین پر حرکت وخروج کا حکم دیتا ہے، اس کے لیے راہیں آسان فرماتا ہے، مٹی کی مورت کو پیاری صورت، عقل کا پُتلا، چمکتا تارا، چاند کا ٹکڑا کر دکھاتا ہے۔ **فتبارک اللہ احسن الخالقین** (تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔) اور وہ اِن باتوں کا محتاج نہیں، چاہے تو کروڑوں انسان پتھر سے نکالے، آسمان سے برسالے۔ (القرآن الکریم ۲۳/۱۴)

ہاں بتاؤ! وہ کون ہے جس کے یہ سب کام ہیں؟ **فسیقولون اللہ** اب کہا چاہتے ہیں کہ اللہ، تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں؟ **اٰمنّا باللہ وحدہ**، (ہم ایک اللہ پر ایمان لائے۔)

آہ! آہ! اے مُتفلسف مسکین! کیوں اب بھی یقین آیا، یا نہیں کہ تدبیر وتصّرف اسی حکیم علیم کے کام ہیں۔ **جَلَّ جَلالُہٗ وَعَمَّ نَوالُہ ، فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہ یُؤْمِنُوْنَ** (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔

فقیر **غفر اللہ تعالیٰ لہ** نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ دو حرف مختصر بقدر ضرورت ذکر کیے، ورنہ روزِ اوّل سے اب تک جو کچھ ہوا، اور آج سے قیامت، اور قیامت سے **اَبدُالآباد** تک جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب اِن دو لفظوں کی شرح ہے کہ: **یُدَبِّرُ الامر** (اور تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵)

☆بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر ہے اگر چہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔

اقول :**لاتعدم الخَرقاء حیلةً** (کوئی مکار عورت حیلہ سازی سے خالی نہیں ہوتی) بیّن وواضح کہ یہاں کوئی صورت اِکراہ نہ تھی،اور بلا اِکراہ کلمہ کفر بولنا خود کفر،اگر چہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو،اور عامہ علما فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عنداللہ بھی کافر ہوجائے گا کہ اس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اس کی عظمت خیال میں نہ لایا۔امام علامہ فقیہ النفس فخر الدین اوزجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانیہ میں فرماتے ہیں: **رجل کفر بلسانه طائعاو قلبه علی الایمان یکون کافراً ، ولا یکون عنداللہ مؤمنا** ۔جس شخص نے زبان سے بخوشی کلمہ کفر کہا،حالاں کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہوجائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن نہ ہوگا۔(ت)

حاوی میں ہے:**من کفر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر ولیس بمؤمن عند اللہ** ۔جس نے زبان سے کفر بکا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مومن نہیں ہے۔(ت)(فتاویٰ رضویہ ص۱۲۵ج ۲۷)

☆ کلمات کفر کو بطور حکایت نقل کرنے کا حکم شرعی۔

زید متفلسِف سے استفسار کیجئے ، بھلا اُسے کفر تو جانتا تھا،کہیں اس عبارت میں اس کے رَدّیا اُس سے تبرّ ی کی طرف بھی اشارہ کیا،کسی کلمہ،کسی حرف سے کراہت وناپسندی کی بُو بھی آتی ہے؟ ہیہات ہیہات ! نہ ہرگز ہرگز کوئی لفظ ایسا لکھا جس سے معلوم ہوتا کہ دوسرے کا قول نقل وحکایت کرتا ہے، بلکہ ان سب کے برعکس اسے لفظ **التحقیق** کے نیچے داخل کی اور ''قولِ وسیط''میں **هٰذا التحقیق** کہا،جس نے رہا سہا بھرم کھول دیا۔**فاِنّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ** (بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔)(فتاویٰ رضویہ ص۱۲۷ج ۲۷)

☆ رداہل بدعت وقتِ حاجت اہم فرائض سے ہے۔

سیدنا امام ہمام عماد السنۃ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عارف باللہ امام

الصوفیہ حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس وجہ پر ملاقات ترک کردی اور فرمایا: (ترجمہ) (تجھ پر افسوس، کیا تو پہلے اُن کی بدعات کو نقل نہیں کرتا پھر اُن کا رَد کرتا ہے، کیا تو اپنی تصنیف کے ذریعے لوگوں کو بدعت کے مطالعہ اور شبہات میں غور کرنے پر برانگیختہ نہیں کرتا ہے؟ چنانچہ یہ بات ان کو رائے، بحث اور فتنہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔

اگرچہ ہے یوں کہ رد اہل بدعت وقتِ حاجت اہم فرائض سے ہے اور خود امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَدِّ جہمیہ میں کتاب تصنیف فرمائی۔ خطیب وغیرہ کے نزدیک ایک حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا: جب فتنے ظاہر ہوں یا فرمایا جب بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو سبب وشتم کیا جائے تو اہلِ علم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہیے، جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ، تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ اس کے فرض ونفل کو قبول نہیں کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۰ ج ۲۷)

☆ جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماع مسلمین کافر ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں: جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماع مسلمین کافر ہے۔

شفا و نسیم میں فرمایا: (ترجمہ) جس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صانع عالم ماننا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقہ الٰہیہ اور فرقہ طبائعیہ) (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۱ ج ۲۷)

☆ شریعت اسلامیہ کے نزدیک زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین وآسمان دونوں ساکن ہیں، کواکب چل رہے ہیں۔ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے)، جیسے پانی میں مچھلی، اللہ تعالیٰ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۔ بے شک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالیٰ: اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا (اور جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا) فرمایا: (ترجمہ) زمین کو بچھونا بنانا اس وقت تک تام نہیں ہوتا جب تک وہ ساکن نہ ہو، اور اس میں کافی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت واختیار کے ساتھ اس میں وسط حقیقی کی طرف میل طبعی مرتکز فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں۔ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷/ص ۲۰۰/ملتقطاً)

☆ بیشک مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس وسکونِ زمین پر ایمان لائے۔

ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی، اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اس کی حرکت سے نہیں، لا جرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی۔ انہیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا، چڑھتا، ڈھلتا ہے لہٰذا طلوع وزوال شمس کہتے ہیں۔ یہ کوئی کافر کہہ سکے، مسلمان کیوں کر وہ روا رکھ سکے کہ جاہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرمادیا ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالی**، لا جرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس وسکونِ زمین پر ایمان لائے۔ واللہ الہادی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷/ص ۲۲۳، ۲۲۴)

☆ ترتیب خلافت وفضلیت کی تشریح میں علامہ تفتازانی، ابن حجر مکی اور امام مالک کا مسلک۔

مقاصد علامہ تفتازانی میں ہے: ہمارے نزدیک خلفائے اربعہ میں فضلیت خلافت تر تیب پر ہے حضرت عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں تردد کے ساتھ۔ (المقاصد علی ہامش شرح المقاصد ۲/ ۲۹۸)

شرح مقاصد للتفتازانی میں ہے: اہل سنت نے کہا کہ سب سے افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور بعض حضرت علی کو عثمان سے افضل مانتے ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض ان دونوں کے درمیان توقف کے قائل ہیں۔(شرح المقاصد۲/ ۲۹۸)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقہ میں ہے: ائمہ کوفہ (انہیں میں سفیان ثوری ہیں) نے حضرت علی کو حضرت عثمان پر بالیقین افضل گردانا اور امام مالک وغیرہ سے توقف مروی ہے۔(ص ۵۷)(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۸/۷)

☆ اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں۔

اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرتِ اسما شرفِ مسمّٰی سے ناشی ہے، آٹھ سو سے زائد مواہب وشرح مواہب میں ہیں، اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے، اور حصر ناممکن ۔(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۳۶۵،۳۶۶)

☆ اقدام نبوت میں غیر نبی کا حصہ نہیں۔

یہ قول کہ "اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے، اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح وجائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلو مرتبہ نبوت (یعنی مرتبۂ غوثیت مرتبۂ نبوت کے پیچھے اور اس سے نیچے ہے) " ہے۔خود حضور معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:" جو قدم میرے جدِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا، سوا اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں۔

از نبی برداشتن گام از تو بنہادن قدم

غیر اقدام النبوۃ سدّ ممشاھا الختام

(نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے، کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کردیا ہے)

اور جوازِ اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

لیےوارد: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب، میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا (اس کو امام احمد، ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے جب کہ طبرانی نے معجم کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا) مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۸ص۴۱۴، ۴۱۵)

☆ ارواح شہدا کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت ہے۔

ارواحِ شہدا کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔ اہل سنت کے نزدیک اپنے ظاہری معنی پر ہے، ان میں کوئی تاویل نہیں کی گئی۔ امام ترمذی کعب ابن مالک سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شہدا کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں میوہ ہائے جنت سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۸/ص۴۱۷)

☆ رُسل ملائکہ اولیا بشر سے بالاجماع افضل۔

سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیا بشر سے بالاجماع افضل، تو مسلمانوں کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم، واللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۸/ص۴۱۸)

☆ جو عاقل بچہ اسلام لائے حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے) یہ تو ظاہر و معلوم وثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ وقت بعثت سراپا برکت حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق وایمان ہوئے، اس وقت عمر مبارک حضرت مرتضوی آٹھ دس سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکم دیگر حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۸/ص۴۳۴)

☆ بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے۔

ردالمحتار کتاب النکاح میں احکام الصغار للاسترو شنٰی سے نقل ہے:(ترجمہ) بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو، شامی نے کہا: افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے، اسی کی تصریح بحرالرائق اورمنح الغفار باب الجنائز میں بھی ہے اھ (ت) (فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۴۳۶)

☆ قبل بعثت وجوب ایمان اورحرمت کفر دونوں نہیں۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: **قال ائمة البخاری عندنا لایجب ایمان ولایحرم کفر قبل البعثت کقول الاشاعرة** ۔ائمہ بخاری نے اشاعرہ کی طرح فرمایا: ہمارے نزدیک قبل بعثت وجوب ایمان اورحرمت کفر دونوں نہیں۔(منح الروض الازہر ص ۳۰۷)(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۴۴۴)

☆ ناسمجھ بچے کو ''بہ تبعیّت والدین'' یا ''دار کافر'' کہنے کا کیا معنی ہے۔

ناسمجھ بچے کو بہ تبعیت والدین یا دار کافر کہنے کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے کہ یہ تو بداہۃً باطل، وصف کفر یقیناً اس سے قائم نہیں، بلکہ اسلام فطری سے متصف ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ یہ اطلاق صرف ازروئے حکم ہے یعنی شرعاً اس پر وہ احکام ہیں جو اس کے باپ یا اہل دار پر ہیں، وہ بھی نہ مطلقاً بلکہ صرف دنیوی، مثلاً وہ اپنے کافر مورث کا ترکہ پائے گا نہ مسلم کا، کافر وارث کو اس کا ترکہ ملے گا نہ مسلم کو، کافرہ سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے نہ مسلمہ سے، وہ مرجائے تو اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے، مسلمانوں کی طرح غسل وکفن نہ دیں گے، مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں گے۔ **الی غیر ذٰلک من الاحکام الدنیویة** (اس کے علاوہ دیگر دنیوی احکام)

بحرالرائق میں ہے: **اعلم ان المراد بالتبعیة التبعیة فی احکام الدنیا لافی العقبٰی** ۔تو جان لے کہ تابع ہونے سے مراد دنیاوی احکام میں تابع ہونا ہے نہ کہ اخروی احکام میں۔(ت)

درمختار میں ہے:تبع لہ ای فی احکام الدنیا لاالعقبی لما مر انھم خدم اھل الجنۃ . بچہ والدین میں سے کسی کے تابع ہے یعنی دنیاوی احکام میں نہ کہ اخروی احکام میں، کیوں کہ گزر چکا ہے کہ ان کے بچے جنتیوں کے خادم ہوں گے۔(ت)اور جب یہ تبعیت صرف احکام دنیوی میں ہے تو اس کا ثبوت احکام دنیا کے وجود پر موقوف۔اگر دنیا میں کوئی حکم ہی نہ ہو تو تبعیت کس چیز میں ہوگی؟ اور پر ظاہر کہ قبل بعثت ان امور میں کوئی حکم شرعی اصلاً اجماعاً متحقق نہ تھا۔تو اس وقت تک کسی ناسمجھ بچے کا بہ تبعیت والدین کافر قرار پانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا کہ نہ حکم نازل، نہ تبعیت حاصل۔ھکذا ینبغی التحقیق و اللہ سبحٰنہ ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہیے اور اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۴۵۳ تا ۴۵۵ ملخصاً)

☆ زمان فترت میں صرف توحید مدار اسلام ومناطِ نجات ونافی کفر تھی۔

اُس زمانے میں صرف توحید مدار اسلام ومناطِ نجات ونافی کفر تھی۔موحدان جاہلیت کا مسئلہ اجماعیہ کسے نہیں معلوم؟ بایں ہمہ وہ اسلام ضروری تھا کہ اس وقت اسی قدر ممکن تھا اصل دین ومرضی رب العٰلمین جسے اِنَّ الدِّیْنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ.(بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔)فرمایا گیا،تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے،كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ . سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں،اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔(ت)(فتاویٰ رضویہ ج ۲۸/ص ۴۶۰)

☆ تمام اجلّہ صحابہ کرام مقامِ فنا وبقا میں تمام اکابر اولیا عظام سے بلند وبالا ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں)اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلّہ صحابہ کرام مراتبِ ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیائے عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں۔اور ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں۔لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مقام وہاں ہے

جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہوگئیں اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام القوم سیدّی محی الدین ابن عربی قدس سرہ الزکی کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کی لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کمتر ہے۔ ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۸ص۶۸۳، ۶۸۴)

☆ علم غیب اللہ کے بتائے سے انبیا کو معلوم ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔

علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے، اُن آیتوں میں یہی معنٰی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیا کو معلوم ہونا ضروریاتِ دین سے ہے، قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں، ازانجملہ سورۂ جن میں فرماتا ہے: **عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ** ، اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ اور فرماتا ہے: **تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْکَ** "۔ یہ غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ اور فرماتا ہے: **وما هو على الغيب بضنين** ۔ یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔

اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ **انباء المصطفٰی** و رسالہ **خالص الاعتقاد** دیکھئے کہ کتنی آیتوں، حدیثوں اور اقوالِ ائمہ دین سے ثبوت ہے، جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے۔ اس کے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین دیکھئے، یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلِ سُنّت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقۃً دولت وعزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو، جو کچھ جسے عطا ہوا یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **انما انا قاسم و اللہ المعطی** ۔ دینے

والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ۔ (فتاویٰ رضویہ ص۹۲ ج۲۹)

☆ مولوی اشرف علی کی نسبت علمائے حرمین نے کیا کہا؟

اشرف علی کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے اسی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے: **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر.** جو اس کے اقوالِ کفر پر مطلع ہوکر اس کے کافر ومعذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ ص۹۴ ج۲۹)

☆ تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے؟

تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بے دینی کی کتاب ہے، علمائے حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بے دین لکھا ہے، اور فرمایا ہے ۔ **اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ** ۔ یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار رہو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں ۔

اس کتاب اور اس کے مصنف کے کلمات کفر کو کوکبہ شہابیہ میں بطور نمونہ ستر ۷۰ ر کے قریب بیان کیے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اس کی عبارتیں اور پھر اس کے کلمہ کفر ہونے پر آیتیں ، حدیثیں، ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بے دین تھا، بے دین کی کتاب دیکھنا حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ (فتاوی رضویہ ج۲۹، ص۹۴)

☆ وہابی کون ہیں؟ ان کی اصل کہاں سے ہے؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبانِ خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے ان کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے، ابتدا اس کی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم دیا اور اس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اس کا ہادی ذوالخویصرہ تمیمی ہوا، جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع میں کلمۂ توہین کہا، اس کے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا، جن کو امیر المومنین مولیٰ علی نے قتل فرمایا، لوگوں نے کہا، حمد اللہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا، امیر المومنین نے فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں، باپوں کی

پیٹھوں میں ہیں، **کلما قطع قرن نشاء قرن،** جب ان میں کی ایک سنگت کاٹ دی جائے گی دوسری سر اٹھائے گی، **حتی یکون اٰخرھم یخرج مع المسیح الدجال۔** یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارھویں صدی کے آخر میں ابن عبدالوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اس نے کتاب التوحید لکھی اور توحیدِ الٰہی عزوجل کے پردے میں انبیا و اولیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ کی توہین دل کھول کر کی۔ اس کی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا۔ ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو اسمٰعیل دہلوی نے پھیلایا، کتاب التوحید کا ترجمہ کیا، اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا، دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ": اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کا ماننا محض خبط ہے"۔

اس کے متبعین دو گروہ ہیں، عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقہ نے تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہل حدیث بنے، یہ غیر مقلد وہابی ہیں، ان کا سرگروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں، اور مقلد وہابیوں کے سرگروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی، اور اب اشرف علی تھانوی، جو ان لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ ان کی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۹۵ ج ۲۹)

☆ مولود شریف کی حقیقت کیا ہے؟

یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور ان کی اصل قرآن عظیم کے ان احکام کا ماننا ہے کہ **وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو، **وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔** انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ، **قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا** تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں، **لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ** ۔ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ ج ۲۹/ص ۹۷)

☆ سیدنا عمرو بن العاص جلیل القدر صحابی ہیں۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں اُن کی شان میں گستاخی نہ کرے گا مگر رافضی، جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اس کا پڑھنا سُننا مسلمان سنیوں پر حرام ہے، ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت، اہلِ سُنّت کے مسنون عقائد میں تصریح ہے، **الصحابة کلهم عدول لانذکرهم الابخیر** ۔صحابہ سب کے سب اہل خیر وعدالت ہیں ہم ان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

اگر کوئی شخص اہل سنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو تو مانے گا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص،** بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے۔(اس کو ترمذی نے عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)(فتاویٰ رضویہ ص ۹۷ ج ۲۹)

☆ حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر اور خواجہ معین الدین چشتی ضرور غریب نواز ہیں۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں، اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز، سیدنا ابوالحسن نورالدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہ سے روایت فرماتے ہیں: یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار ہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا ان کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا اس وقت میں ہوتا تو ان کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اس کا دستگیر ہوں۔

تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریاد رس۔شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمعیل دہلوی نے جا بجا حضور

کوغوث اعظم یاد کیا ہے یہ فریاد رسی و دستگیری نہیں تو کیا ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں: مرشد گرامی کے وصال کے بعد عید کے روز ان کے مزار اقدس کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ مزار مبارک کی طرف توجہ کے دوران مرشد گرامی کی روحانیت مقدسہ کا التفات تام ظاہر ہوا اور کمال غریب نوازی سے آپ نے وہ نسبت خاص عنایت فرمائی جو آپ کو حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی ص ۴۱۳ ج ۱) (فتاوی رضویہ ج ۲۹، ص ۱۰۵، ۱۰۶)

☆ قرآن مجید میں جب سب کچھ موجود ہے تو پھر ائمہ کا اختلاف کس بنا پر ہے؟

قرآن عظیم میں بے شک سب کچھ موجود ہے مگر اُسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اس کی شرح نہ فرماتی۔ قال اللہ تعالیٰ: لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ۔ تاکہ تم لوگوں سے بیان کردو جواُن کی طرف اُترا۔ (ت) اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین اس کی شرح نہ فرماتے، ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ربّ مبلّغ یبلغه اوعی لـه من سامع۔ بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی وہ سننے والے سے زیادہ اس کو یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ت) اور فرماتے ہیں: ربّ حامل فقه الٰی من هو افقه منه۔ بہت سے فقہ اُٹھانے والوں سے وہ زیادہ فقیہ ہوتا ہے جس کو وہ پہنچاتے ہیں۔ (ت)

اس تفقّہ فی الدین میں اختلافِ مراتب باعثِ اختلاف ہوا اور ادھر مصلحت الٰہیہ احادیث مختلف آئیں، کسی صحابی نے کوئی حدیث سُنی اور کسی نے کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے، ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا، یہ دوسرا باعثِ اختلاف ہوا۔ عبداللہ بن عمر کا علم امام مالک کو آیا، اور عبداللہ بن عباس کا امام شافعی کو، اور افضل العبادلہ عبداللہ بن مسعود کا علم ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، حلال کو حرام یا حرام کو حلال جاننا جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضروریاتِ دین سے ہے یا کم از کم نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہو۔ اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۷ ج ۲۹)

☆ علم ہونے کے باوجود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ افک میں سکوت حکمت پر مبنی تھا۔

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی۔قال اللہ تعالیٰ: نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔(ت)

قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیئیس برس میں نازل ہوا، جتنا قرآن عظیم اُترتا گیا، حضور پر غیب روشن ہوتا گیا، جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا، روزِ اول سے روزِ آخر تک کا جمیع ما کان و ما یکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہوگیا۔تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الٰہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہوتو احاطہ علم اقدس کا منافی نہیں، مع ہذا زمانہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا، اپنے اہل کی براءت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السمٰوات والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں ان کی براءت میں نازل فرمائیں جو قیامِ قیامت تک مساجد و مجالس ومجامع میں تلاوت کی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاوی رضویہ، ج۲۹ص۱۰۸)

☆ کوئی رسول رسالت سے معزول نہیں کیا جاتا ہے۔

حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے، نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبلِ نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی اُمتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیا و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں، جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیا ہیں۔

قال اللہ تعالی: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔(تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔)

ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں۔ایک حضرت مسیح نہیں، جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا، منسوخ پر حکم باطل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں: اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۹،ص۱۱۰،۱۱۱)

☆ اللہ نے سارا جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا۔

یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ **تلالؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک** میں ہے اور انہی لفظوں کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔ **خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک یا محمد ماخلقت الدنیا** ۔(یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ) میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں، اے محمد! اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

اس میں تو فقط ''**افلاک**'' کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب داخل ہیں، اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلامِ الٰہی جو حدیث میں فرمایا گیا، ایسی جگہ لفظی بحث پیش کرکے عوام کے دلوں میں شک وشبہہ ڈالنا اور ان کے قلوب کو متزلزل کرنا ہرگز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **الدین النصح لکل مسلم** ، دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۹،ص۱۱۳،۱۱۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کی طہارت۔

حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الیٰ ارحام الطاھرات** ۔ میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لم یزل اللہ ینقلنی**

من الاصلاب الکریمۃ والارحام الطاھرۃ حتی اخرجنی من بین ابوی ۔ ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا، یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔ اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہات کرام طاہرات سب اہل ایمان وتوحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافرو کافرہ کے لیے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۲۷۰)

☆ ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کیوں؟

صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:

وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح . میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا (اس کو امام بخاری وامام مسلم نے ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت) (بخاری شریف ص ۵۴۸ ج ۱)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا: ولو لا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار ۔ اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا (اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے) دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اھون اھل النار عذابا۔ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابوطالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے ۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، وللہ الحمد، اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ (جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اشارہ فرمایا: (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰/ ص ۲۷۲، ۲۷۳)

☆ گستاخ پر دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور سخت عذاب ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ "۔جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا. بے شک جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں، اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے، اسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔:

(۱) وہ ظالم ہے (۲) گمراہ ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے (۵) وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۱۴)

☆ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے کیسا ہی کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ ۔خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر وطبرانی و ابوالشیخ وابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا: عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا "تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟ "وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا، سب نے آکر قسمیں کھائیں

کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اُتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگر چہ لاکھ مسلمانی کا مدعی، کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰/ص ۳۲۸، ۳۲۹)

☆ تمام امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ کے بدگو کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ " کتاب الخراج " میں فرماتے ہیں
:ایمارجل مسلم سب رسول اللہ او کذبہ اوعابہ اوتنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ زوجتہ۔ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو! کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول، نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً: اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو، ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزازیہ و درر وغرر و فتاوٰی خیریہ وغیرہا میں ہے: **اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہٖ وکفرہٖ کفر۔** تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مجمع الانہر و در مختار میں ہے: **واللفظ لہ الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل**

توبتہ مطلقًا و من شک فی عذابہٖ و کفرہٖ کفر۔ جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

الحمدللہ! یہ نفیس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۳۰ص۳۳۴،۳۳۵)

☆ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگو کی توبہ قبول نہ ہونے کا مسئلہ۔

اور میں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ ساجد صنم کی توبہ باجماع امت مقبول ہے مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی وامام محقق علی الاطلاق ابن الہمام وعلامہ مولیٰ خسرو صاحبِ درروغرر وعلامہ زین بن نجیم صاحبِ بحرالرائق واشباہ و النظائر وعلامہ عمر بن نجیم صاحبِ نہرالفائق وعلامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحبِ تنویر الابصار وعلامہ خیرالدین رملی صاحبِ فتاویٰ خیریہ وعلامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر وعلامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب درمختار وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمہ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا۔ اس لیے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عنداللہ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو، اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں، نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ ج۳۰/ص۳۳۸،۳۳۹)

☆ اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہنا شرک نہیں۔

وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ۔ نکاح کردو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں اور کنیزوں کا۔(القرآن الکریم)

یہاں مولا عزوجل ہمارے غلاموں کو "ہمارا بندہ" فرمارہا ہے۔ اللہ کی شان زید

کا بندہ، عمرو کا بندہ، اُس کا بندہ، اِس کا بندہ اللہ فرمائے، رسول فرمائیں، صحابہ فرمائیں، ائمہ فرمائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور شرک فروشوں نے حکم شرک جڑا، شاید ان کے نزدیک زید وعمرو خدا کے شریک ہو سکتے ہوں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰/ص ۴۰۹)

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا وآخرت میں ہر جگہ مسلمان کے مددگار ہیں۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی ووالی ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا اولٰی بالمؤمنین من انفسھم۔ میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں: لانی الخلیفۃ الاکبر الممد لکل موجود۔ اس لیے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الٰہی کا مددرساں ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مامن مؤمن الا وانا اولی بہٖ فی الدنیا والاٰخرۃ اقروا ان شئتم "النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم" فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثه عصبته من کانوا ومن ترک دیناً او ضیاعاً فلیاتنی فانا مولاہ۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ "نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے" تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دَین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وبارک وسلم۔ (بخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداود وترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا) (فتاویٰ رضویہ ص ۶۰۹، ۶۱۰ ج ۳۰)

☆ اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے۔

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف (مصنف عبدالرزاق) میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

(ترجمہ): یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا : اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا، اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔

(مواہب لدنیہ ص ۷۱، ج ۱)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :

(ترجمہ) یعنی امام اجل، امام اہلِ سُنّت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰/ص ۶۵۸ تا ۶۶۰)

☆ مرتبۂ ذات میں اللہ تعالیٰ نے صرف حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں: **لما تعلقت ارادة الحق تعالیٰ بایجاد خلقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها وسفلها.** یعنی جب اللہ عزوجل نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا، صمدی نوروں سے مرتبہ ذات میں صرف حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا، پھر اس سے تمام علوی و سفلی نکالے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۳۰ ص۶۶۲)

☆ مرتبہ احدیت کیا ہے؟

شرحِ علامہ میں ہے: **والحضرة الاحدیة هی اول تعینات الذات واول رتبها الذی لااعتبار فیه لغیر الذات کما هو المشار الیه بقوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان الله ولا شیء معه ذکره الکاشی.**

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیدی کاشی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ ج۳۰ ص۶۶۲)

☆☆☆